مودودی صاحب کے نظریات کو سمجھنے کے لئے ایک مستند تاریخی کتاب

مودودی جماعت کیا ہے؟

مرتبہ اقبال احمد صاحب نوری

مکتبہ فریدیہ ساہیوال



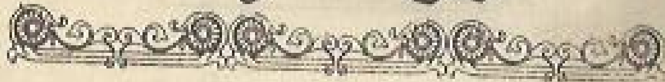
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مودودی صاحب کے نظریات کو سمجھنے کے لئے

ایک مستند تاریخی کتاب



مودودی جماعت کیا ہے؟



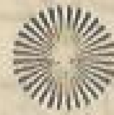
مرتبہ

جناب اقبال احمد صاحب نوری



ناشر

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال



نام کتاب ——— مودودی جماعت کیا ہے؟

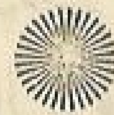
مرتب ——— اقبال احمد صاحب نوری

سائز ——— ۲۲×۱۸/۸

ضخامت ——— ۱۳۶ صفحات

ناشر ——— مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

قیمت: چھ روپے صرف



عنوانات کتاب

MOHAMMAD ISMAIL

مودودی جماعت کی نقاب کشائی

از اقبال احمد نوری

قارئین کرام! کیا یہ بات تکلیف دہ نہیں کہ آج اہل اسلام ہی جماعت اسلامی کے خلاف آرا نظر آ رہے ہیں۔ آج عوام و خواص جماعت اسلامی سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ اکابرین ملت اپنی تمامتر کاوشوں سے جماعت اسلامی کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

ایسے ہی موقع پر یہ کہا جاتا ہے کہ آپس کی اس رسہ کشی نے ملت اسلامیہ کے شیرازہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ صرف نظریاتی اختلافات پر اتنی واویلا اور شورش کہاں کی دانشمندی ہے، جب کہ موجودہ دور میں اتحاد و اتفاق کی اشد ضرورت ہے ایسے نازک وقت میں ان فروعی، اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہونے اور ملک و قوم کی خدمت کرنے کی ضرورت ہے۔

مگر ہم حقیقت کے اظہار میں تامل نہ کریں گے، یہ ایک الگ بات ہے کہ کبھی حقیقت ظاہر کرتے وقت ہمارے چہرے پر مسکراہٹ نظر آتی تھی، آج حزن و ملال کے بادل چھائے ہیں، ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ کاش جماعت اسلامی، جماعت اسلامی ہوتی، کاش جماعت کا مسلک شارع علیہ السلام کے پیش کردہ مسلک کے مطابق ہوتا۔ کاش جماعت اسلامی اسلام کے سچے اصولوں سے نہ ٹکراتی۔ کاش جماعت اسلامی کے اصول، اصول اسلام کے خلاف نہ ہوتے۔ کاش جماعت اسلامی فروعات میں بھی، فروعات اسلام سے مطابقت کرتی، کاش جماعت اسلامی، سلف و خلف کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوتی، کاش جماعت اسلامی ائمہ اور مجتہدین سے بغاوت پر آمادہ نہ ہوتی جن کے ذریعہ قرآن و سنت کی صحیح تعلیم ہم تک پہنچی ہے۔

شراب کہنہ نئے جام میں پیش کی جاتی، بات پرانی ہوتی، الفاظ نئے ہوتے، اسلام

کے سچے اصول ہوتے۔ انداز نیا ہوتا، قالب پُرانا ہوتا لباس نیا ہوتا تو شاید بات یہاں تک نہ پہنچتی۔ مگر مودودی صاحب تجدید کا بیڑا اٹھا چکے ہیں زبان و الفاظ، لباس و کردار تو کیا پرانے قالب ہی کو بدلنا چاہتے ہیں جس کا آپ نے کئی جگہ اشارے اور کنایے میں ذکر بھی کیا ہے۔ چنانچہ وُہ تصوّف کی آڑ میں اپنے اصل مدعا کا اظہار بھی فرما گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"یہ ظاہر ہے کہ حقیقی اسلامی تصوّف اس خاص قالب کا محتاج نہیں ہے اس کے لیے دوسرا قالب بھی ممکن ہے اس کے لیے زبان بھی دوسری اختیار کی جاسکتی ہے۔ رموز و اشارات سے بھی اجتناب کیا جاسکتا ہے۔ پیری مریدی اور اس سلسلے کی تمام عملی شکلوں کو بھی چھوڑ کر دوسری شکلیں اختیار کی جاسکتی ہیں پھر کیا ضروری ہے کہ اسی پرانے قالب کو اختیار کیا جائے، جس میں مدتہائے دراز سے جاہلی تصوّف کی گرم بازاری ہورہی ہے۔"

(تجدید احیائے دین صہ ۱۳۳)

دیکھیے مودودی صاحب کے تجدد کی کار فرمائی و لب ولہجہ، رموز و اشارات سے ہی اجتناب نہیں فرمارہے ہیں بلکہ اصل قالب کو بدل دینا چاہتے ہیں، وہ طرز تحریر ہی بدلنے پر مُصر نہیں بلکہ مضمون ہی کو بدل دینے پر آمادہ کررہے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ:۔

"پھر کیا ضروری ہے کہ اسی پُرانے قالب کو اختیار کیا جائے جس میں مدتہائے دراز سے جاہلی تصوّف کی گرم بازاری ہورہی ہے۔"

یہ سراسر ناانصافی ہے، عدل نہیں، یہ سرتاپا ظلم ہے انصاف نہیں یہ ہمہ گیر جہالت ہے، قانونِ اسلام نہیں، یہ قطعی ضلالت ہے ہدایت نہیں یہ تعصب ہے اصلاح نہیں، یہ تجدد ہے تجدید نہیں۔

کیا اسلام سے پہلے حج و طواف مشرکین نہیں کرتے تھے، کیا وہ صفا و مروہ کی سعی نہیں کرتے تھے، کیا بتوں کا نام لے کر جانوروں کی قربانی نہیں کرتے تھے، کیا بتوں کے نام کی نذر و منت نہیں مانتے تھے، کیا وہ اپنے من مانے طریقہ پر کھڑے اور بیٹھے خود ساختہ دیوی اور دیوتاؤں کی پرستش نہیں کرتے تھے، مودودی صاحب کے نظریہ کے مطابق حضور شارع علیہ السلام کو وُہ کعبہ جو قالب کی حیثیت رکھتا تھا جس میں ایک دو نہیں سینکڑوں بُت رہے تھے، حضرت

سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریقہ حج و عبادت میں بعد کو جاہلیت کا عنصر ہی نہیں بلکہ مکمل جاہلیت کارفرما ہوگئی تھی۔ طلوع آفتاب اسلام کے بعد اس قالب کو بدل دینا چاہیے تھا، مگر ایسا نہ ہوا، بلکہ اس کا قالب وہی رہا، اصطلاحات زبان سب کچھ وہی رہا، صرف ارکان میں اصلاح فرمائی گئی قربانی جو بتوں کے نام پر ہوتی تھی اب اللہ کے نام پر ہونے لگی نہ قالب بدلا نہ اصطلاحات جو نذر و منت بتوں کے نام سے مانی جاتی اس میں مزید اصلاح کے بعد خدا کے نام سے مانی جانے لگی۔ یہود و نصاریٰ مشرکین مکہ جو اپنے طریقے عبادت کیا کرتے تھے اس کو نماز پنجگانہ کی صورت میں تشکیل دے کر ارکان میں ترمیم و اصلاح کے بعد برقرار رکھا گیا۔ جو لباس مشرکین کا تھا حضور نے اسی لباس کو کچھ پابندیوں کے ساتھ مسلمانوں کے لیے روا رکھا جو زبان و اصطلاحات اہل عرب یعنی مشرکین مکہ بولا کرتے تھے حضور علیہ السلام نے اسکو نہیں بدلا۔

کیا مشرکین کی ہر ہر ادا، ذات اور بات۔ عادات و اطوار۔ گفتار، کردار، جسم و روح، غذا و لباس، اعمال و اشغال میں جہالت کارفرما نہ تھی۔ کیا بتوں کے نام پر پکائے ہوئے کھانے اور بتوں کے نام پر مانے ہوئے نذر لانے کھا کر ان کے جسم و قالب کی نشو و نما نہ ہوئی تھی، کیا ان کی رگوں میں دوڑنے والا خون انہیں غذاؤں کا کرشمہ نہ تھا۔ شارع علیہ السلام نے یہ خیال کیوں نہ فرمایا کہ ان سب کو قتل کرکے خالص اسلامی خمیر سے دوسرے قالب تیار کئے جائیں ان کا لباس بھی اور ہو ان کی زبان بھی اور ہو اور ان کی اصطلاح بھی اور ہو ان کی پیدائش کا طریقہ بھی ان مشرکین سے جُدا ہو، ان کی شادی و مواصلت کا طریقہ بھی جُدا ہو، بقول مودودی اسی مشرکانہ قالب میں اسلامی روح پھونکی گئی تو ذہن و فکر طرز و تمدن معاشرت سب کچھ پُرانا اور مشرکانہ ہے پھر کہیں میرے بعد ان مسلمانوں کو اعتقادی و اخلاقی بیماریوں میں مبتلا نہ کردے۔

مودودی صاحب نے نہ صرف تصوّف، الٰہیات، عبادات ہی نہیں بلکہ اصل اسلام کی جو تصویر کشی فرمائی ہے، وہ حقیقت کے برعکس ہے۔

ہم یہ سطور لکھتے وقت بڑا دکھ محسوس کررہے ہیں کہ غیروں نے اسلام پر جو مظالم ڈھائے ہیں وہ ان کے پاسنگ بھی نہیں، جو سلوک اسلامی سپوتوں نے اسلام کے ساتھ کیا۔ اغیار نے تو اسلام کو اپنوں کے سامنے جس صورت میں پیش کیا وہ باعث تشویش تھا ہی مگر ان

مدعیانِ اسلام نے جو تصورِ دین پیش کیا ہے وُہ ایسا بھیانک ہے کہ اغیار کی تمام تصویریں اس کے سامنے ہیچ ہوگئیں ۔

اگر طوفاں میں کشتی ہو تو ہو سکتی ہیں تدبیریں
جو کشتی ہی میں طوفاں ہو تو کیا تدبیر کام آئے

بیرونی اقتدار کو تو تلوار کے زور سے روکا جا سکتا ہے مگر اندرونی فتنہ کو تلوار کے زور سے مٹانے میں صحیح العقیدہ غافل مسلمانوں کی جانب سے بغاوت کا خطرہ رہتا ہے ۔ کیوں کہ دوست نما دشمنوں، مسلم نما منافقوں، گندم نما جو فروشوں، اسلام کے نام پر بلیک کرنے والوں سے دھوکہ کھا جانا مشکل نہیں ۔ اس لیے اندرونی فتنہ کا انخلاء زبان و قلم ہی سے زیادہ مناسب سمجھا گیا ۔

جب بھی منافقت نے انگڑائی لی، ضلالت نے گھونگھٹ اُٹھائی، کفر و جہالت نے کروٹ بدلی فوراً، گوشہ نشین خانقاہی، چلہ کشی مرشدین تسبیح و عبا رکھ کر مقابل آگئے، نوافل و عبادات، درس و تدریس میں مشغول رہنے والے علماء نے مجاہدانہ مساعی کو بروئے کار لاکر ہر فتنہ کا منہ توڑ جواب دیکر مسلکِ حق کا پرچم بلند فرمایا اور خوابیدہ مسلم کو چونکا کر جمود و تعطل کی گھاٹیوں سے نکالنے کا کام انجام دیتے رہے ۔

جب ہم مودودی صاحب کا لٹریچر تنقیدی نظر سے دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی خود ساختہ جماعت کے نظم و نسق کو سب سے بڑا خطرہ، انہیں خانقاہی مرشدین اور عبادت گذار علماء سے ہے ۔ یا للعجب ایسے سیاسی لیڈر، انقلابی صلاحیت کے حامل جن کے ساتھ امریکہ کی پوری سیاسی طاقت اور سعودی سرمایہ ہو ۔ اس کے خواص خسر پران، بوریہ نشینوں اور پُرانی وضع قطع کے علماء کا خوف اس قدر کیوں مسلط ہے، کیا یہ جائے حیرت اور مقامِ عبرت نہیں؟ ایک حد تک وہ خطرہ بھی درست ہے، وہ ماضی کی بھولی بسری یادیں ذہن و فکر کو ضرور مکدر کرتی ہوں گی، جن کی غمازی آپ کی تحریرات کر رہی ہیں، ذہنی بوجھ قلم کے ذریعہ ہلکا کیا جا رہا ہے ۔ دوسری طرف عوام کو مشائخ و علماء حق سے بدظن کرنے کی کوشش بھی جاری ہے ۔ مودودی صاحب کے تصنیفات میں سے شاید ہی کوئی ایسی ہو جس میں مشائخ کرام و علمائے عظام کے خلاف خامہ فرسائی نہ کی گئی ہو ۔

عُلماء اور مشائخ پر مودودی صاحب کی خصوصی نظر

مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ ہوں :-

(۱) کہیں مکمل فرنگیت ہے کہیں نہرو گاندھی کا اتباع ہے کہیں جبوں اور عماموں میں سیاہ دل اور گندے اخلاق لپٹے ہوئے ہیں ۔
(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ اوّل ص۵۵)

(۲) خانقاہوں اور مسجدوں کے تاریک حجروں میں بیٹھنے والے اگر مذہبیت کے معنی گوشۂ عزلت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے کے سمجھیں اور دینداری کو عبادت کے دائرے میں محدود خیال کریں تو تعجب نہیں کہ وہ تو ہیں ہی تاریک خیال (سیاسی کشمکش حصہ اوّل ص۹۳)

(۳) شرک کی مملکت میں بادشاہوں کو خدائی کا مقام دیا جاتا ہے روحانی پیشواؤں اور مذہبی عہدہ داروں کا ایک طبقہ مخصوص امتیازات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے ۔ شاہی خاندان اور مذہبی طبقے مل کر ایک ملی بھگت قائم کرتے ہیں ۔ (تجدید احیائے دین ص۳)

پیرانِ طریقت اور بیماری

(۴) پیرانِ طریقت کے ہاتھوں ایک بیماری پھیل رہی ہے ۔ رواقیت، اشتراکیت، مانویت اور ویدانتزم کی آمیزش سے ایک عجیب قسم کا فلسفیانہ تصوف پیدا ہو گیا تھا جسے اسلام کے نظامِ اعتقادی و اخلاقی میں ٹھونس دیا گیا تھا ۔ (تجدید ص۹۳)

(۵) دُنیا پرست علماء و مشائخ نے اس خلط ملط سے واقفیت کرلی تھی ۔ (تجدید ص۹۳)

(۶) تمیرا مابعد الطبعی نظریہ رہبانیت پر مبنی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے ....
اس دشمن یعنی نفس و جسم کو مجاہدات و ریاضیات کے ذریعہ سے اتنی تکلیفیں دی جائیں کہ روح پر اس کا تسلط قائم نہ رہ سکے اس طرح روح ہلکی اور پاک صاف ہو جائیگی اور نجات کے بلند مقامات پر اُڑنے کی طاقت حاصل کرے گی یہ نظریہ بجائے خود غیر تمدنی نظریہ ہے مگر تمدن پر یہ متعدد طریقوں سے اثرانداز ہوتا ہے اسکی بنیاد پر ایک خاص قسم کا نظامِ فلسفہ بنتا ہے جس کی مختلف شکلیں ویدانتزم، مانویت، اشراقیت

یوگ، تصوف، مسیحی رہبانیت اور بدھ ازم وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں اس فلسفہ کے ساتھ ایک ایسا نظامِ اخلاق وجود میں آتا ہے جو بہت کم ایجابی اور بہت زیادہ بلکہ تمام تر سلبی نوعیت کا ہے۔ یہ دونوں چیزیں مل کر لٹریچر، عقائد، اخلاقیات اور عملی زندگی میں نفوذ کرتی ہیں اور جہاں جہاں ان کے اثرات پہنچتے ہیں وہاں افیون اور کوکین کا کام کرتے ہیں۔

(تجدید صہ ۲۲)

نمبر چار میں خالص اسلامی تصوف کو رواقیت، اشراقیت، مانویت، ویدانزم کی آمیزش سے تیار شدہ ایک مرکب کا نام تصوف بتایا تھا۔ اور یہاں نمبر ۶ میں جاہلیت راہبانہ کا عنوان قائم کر کے اور اسی کی تعریف کرتے ہوئے بتا رہے ہیں کہ جاہلیت راہبانہ سے یہ مختلف شکلیں ویدانزم، مانویت، اشراقیت، یوگ، تصوف، مسیحی رہبانیت، بدھ ازم وغیرہ ظہور میں آئیں، جس سے صاف ظاہر ہے کہ جاہلیت سے پیدا شدہ یہ تمام شکلیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک سے دوسرے کو اگر نسبت واسطہ علاقہ، تعلق ہے تو صرف اتنا کہ یہ سب ایک ہی ماں یعنی جاہلیت کی اولاد ہیں۔ اگر مودودی صاحب کا پہلا قول صحیح تو دوسرا غلط ثابت ہوتا ہے اور دوسرا صحیح تو پہلا غلط، مگر ہمارے نزدیک یہ تضاد تصوف سے اندھی عداوت کا نتیجہ ہے اگر مودودی صاحب کے قول میں کچھ صداقت ہوتی تو دیانت کا تقاضہ یہ تھا کہ پہلے صحیح اسلامی تصوف کی تصویر پیش کرتے اس کے بعد اسلام کے خلاف تصوف میں جو آمیزش ہوگئی تھی اس کا خاکہ پیش کر کے دونوں کے درمیان حدِ فاصل قائم کر دیتے مگر ایسا نہ کرنا لفاظی پر اکتفا کر کے مسلمانوں کو علماء اہلسنت اور مشائخ حق سے بدظن کرنا اسلامی تصوف سے برگشتہ کرنا ہی مقصود ہو سکتا ہے۔

مودودی صاحب نے اپنی تصنیفات میں علمائے کرام و مشائخ عظام کو جو نوازا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ کیوں کہ مودودی صاحب نے جب جدید طرزِ فکر کی دعوت دینے کا بیڑا اٹھایا ہے اس کام کے لیے طریقہ کار بڑا فرسودہ چھ سو برس پرانا اختیار کیا ہے۔ مودودی صاحب نے ایک ایسے مسلک کی بنیاد ڈالی ہے جس کی خاطر انہیں تمام خلف و سلف سے بغاوت پر آمادہ ہونا پڑا، ملاحظہ ہو مودودی صاحب فرماتے ہیں: ۔

اسلاف سے بیزاری

(۷) اسلام میں ایک نشاۃ جدیدہ کی ضرورت ہے۔ پرانے مفکرین و محققین کا سرمایہ اب کام نہیں دے سکتا۔ (تنقیحات صہ ۵ ا پہلا ایڈیشن)

(۸) قرآن و سنتِ رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرے سے نہیں۔ (تنقیحات صہ ۱۱۴ مطبوعہ کوہ نور پرنٹنگ پریس دہلی)

(۹) ایک طرف ترکی قوم میں اتنے بڑے انقلاب کی ابتداء ہو رہی تھی دوسری طرف ترکوں کے علماء و مشائخ تھے جو اب بھی ساتویں صدی کی فضا سے نکلنے پر آمادہ نہ تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وہ اب بھی کہہ رہے تھے کہ چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے وہ ابھی تک فلسفہ و کلام کی وہی کتابیں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھے جن کو چھٹک کر زمانہ پانچسو برس آگے نکل چکا تھا۔ وہ اب بھی اپنے وعظوں میں قرآن کی وہی تفسیریں اور وہی ضعیف حدیثیں سنا رہے تھے جن کو سن کر سو برس پہلے تک کے لوگ تو سر دھنتے تھے مگر آج کل کے دماغ ان کو سن کر صرف ان مفسرین و محدثین ہی سے نہیں بلکہ خود قرآنؐ حدیث سے بھی منحرف ہو جاتے ہیں۔ (تنقیحات صہ۲۰)

(۱۰) علوم اسلامیہ کو بھی قدیم کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجئے بلکہ ان میں سے متاخرین کی آمیزشوں کو الگ کر کے اسلام کے دائمی اصول اور غیر متبدل قوانین لیجئے۔
(تنقیحات صہ ۱۱۴)

(۱۱) اللہ اور حقوق العباد کے متعلق اسلامی قانون کے ابتدائی اور ضروری احکام بیان کئے جائیں جن سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لیے ناگزیر ہے مگر اس قسم کے جزئیات اس میں نہ ہونے چاہئیں۔ جیسے ہمارے فقہ کی پرانی کتابوں میں آئے ہیں۔ (تنقیحات صہ ۱۸۹)

۱۲۔ خصوصیت کے ساتھ اصولِ فقہ، احکامِ فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصولِ عمران حکمتِ قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لیے کارآمد نہیں ہے۔ (تنقیحات صہ ۱۹۵)

۱۳۔ ہم نے کبھی اس خیال کی تردید نہیں کی کہ ہر شخص کو ائمہ حدیث کی اندھی تقلید کرنی

چاہیئے یا ان کو غلطی سے مبرا سمجھنا چاہیئے ۔ نہ کبھی ہم نے یہ دعویٰ کیا کہ ہر کتاب میں جو روایت قال رسول اللہ سے شروع ہو اس کو آنکھ بند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مان لیا جائے ۔ (تفہیمات ص ۲۹۶ مطبوعہ مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن)

۱۴ ۔ محدثین رحمہم اللہ کی خدمات مسلّم ۔ یہ بھی مسلّم کہ نقد حدیث کے لیے جو مواد انہوں نے فراہم کیا ہے وہ صدر اول کے اخبار و آثار کی تحقیق میں بہت کار آمد ہے کلام اس میں نہیں بلکہ صرف اس امر میں ہے کہ کلیۃً ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے وہ بہر حال تھے تو انسان ہی ۔ انسانی علم کے لیے جو حدیں فطرۃً اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جا سکتے ہیں ، انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو ان کے کام محفوظ نہ تھے پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس حدیث کو وہ (محدثین) صحیح قرار دیتے ہیں وہ حدیث حقیقت میں بھی صحیح ہے ۔ صحت کا کامل یقین تو خود ان کو بھی نہ تھا ۔ (تفہیمات ص ۲۹۲)

۱۵ ۔ محدثین کرام نے اسمائے الرجال کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا ہے ۔ جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے مگر ان میں کونسی چیز ہے جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو ؟ اول تو رواۃ کی سیرت اور ان کے حافظہ اور ان کی دوسری باطنی خصوصیات کے متعلق بالکل صحیح علم حاصل کرنا مشکل ، دوسرے خود وہ لوگ جو ان کے متعلق رائے قائم کرنے والے تھے (یعنی محدثین) انسانی کمزوریوں سے مبرا نہ تھے ۔ نفس ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا تھا ۔ تفہیمات ص ۲۹۲)

۱۶ ۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ کوئی روایت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو اس کی نسبت کا صحیح و معتبر ہونا بجائے خود زیر بحث ہوتا ہے ۔ آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں ۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے ۔ (تفہیمات ص ۳۰۲)

۱۷ ۔ محدثین جن بنیادوں پر احادیث کے صحیح یا غلط یا ضعیف وغیرہ ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں ان کے اندر کمزوری کے اسباب میں بیان کر چکا ہوں ۔ (تفہیمات ص ۳۰۳)

۱۸ ۔ قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے (تفہیمات ص ۱۹۳)

۱۹ ۔ اصول فقہ ، احکام فقہ ، اسلامی معاشیات ، اسلام کے اصول عمران ، حکمت قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لیے کار آمد نہیں ہیں ۔ (تنقیحات ص ۱۹۵)

۲۰ ۔ سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوری کا غلبہ ہو جاتا تھا ۔ (تفہیمات ص ۲۹۴)

مودودی صاحب نے مندرجہ بالا تحریرات میں کوئی کسر محدثین ، مفسرین ، فقہا ، ائمہ ، مجتہدین ، علماء مصلحین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بدظن اور متنفر کرنے میں نہیں اٹھا رکھی ۔ اسی پر بس نہیں جناب تو درپردہ حدیث ہی سے انکار فرما گئے ۔ خود نوائی ، خود نمائی ، اچھوتی دیگر نیست کا مرض ہی ایسا ہے جو انسان اور اس کے اچھے عنصر کو بھی قعر جہالت میں دھکیل دیتا ہے ۔ صرف مودودی صاحب ہی کے اوپر منحصر نہیں آپ سے پہلے بھی کتنے جہالت بکم کے تیر نظر کے شکار ہوئے ۔

اگر مودودی صاحب بھی خود نمائی کی اس منزل پر پہنچ گئے تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ بشری کمزوریوں سے وہ بھی مبرا نہیں اسی پر بس نہیں بقول مودودی صاحب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بھی بشری کمزوری کا غلبہ ہو جاتا تھا جب کہ صحابہ کرام کے بشری پیکر کو پرتو نور الٰہی ، حضور پُر نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت نے نور حق میں ڈھانپ لیا تھا ۔ کثافت پر لطافت کا گلوب چڑھ چکا تھا پھر بھی جب وہ نور کی چلمن سرکی جاتی بشریت کا عنصر ظاہر ہو جاتا ہے ۔ مگر جناب مودودی صاحب جن میں بشریت کے سوا کچھ اور نہیں جہاں نری کثافت ہی کثافت ہو اگر اسے بشری کمزوریوں کا مجسمہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا ۔ پھر کیا وجہ کہ آپ کو غلطیوں کا پیکر تسلیم نہ کیا جائے ۔

یہ بھی بشری کمزوریوں میں سے ایک کمزوری ہے کہ مودودی صاحب اپنے لیے جو زمین ہموار فرما رہے تھے جس مقصد کی خاطر آپ نے تمام محدثین و محققین کو بے اعتبار کرنے اور تفسیر و حدیث کے مستند ذخیرہ کو پرانا ذخیرہ کہہ کر ٹھکرا دینے کی رائے ہی نہیں کوشش کی ہے مختلف طریقوں سے عوام کے ذہنوں کو بدلنے کی چال چلی ہے ۔ اسی چال نے خود مودودی صاحب کو بے اعتبار کر دیا ۔ ہر عقلمند و دانشمند آپ ہی سے سوال کر سکتا ہے کہ جناب اس کا کیا ذریعہ ہے کہ آپ جس عبارت کو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کریں ۔ یہ یقین ہی کر لیا جائے کہ وہ حدیث رسول ہے ۔ خدارا

ذرا انصاف سے دیکھیے اور اپنی تحریر کردہ عبارات کو معمولی ترمیم کے ساتھ پڑھ کر پھر بتائیے کہ آج چودھویں صدی میں محدثین و محققین کی کاوشوں اور تفسیر و حدیث کے ذخیرہ کو ٹھکرا کر ان سے بے نیاز ہو کر وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے یہ ثابت کر سکیں کہ جو روایت آپ لکھ رہے ہیں وہ حدیث رسول ہے بھی یا نہیں۔ وہ کون سا آلہ ہے وہ کونسا مقیاس ہے وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے آپ یقین دلا سکیں کہ اب تک آپ نے اپنی تصنیفات میں جتنی احادیث لکھی ہیں وہ بالیقین احادیث رسول ہیں بھی یا نہیں۔ یہ سوال تو بعد کا ہے کہ صحیح و ضعیف کا مقام کسے دیا جائے۔

مودودی صاحب کی تحریر کو اس طرح پڑھیے کہ محدثین کی جگہ خود مودودی صاحب کو مخاطب کیجئے پھر نتیجہ نکالیے۔ کہ جناب مودودی صاحب کی خدمات مسلّم۔ یہ بھی مسلّم کہ نقد حدیث کے لیے جو مواد انہوں نے فراہم کیا ہے وہ صدر موجودہ کے اخبار و آثار کی تحقیق میں بہت کارآمد ہے کلام اس میں نہیں بلکہ صرف اس امر میں ہے کہ کلیتًہ ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے۔ مودودی صاحب ہیں تو بہر حال انسان ہی۔ انسانی علم کے لیے جو حدیں فطرۃ اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جا سکتے ہیں۔ انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو مودودی صاحب کے کام بھی محفوظ نہیں ہیں پھر جماعت اسلامی کے افراد کیسے کہہ سکتے ہیں جس حدیث کو مودودی صاحب اپنی کتب میں نقل کر دیں اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ یا جسے وہ صحیح قرار دیں وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے۔ عصمت کا دعوے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

اب میں جماعت اسلامی کے افراد سے یہ عرض کروں گا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے اِیں و آں، چنیں و چناں کو چھوڑ کر مندرجہ بالا اقتباسات کو بغور پڑھیں پھر اس ترمیم شدہ مودودی صاحب کی تحریر کو پڑھ کر نتیجہ نکالیں کہ مودودی صاحب کی اقتدا کیونکر درست ہو سکتی ہے۔

حدیث کی اہمیت و ضرورت

قرآن میں جو احکام بلاواسطہ اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں ان کے علاوہ وہ احکام بھی واجب الاطاعت ہیں جو رسول اللہ دیں اور ان کی اطاعت بعینہٖ ایسی ہے جیسی اللہ تعالیٰ کی اطاعت مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء) اس سے معلوم ہوا کہ تنہا کتاب اللہ کافی

نہیں ہے۔ احکام رسول کی اطاعت اور اسوۂ رسول کی پیروی بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح خود کلام اللہ کے احکام کی اطاعت فرض ہے۔ اگر کتاب کی تنزیل کے بعد حدیث اور آثار رسالت کے باقی رہنے کی ضرورت نہیں (اور احادیث کا وہ تمام ذخیرہ) جو منکرین حدیث کے نزدیک دریا برد کر دینے کے قابل ہے تو ہمارے پاس اس کا کوئی ثبوت باقی نہیں رہتا کہ یہ قرآن حقیقت میں وہی ہے جو رسول اللہ پر نازل ہوا تھا۔ اسی طرح ہماری مذہبی زندگی کے جتنے اعمال اور جتنے اصول و قوانین ہیں، یہ بھی سب کے سب بے سند ہو کر رہ جاتے ہیں، نماز روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے اعمال جس صورت میں ادا کیے جاتے ہیں ان کے متعلق ہم نہیں بتا سکتے کہ یہ سب رسول اللہ کے مقرر کیے ہوئے طریقوں پر ہیں۔ پھر کیوں کر ممکن تھا کہ صحابہ کرام جس مقدس ہستی کو خدا کا رسول اور اسلام کا مکمل نمونہ سمجھتے تھے اس سے صرف قرآن لے لیتے اور اس کے دوسرے تمام ارشادات اور اس کے تمام اعمال کی طرف سے کان اور آنکھیں بند کر لیتے قدیم زمانہ میں نہ صرف عرب بلکہ تمام قوموں کے پاس واقعات کو محفوظ رکھنے اور بعد کی نسلوں تک پہنچانے کا یہی ایک ذریعہ تھا (یعنی حافظہ اور زبانی) مگر عرب خصوصیت کے ساتھ اپنے حافظہ اور صحت نقل میں ممتاز تھے۔

جو قوم ایام العرب، کلام جاہلیت، انساب قبائل حتّٰی کہ اونٹوں اور گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد کرتی ہو اور اپنی اولاد کو یاد کراتی ہو، اس سے بعید تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم الشان شخصیت کے حالات اور آپ کے ارشادات کو یاد نہ رکھتی ہو آنے والی نسلوں تک انہیں منتقل نہ کرتی۔

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو فطری بات تھی کہ لوگوں میں آپ کے احوال و اقوال کی جستجو اور زیادہ بڑھ جاتی۔ جو لوگ حضور علیہ السلام کی زیارت اور صحبت سے محروم رہ گئے تھے ان میں شوق پیدا ہونا بالکل فطری امر تھا کہ آپ کے صحبت یافتہ بزرگوں سے آپ کے ارشادات اور حالات پوچھیں۔ لوگ جہاں کسی صحابی کی خبر پا لیتے وہاں سینکڑوں میل سے سفر کر کے جاتے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پوچھتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست شخصیت اور آپ کی تابناک پیغمبرانہ زندگی اتنی ناقابل اعتنا، تو نہ تھی کہ مسلمانوں

میں کم از کم ۲۰۰ برس تک بھی آپ کے حالات معلوم کرنے اور آپ کے ارشادات سننے (اور یاد کرنے) کا عام شوق نہ رہتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی مسلمان تو کجا کوئی منصف مزاج غیر مسلم بھی اس رائے کو صحیح باور نہ کرے گا۔

اس میں شک نہیں کہ (منافقین کا) ایک گروہ ایسا بھی پیدا ہو گیا تھا جو (اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے جلی بیر رکھتا تھا وہ) اپنے دل سے گھڑ کر باتیں نکالتا تھا اور محض لوگوں پر اثر قائم کرنے کے لیے ان باتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔ مگر کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں سب کے سب ایسے ہی لوگ تھے؟ سب جھوٹے اور بے ایمان تھے؟ سب ایسے منافق تھے کہ اس ہستی پر بہتان گھڑتے جس کی رسالت پر وہ کم از کم دن بھر میں پانچ مرتبہ گواہی دیا کرتے تھے؟

ائمہ اور محدثین کرام کی کاوشیں

پہلی صدی کے آخر سے حدیث کے ذخیرے میں ایک حصہ ایسی روایات کا بھی داخل ہونے لگا تھا جو موضوع تھیں۔ کھرے اور کھوٹے کی آمیزش کے بعد صحیح طریق کار کیا تھا؟ کیا یہ صحیح ہو سکتا ہے کہ آمیزش کی بنا پر صحیح اور غلط سب کو رد کر دیا جائے۔ اور بعد کے مسلمان رسالت (اور احکام خداوندی) سے اپنا تعلق منقطع کر لیتے؟ منکرین حدیث اس کو ایک آسان بات سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ قرآن پر ایمان رکھتے تھے انہوں نے سب کو رد کر دینے کی بہ نسبت پہاڑ کھود کر جواہر نکالنے کی مشقت کو زیادہ آسان سمجھا۔ رسالت سے اپنا اور مسلمانوں کا تعلق برقرار رکھنے کے لیے شب و روز محنتیں کیں۔ حدیثوں کو جانچنے اور پرکھنے کے اصول بنائے، کھرے اور کھوٹے کو ممتاز کیا۔ ایک طرف اصول روایت کے اعتبار سے حدیثوں کی تنقیح کی۔ دوسری طرف ہزاروں لاکھوں راویوں کے احوال کی جانچ پڑتال کی۔ تیسری طرف روایت کے اعتبار سے حدیثوں پر نقد کیا اور اس طرح سنتِ رسول کے متعلق ان لوگوں نے ایک ایسا ذخیرہ فراہم کر دیا جس کے برابر مستند اور معتبر ذخیرہ آج دنیا میں گزشتہ زمانے کے کسی شخص اور کسی عہد کے متعلق موجود نہیں۔

حق یہ ہے کہ مسلمانوں پر ان محدثین کا اتنا بڑا احسان ہے کہ وہ قیامت تک اس بارے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اللہ ان کی قبروں کو نور سے بھر دے، یہ انہیں عاشقانِ رسول کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے پاس رسولِ اکرم اور صحابۂ کرام کے عہد کی پوری تاریخ اپنے جزئیات کے ساتھ موجود ہے۔

محدثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج شناس ہوتے ہیں

حدیث کو اصولِ روایت پر وہی شخص جانچ سکتا ہے جس نے قرآن کا علم حاصل کر کے اسلام کے اصولِ اوّلیہ کو خوب سمجھ لیا ہو، اور جس نے حدیث کے بیشتر ذخیرہ کا گہرا مطالعہ کر کے احادیث کو پرکھنے کی نظر بہم پہنچائی ہو۔ کثرتِ مطالعہ اور ممارست سے انسان میں ایسا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج شناس ہو جاتا ہے اور اسلام کی صحیح روح اس کے دل و دماغ میں بس جاتی ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ تفقہ کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے اس کے اندر قرآن اور سیرتِ رسول کے غائر مطالعہ سے ایک خاص ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے ایک پُرانے جوہری کی بصیرت کہ وہ جواہر کی نازک سے نازک خصوصیات تک کو پرکھ لیتی ہے۔ اس کی نظر بہ حیثیت مجموعی شریعت حقہ کے پورے سسٹم پر ہوتی ہے اور وہ اس سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے اس کے بعد جب جزئیات اس کے سامنے آتے ہیں تو اس کا ذوق اسے بتا دیتا ہے کہ کونسی چیز اسلام کے مزاج اور اس کی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے اور کونسی نہیں رکھتی۔ روایات پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان میں بھی یہی کسوٹی رد و قبول کا معیار بن جاتی ہے۔

اسلام کا مزاج عین ذات نبوی کا مزاج ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج عین قرآن کا مزاج ہے جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت کے ساتھ کتاب اللہ وسنتِ رسول کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرم کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اسے بتا دیتی ہے کہ ان میں سے کون سا قول یا کون سا فعل میرے سرکار کا ہو سکتا ہے۔ اور کون سی چیز سنتِ نبوی سے اقرب ہے۔ یہی نہیں بلکہ جن مسائل میں

اس کو قرآن و سنت سے کوئی چیز بے طبق ان میں بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپ اس کا فیصلہ یوں فرماتے۔ یہ اس لیے کہ اس کی روح، روح نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں گم اور اس کی نظر بصیرتِ نبوی کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے۔ اس کا ذہن اسلام کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے اور وہ اسی طرح دیکھتا ہے اور سوچتا ہے جس طرح اسلام چاہتا ہے (یا بالفاظ دیگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم چاہتے ہیں)۔ اس مقام پر پہنچ جانے کے بعد انسان اسناد کا بھی بہت زیادہ محتاج نہیں رہتا (اس کے باوجود کبھی محدثین نے خود ان سے کام نہیں لیا)

مودودی کا حسنِ ظن محدثین کے بارے میں

مندرجہ بالا مضمون کے بعد مودودی صاحب کی یہ تحریر بھی ملاحظہ فرمائیے۔

محدثین کرام نے عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ کے آثار و اخبار جمع کرنے اور ان کو چھانٹنے اور ان کی حفاظت کرنے میں وہ محنتیں کی ہیں جو دنیا کے کسی گروہ نے کسی دور کے حالات کے لیے نہیں کیں۔ انہوں نے احادیث کی تنقید و تنقیح کے لیے جو طریقے اختیار کیے وہ ایسے ہیں کہ کسی دورِ گزشتہ کے حالات کی تحقیق کے لیے ان سے بہتر طریقے عقلِ انسانی نے آج تک دریافت نہیں کیے۔ تحقیق کے زیادہ سے زیادہ معتبر ذرائع جو انسان کے امکان میں ہیں وہ سب اس گروہ (محدثین) نے استعمال کیے ہیں اور ایسی سختی کے ساتھ استعمال کیے ہیں کہ کسی دورِ تاریخ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ (تفہیمات صہ ۲۹۱)

یہ مضمون جو مودودی صاحب منکرینِ حدیث کے جواب میں لکھ گئے ہیں اسی کو تمام جماعت اسلامی کے افراد آئینہ بنالیں اور اس آئینہ میں اپنا آئینہ بطور دیکھیں اُمید ہے کہ چہرے کے علاوہ تمام باطنی خدوخال بھی نظر آجائیں گے۔

محدثین کرام نے اسماء رجال (یعنی راویانِ حدیث) کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے۔ مگر ان میں کون سی چیز ہے جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو؟ اول تو رواۃ کی سیرت اور ان کے حافظہ اور ان کی دوسری باطنی خصوصیات کے متعلق بالکل یقینی صحیح علم حاصل ہونا مشکل دوسرے خود وہ لوگ جو ان کے متعلق رائے قائم کرنے والے تھے انسان

کمزوریوں سے مبرا نہ تھے نفس بشری کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ (تفہیمات صہ ۲۹۳)

• پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس (حدیث) کو وہ صحیح قرار دیتے ہیں وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے۔ (تفہیمات صہ ۲۹۲)

• نہ کبھی ہم نے یہ دعوے کیا کہ ہر کتاب میں جو روایت ..... قال رسول اللہ سے شروع ہو اس کو آنکھیں بند کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مان لیا جائے۔ (تفہیمات صہ ۱۱۴)

• قرآن و سنتِ رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرہ سے نہیں۔ (تنقیحات صہ ۱۱۴)

لیجئے دل کی بات زبان پر آگئی۔ اب تو باطنی خدوخال بھی ظاہر ہوگئے پہلے تو محدثین کرام کی نفسیات کا سبب بتاکر حدیث کی صحت و عدمِ صحت ہی کو کہا پھر حدیث ہی سے انکار کر دیا۔

نو مجدد

عام خیال ہے کہ مودودی صاحب امام مہدی یا کم از کم مجدد بننے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ مگر میں عوام کے خیال کی تائید کس طرح کر دوں جب کہ میں نے مودودی صاحب کے اس خیال کی تردید میں مضمون بھی دیکھے ہیں۔ ہاں ضرور کہوں گا کہ مودودی صاحب مجددین کے پروڈیوسر یا کنسٹرکٹر ضرور ہیں، اور جماعت اسلامی "مجدد ساز فیکٹری" ہے۔

اب جس کسی کو تجدیدِ دین کے لیے کوئی کام کرنے کا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان و اصطلاحات سے، رموز و اشارات سے لباس و اطوار سے پیری مریدی سے اور ہر اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو، مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابیطس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔ (تجدید صہ ۱۳۵)

ناظرین نے سمجھ لیا ہو گا کہ نو انجینیر مودودی صاحب اپنی فیکٹری جماعتِ اسلامی سے مجددین ڈھال کر دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ حقیقتاً مودودی صاحب کو مجدد کہنا درست نہیں خواہ مخواہ کسی پر تہمت جڑنے سے کیا فائدہ۔ ہاں مجدد ساز۔ یا مجددین کے کنسٹرکٹر کہنے میں کوئی

مضائقہ نہیں۔

مجددین کے کنٹریکٹر کے نزدیک مجدد کی تعریف

مجدد نبی نہیں ہوتا مگر اپنے مزاج میں مزاجِ نبوت سے بہت قریب تر ہوتا ہے۔
(تجدید ص ۴۹)

مجدد کوئی انجلاسی نوعیت کا کام کرتا ہوتا ہے جو نبی کے کام کی نوعیت ہے۔ (تجدید ص ۴۸)

تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک مجدد کامل پیدا نہیں ہوا (تجدید ص ۵۱)

اس طرز کے لیڈروں کا اصل کارنامہ یہی ہوتا ہے کہ وہ تنقید سے صدہا برس کی جمی ہوئی غلط فہمیوں کا غبار چھانٹ دیتے ہیں۔ (تجدید ص ۹۱)

اگرچہ مودودی صاحب مجدد سازی کا بیڑا اُٹھا چکے ہیں مگر اظہار کرتے ہیں اصلاح کا۔ اگر واقعی وہ اصلاح چاہتے ہیں تو کیا وہ میرے چند سوالات کا جواب دے سکیں گے۔

(۱) آپ دین و اسلام کی اصلاح چاہتے ہیں یا مسلمانوں کی؟

(۲) آپ حدیث کی اصلاح چاہتے ہیں یا محدثین کی؟

(۳) آپ دورِ حاضر کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں یا ماضی کی؟

اور اگر اصلاح کے لیے تنقید ضروری ہے جیسا کہ آپ فرما چکے ہیں کہ مجددین طرز کے لیڈروں کا اصل کارنامہ ہی تنقید ہے۔ اور ہر مجدد مزاجِ نبوت سے بہت قریب ہوتا ہے تو جواب طلب یہ اُمور ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مجددین ہی کے امام و مقتدا نہ تھے بلکہ امام الانبیاء بھی تھے۔ حضور نے انبیاء علیہم السلام میں سے کس کس نبی پر تنقید فرمائی۔ اور کس کس کے کارِ نبوت کی انجام دہی کی کمزوریاں، خامیاں گنائیں۔ حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کس کس نبی کے کام میں کیا کیا بات کھٹکی جس طرح آپکو مجددین کے کام میں کھٹک رہی ہے۔

پہلی چیز مجھ کو حضرت مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے خلفاء تک کے تجدیدی کام میں کھٹکی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور نادانستہ ان کو پھر وہی غذا دے دی جس سے مکمل پرہیز کرانے

کی ضرورت تھی۔ (تجدید ص ۱۳۲)

کیا حضور نے کبھی یہ فرمایا کہ مجھے ان حضرات کے کام میں یہ بات کھٹکی اور انہوں نے اپنی امتوں کے مرض کا صحیح اندازہ نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے دعوتِ دین کی پوری اشاعت نہ کر سکے جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اعتبار بھی تھا۔ جب کہ امم سابقہ اپنے دور کے مصلح کی تعلیم سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ جب کہ اکثر انبیاء کی قوموں میں کُل تو کیا اکثریت بھی ایمان نہ لا سکی ان حالات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا کچھ دشوار نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے کارِ نبوت پر اگر حضور تنقید فرماتے تو تفسیر و حدیث کے تمام ذخیرے سے ہزار گنا زائد ذخیرہ ہوتا۔

اگر دعوتِ حق اور تجدید یا اصلاح کے لیے تنقید ضروری ہوتی تو قرآنِ کریم تنقید سے لبریز ہوتا۔ پھر مودودی صاحب نے تجدیدی کام کے لیے قرآن و سنّت کے خلاف، قرآنی مسلک اور مزاجِ نبوی کے خلاف بیڑا کیوں اُٹھایا ہے۔ اس لیے کہ آپ کو تجدید دین نہیں کرنا ہے بلکہ دین کی آڑ میں اقتدار حاصل کرنا ہے۔

صورت بھی آپ کی ہے
آئینہ بھی آپ کا

ہم نے اس عنوان کے تحت مودودی صاحب کی وہ عبارتیں جو انہوں نے مسلکِ اہلسنت یعنی قرآن و حدیث اور اکابر کے خلاف لکھی ہیں، ہم نے ان کا جواب مودودی صاحب ہی کی تحریرات سے دیا ہے کہ لوہے کو سونے[1] سے کیوں کاٹیں لوہے کو لوہے ہی سے کاٹنا چاہئے تو انسب ہے۔

ہم مندرجہ ذیل متضاد عبارات دو کالم میں نقل کر رہے ہیں۔ ہر ایک کالم میں مودودی صاحب کی عبارات انہیں کی کتب کے حوالے سے درج کر رہے ہیں تاکہ اہلِ بصیرت، ایمانی کسوٹی

[1] سونے سے مراد قرآن و حدیث و اقوال ائمہ محققین و مجتہدین ہیں۔ ۱۲ منہ

کیوں مجدد ساز فیکٹری کے کاریگر۔ آپ اندھے معتقد ہیں یا اصلی رہنما، اگر آپ اصلی ہیں تو وہ اندھے معتقد کون ہیں۔ خدارا آپ تو ائمہ و محدثین فقہ و مفسرین سے بیزاری سے توبہ کر لیجئے اور دیکھئے:

صورت بھی آپ کی ہے — آئینہ بھی آپ کا

ہائے ڈوبی تو کہاں آکر ناؤ

انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو ان (محدثین) کے کام بھی محفوظ نہ تھے پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس (حدیث) کو وہ صحیح قرار دیتے ہیں وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے۔

(تفہیمات ص ۲۹۴)

(محدثین) پر اعتماد کہاں تک درست ہے وہ بہر حال تھے تو انسان ہی، انسانی علم کے لیے جو حدیں فطرۃ اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جا سکتے تھے انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے ان کے کام بھی محفوظ نہ تھے۔

(تفہیمات ص ۲۹۴)

کچھ باتیں صرف اس لئے تسلیم کر لینی پڑتی ہیں کہ ان کو ایک ماہر فن کہہ رہا ہے یہ حالت ہر مدرسہ اور کالج میں ہر طالب علم پر گزرتی ہے اور وہ اپنے فن کے اکابر علماء و ماہرین کی تحقیقات اور ان کے انکشافات و نظریات پر ایمان بالغیب نہ لائے تو علم کے میدان میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

(تنقیحات ص ۱)

حق یہ ہے کہ مسلمانوں پر ان محدثین کا اتنا بڑا احسان ہے کہ وہ قیامت تک اس بار سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

(تفہیمات ص ۲۷۶)

جماعت اسلامی کے وہ افراد جو مفسرین و محدثین سے صرف اس بنا پر نفرت کرتے ہیں کہ وہ غلطیوں سے مبرا نہ تھے۔ خود مودودی صاحب کی تقلید میں اندھے کیوں ہو گئے۔ کیا مودودی صاحب انسانی قیود سے آزاد ہیں کیا وہ ان کمزوریوں سے مبرا ہیں جو عام انسانوں میں موجود ہیں کیا مودودی صاحب فطری نقائص سے محفوظ ہیں۔ جو ان سے تو یہ خوش اعتقادی کہ ان کا حکم وحی

— پر اس اجماع معتقدین کو ملاحظہ فرمائیں کہ حقیقت کو جھٹلانا مودودی صاحب جیسے ماڈرن سیاسی لیڈر کے بھی بس سے باہر ہے۔ خدا کی قدرت کہ وہ اپنے محبوبوں کے دشمنوں کی زبان و قلم ہی سے دشمنوں کی تردید کرا دیتا ہے۔ خود مودودی صاحب اور ان کی نام نہاد جماعت کے اراکین غور کریں۔

کوئی بتاؤ ڈھونڈ کے اسلام ہے کہاں

یقیناً مغربی تہذیب کسی حیثیت سے بھی اسلام کے مقابلہ کی تہذیب نہیں۔ اگر تصادم اسلام سے ہو تو دنیا کی کوئی قوت اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی مگر اسلام ہے کہاں۔

(تنقیحات ص ۲۶)

بلا شبہ اسلام اور علوم اسلامی کے جواہر آج دنیا میں انہیں بزرگوں کے دم سے قائم اور جو کچھ دینی تعلیم پھیل رہی ہے انہیں کے ذریعہ سے پھیل رہی ہے۔

(ترجمان القرآن)

جماعت اسلامی کے کارکن بتائیں کہ انہیں بھی کہیں دنیا کے کسی گوشہ میں اسلام جیسی نایاب شے ملی، یا تلاش ہی نہیں کیا یا آپ حضرات کو اسلام سے واسطہ ہی نہیں، صرف اقتدار اور حکومت کی تلاش ہے۔ دیکھئے، صورت بھی آپ کی ہے آئینہ بھی آپ کا

تائید کر رہا ہوں بیانِ غلط کی میں

ہم نے کبھی اس خیال کی تائید نہیں کی کہ ہر شخص کو ائمہ حدیث کی اندھی تقلید کرنی چاہیئے یا ان کو غلطی سے مبرا سمجھنا چاہیئے نہ کبھی ہم نے یہ دعویٰ کیا کہ کتاب میں جو روایت قال رسول اللہ سے شروع ہو اس کو آنکھیں بند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مان لیا جائے۔

(تفہیمات ص ۲۸۶)

اصل رہنما اور حقیقی مصلح کی تعریف یہ ہے کہ وہ اجتہاد و فکر سے کام لیتا ہے اور وقت اور موقع کے لحاظ سے جو مناسب ترین تدبیر ہوتی ہے اسے اختیار کرتا ہے اس کے بعد جو لوگ اس کا اتباع کرتے ہیں وہ اندھے معتقد ہوتے ہیں۔

(تنقیحات ص ۱۱)

آسمانی سمجھا جا رہا ہے اور آئمہ و محدثین و مفسرین کو نظر انداز کیا جا رہا ہے آخر ماہرِ فن محدثین پر ایمان بالغیب لانے سے گریز کیوں اور دیکھئے صورت بھی آپ کی ہے   آئینہ بھی آپ کا

کیا اب بھی مسلمان کہا جائے گا آپکو

خوش قسمتی سے ہندوستان میں ایک جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہو چکی ہے (دینی جماعت اسلامی) جو علوم جدیدہ میں بصیرت رکھنے کے ساتھ دل و دماغ اور نظر و فکر کے اعتبار سے پورے مسلمان ہیں۔ (تنقیحات ص ۱۱)

کروٹ

یہاں کروڑوں کی تعداد میں ایک ایسی قوم بستی ہے جو نہ پوری مسلمان ہے نہ پوری غیر مسلم (سیاسی کشمکش ص ۱۲)

اب ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالیے جو اپنے آپکو مسلمان کہتی ہے، نفاق اور بد عقیدگی کی کونسی قسم ایسی ہے جس کا انسان تصور کر سکتا ہے، اور وہ (جماعت اسلامی کے نام نہاد) مسلمانوں میں موجود نہ ہوں۔ اسلامی جماعت کے نظام میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں اور اب تک جاہلیت کے عقائد پسجے ہوئے ہیں۔

(تنقیحات ص ۱۴۳)

جماعت اسلامی کے اراکین ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں اور بتائیں کہ خوش قسمتی پر ناز کرنا چاہیئے یا بدنصیبی پر رونا چاہیئے۔ مودودی صاحب نے کسی کی تخصیص نہیں فرمائی ایک سرے سے پوری قوم مسلم خصوصاً جماعت کے افراد پر بھی تنقید کر ڈالی۔ یہ بقول آپ کے ایک ممتاز محقق کا ارشاد ہے جس میں لغزش کا شائبہ بھی نہیں۔ اب بتائیے نفاق و بدعقیدگی کی کون سی قسم آپ میں نہیں۔ اگر ایک قسم سے بھی انکار کر دیا تو مودودی صاحب جھوٹے قرار پائیں گے، ذرا سوچ سمجھ کر جواب بتائیے گا۔

صورت بھی آپ کی ہے   آئینہ بھی آپ کا
مجھ کو آسان ہے کافر کو مسلمان کہنا ⁂ جب میں چاہوں تو مسلمان کو مشرک کہہ دوں

انسان خواہ وہ خدا کا قائل ہو یا منکرِ خدا

اگر ایمان کے ساتھ انکار جمع ہو سکتا ہے

کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو، خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر خدا کی۔ جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے۔ اور اس قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا عمد و اختیار طوعاً و کرہاً خدا ہی کی عبادت کر رہا ہے۔ اسی کے سامنے سر بسجود ہے اور اسی کی تسبیح میں لگا ہوا ہے۔ اس کا چلنا پھرنا جاگنا سونا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا سب اسی کی عبادت ہے۔ چاہے وہ اپنے اختیار سے کسی اور کی پوجا کر رہا ہو اور اپنی زبان سے کسی اور کی بندگی و اطاعت کر رہا ہوں۔ مگر اس کا رونگٹا رونگٹا اسی خدا کی عبادت میں مشغول ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ اس کا خون اسی کی عبادت میں چکر لگا رہا ہے اس کا قلب اسی کی عبادت میں متحرک ہے اس کے اعضاء اسی کی عبادت میں کام کر رہے ہیں اور اسکی زبان بھی جس سے وہ خدا کو جھٹلاتا ہے غیروں کی حمد و ثنا کرتا ہے دراصل اسی کی عبادت میں چل رہی ہے ..... اسمیں شجر و حجر حیوان و انسان، کافر و مشرک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ (تفہیمات ص ۴۳)

اگر تعظیم کے ساتھ تحقیر جمع ہو سکتی ہے اگر یہ ممکن ہے کہ کسی کا احترام بھی دل میں ہو اور اس کا مذاق بھی اڑایا جائے۔ اگر یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ خلاف ورزی پر فخر کرنے والا اور پیروی کو ملامت کے قابل سمجھنے والا بھی پیرو اور مطیع ہو، تو یہ ماننا پڑے گا کہ انکار ہی عین اطاعت ہے اور تحقیر ہی عین تعظیم ہے اور انکار ہی کا نام ایمان ہے۔ جو تمہیں ٹھوکر مارتا ہے وہی دراصل تمہاری تصدیق کرنے والا ہے۔ (تنقیحات ص ۱۳۱)

• صرف اس لیے کہ خدا خوش ہو گا۔ پس دنیا کو چھوڑ کر کونوں گوشوں میں جا بیٹھنا اور تسبیح ہلانا عبادت نہیں (حقیقت صوم و صلوٰۃ ص ۱۸)

• غلط کہتا ہے جو کہتا ہے کہ یہ عبادت صرف تسبیح مصلّے اور مسجد و خانقاہ تک محدود ہے مومن صالح صرف اسی وقت اللہ کا عبادت گزار نہیں ہوتا جب وہ دن میں پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اور بارہ مہینوں میں ایک مہینہ کے روزے رکھتا ہے۔ اور سال میں ایک وقت زکوٰۃ دیتا ہے اور عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرتا ہے۔

(تفہیمات ص ۵۵)

جماعت اسلامی اور مودودی صاحب پر جان و ایمان، و من و دولت قربان کرنے والو بتاؤ کہ تم میں اور کافر میں کیا فرق ہے۔ اگر نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کا فرق ہے تو بقول مودودی صاحب یہ عبادت نہیں۔ اور اگر عبادت ہے تو زندگی کا ہر فعل یہاں تک کہ خدا کو جھٹلانا، غیر کی پرستش پتھروں کی پوجا بھی عبادت ہے۔ دیکھئے

صورت بھی آپ کی ہے — آئینہ بھی آپ کا

اختیاراتِ نبوت کا میں انکار کروں — اختیار اتنا تو دُنیا میں مجھے حاصل ہے۔

خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء یا اولیاءٗ
(دستور جماعت اسلامی ص۱۶)

• سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (تقویۃ الایمان)

• محمد یا علی جس کا نام ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان)

جب انسان عبادت کے اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے تو اس کو وہ شرف حاصل ہوتا ہے جس میں کائنات کی کوئی مخلوق اسکی ہمسری کا دعوےٰ نہیں کر سکتی ملائکہ تک اس کے مقام سے فروتر ہوتے ہیں وہ دُنیا میں بالفعل خُدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔
(تفہیمات ص ۵۷)

خدا نے اس زمین پر انسان کو اپنے خلیفہ کی حیثیت سے مامور کیا ہے یہاں کچھ اختیارات اسکو عطا کیے ہیں، کچھ ذمہ داریاں اور کچھ خدمتیں اس کے سپرد کی ہیں (اسلامی عبادات ص۱۳)

جماعتِ اسلامی کے وہ افراد جو جان و ایمان کا مالک مودودی صاحب کو بنا چکے ہیں وہ اپنے قول کے پکے اور وعدہ کے سچے ہیں چاہے انہیں دنیا کافر کہے بددین کہے، بلکہ جناب مودودی صاحب بھی منافق اور غیر مسلم کہیں چاہے جاہلیت مشرکانہ کا لیبل چسپاں کریں۔ سب گوارا، دین جائے بھلے جائے مگر مودودی صاحب کا دامن نہ چھوٹے۔ آخر مودودی صاحب سے تو پوچھو کہ جناب آپکی کونسی حق ہے اور کونسی ناحق۔ ہم سب تو زبان و قلم کے پکے ہیں جو کہہ چکے اس پر اٹل ہیں، نہ دوزخ کا خوف ہے نہ جیل کا ڈر۔ مگر آپ کے زبان و قلم

یکسانیت و استحکام کیوں نہیں۔ آپ کی تحریرات میں ایسا بین تضاد کیوں ہے۔ کیا آپ کی اقتداء درست ہو سکتی ہے۔ مگر ان اندھے مقلدوں کو تو بس اتنا آتا تھا کہ کوئی مودودی صاحب کو کافر کہدے تو برہم ہو جائیں چاہے مودودی صاحب خود ان کو کافر کہیں وہ گوارا، کوئی مودودی صاحب کو جھوٹا کہہ دے تو آنکھیں سُرخ ہو جائیں۔ مودودی صاحب کی وسعتِ علمی سے انکار کر دے تو لڑنے کو تیار ہو جائیں۔ مگر کوئی خُدا و رسول کے بارے میں یہی الفاظ کہہ دے تو نہ برہم ہوں نہ غصّہ آئے۔ نہ آنکھیں سُرخ ہوں۔ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے۔

اگر بروزِ حشر اللہ جل شانہٗ نے سوال فرمایا کہ جن الفاظ اور اندازِ بیان کو اپنے اور اپنے دوستوں، خصوصاً اپنے مقتدا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے لیے کسرِ شان و ہتک، گستاخی و بے ادبی سمجھتے تھے وہی الفاظ اور اندازِ بیان میرے اور میرے پیاروں کے لیے کس دل سے سننا گوارہ کر لیے۔ بتائیے تو اس وقت کیا جواب ہوگا۔

بعض وہ افراد ہیں جو ایسی سخت توہین آمیز باتیں سُن کر اپنے حلقہ کے امیر جماعت سے سوال کر بیٹھتے ہیں کہ یہ باتیں کہاں تک درست ہیں، تو جواب ملتا ہے کہ آپ اب تک اسی ماحول میں رہے ہیں جہاں ایسی باتوں کو ہوّا بنایا گیا ہے حقیقتاً یہ مسائل اصولی نہیں کہ ان پر توہین و گستاخی یا کفر و اسلام کا دار و مدار ہو، صرف علماء نے ایسے مسائل کو عقائد کی صف میں گھسیٹ لیا ہے۔ دیکھئے مودودی صاحب خود تحریر فرماتے ہیں۔

اعتقادی باتوں سے بچنے کی ہدایت

علماء کے لیے اب وقت نہیں کہ وہ الہیات مابعد الطبیعات اور فقہی جزئیات کی بحثوں میں لگے رہیں کہ رسول اللہ کو علم غیب تھا یا نہیں، خدا جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟ رسول کا نظیر ممکن ہے یا نہیں۔ ایصالِ ثواب اور زیارتِ قبور کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
(تنقیحات ص ۵۰)

ایصالِ ثواب اور زیارتِ قبور تو خیر مستحبات میں سے ہیں اکتسابِ فیض اور نزولِ رحمت حق کا ذریعہ ہے۔ اعتقادی اور اصولی مسائل نہ سہی، باقی مسائل تو اعتقادی اور اصولی ہیں۔

صرف کسی ماڈرن مولوی کے کہنے سے وہ فروعی جزئیات تسلیم نہیں کیے جاسکتے، پھر مودودی صاحب کی کتابیں دکھانے سے کیا فائدہ، مومنین کو تو قرآن و حدیث ہی دکھا کر مطمئن کیا جاسکتا ہے۔

مگر مجھے مودودی صاحب کے افراد کو مطمئن کرنا ہے ان کے اطمینان کے لیے مودودی صاحب کی تحریرات ہی سکون کا باعث ہوسکتی ہیں کیونکہ مودودی صاحب کے افراد ان تحریرات کو فولادی دلائل یا فولادی اقوال کہتے ہیں میرے نزدیک لوہے کو سونے سے کاٹنا سونے کی توہین ہے (یہ صرف میرا ذاتی نظریہ ہے) لہٰذا میں مودودی صاحب کی تحریرات ہی سے ان کا جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ دیکھیے ان کا گل افشاں قلم کیا گل کھلاتا ہے۔

اسلام کی ترقی کے رُک جانے کے ذمہ دار علماء ہیں

جب تک علماء اسلام اصل ماخذ دین سے اکتساب علم کرتے رہے اور صحیح غور و فکر سے کام لے کر اپنا اجتہاد سے عملی و علمی مسائل حل کرتے رہے اس وقت تک اسلام زمانہ کے ساتھ حرکت کرتا رہا مگر جب قرآن میں غور و فکر کرنا چھوڑ دیا گیا۔ جب احادیث کی تحقیق اور چھان بین بند ہوگئی۔ جب آنکھیں بند کرکے پچھلے مفسرین اور محدثین کی تقلید کی جانے لگی۔ جب پچھلے فقہاء اور متکلمین کے اجتہادات کو اٹل اور دائمی قانون بنادیا گیا۔ جب کتاب و سنت سے براہ راست اکتساب علم ترک کردیا گیا۔ اور جب کتاب و سنت کے اصول کو چھوڑکر بزرگوں کے نکالے ہوئے فروع ہی اصل بنالیے گئے تو اسلام کی ترقی دفعتاً رُک گئی۔

(تنقیحات صہ ۱۲۰)

دیکھیے ادھر تو مودودی صاحب نے علماء کرام کو حکم امتناعی دے کر ریٹائرڈ کردیا۔ یہاں فرماتے ہیں کہ جب سے علماء نے قرآن و سنت سے براہ راست اکتساب علم چھوڑ دیا اسلام کی ترقی دفعتاً رُک گئی۔ ایک تو براہ راست کا جملہ بھی بڑا عارفانہ ہے، کاش مودودی صاحب براہ راست اکتساب علم کا طریقہ بھی بتادیتے، وہ ایسا کہ عوام و خواص سب اس سے فائدہ اٹھاسکیں، کیوں کہ آپ نے کسی جگہ عوام کو بھی اس کام پر اکسایا ہے۔ اگر آپ نے وہ طریقہ بتادیا تو دنیائے اسلام پر بڑا احسان ہوگا۔ ایک طرف تو آپ کی جماعت کی کافی رقمیں

تنظیم کے لیے بچ رہیں گی جو آپ کی تصانیف منگانے اور چھپوانے پر خرچ ہوتی ہیں۔ دوسری طرف آپ کے سر سے بھی تحریر و تنقید، تفہیم کی تمام مصیبتیں ٹل جائیں گی، ہر شخص براہ راست، خود قرآن و سنت سے مسائل حل کرلیا کرے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی بتادیں کہ وہ کون سے فقہاء متکلمین ہیں جن کے اجتہاد کو اٹل اور دائمی قانون بنالیا گیا۔ اور وہ فروع کیا ہیں جنہیں اصل بنالیا گیا، پہلی تدبیر بتاکر اپنی جماعت اور خود اپنی ذات پر احسان فرمائیں گے اور دوسری بات بتاکر پچھلے، مسلمانوں پر کرم فرمائیں گے۔

اب سنئے ان مسائل کے متعلق جن کی بحثوں میں پڑنے سے نہ صرف عوام بلکہ علماء تک کو جناب نے منع فرمایا ہے۔

علم غیب کا ثبوت مودودی صاحب کے قلم سے

(۱) اللہ کا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ تم کو براہ راست غیب کا علم دے بلکہ وہ اس کام کے لیے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ (تفہیمات صہ ۲۴۹)

(۲) اللہ تعالیٰ کا قاعدہ یہ ہے کہ اپنے غیب کا علم ہر انسان پر فرداً فرداً ظاہر نہیں کرتا بلکہ اپنے بندوں میں سے کسی خاص بندے پر ظاہر کرتا ہے اس لیے عام انسانوں پر لازم ہے کہ وہ اس بندے پر ایمان لائیں۔ (تفہیمات صہ ۲۵۱)

(۳) نبی کی نظر اللہ کی دی ہوئی روشنی اور بصیرت کے زور سے آن واحد میں تہہ تک پہنچ جاتی ہے۔ (تفہیمات صہ ۲۴۴)

(۴) یہ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے ان کو وہ علم حق عطا کیا جو عام انسانوں کو نہیں دیا۔
(تفہیمات صہ ۲۲۶)

مثل مشہور ہے کہ جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے، حق بات وہ جو منکر کے بھی زبان و قلم سے اپنا اقرار کرالے۔ اللہ کا یہ قاعدہ نہیں کہ تم کو براہ راست غیب کا علم دے۔ مودودی صاحب کے براہ راست سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو بھی علم غیب ہے۔ مگر براہ راست نہیں بلکہ نبی کے ذریعہ سے۔ اس سے نہ صرف حضور کا علم غیب ہونا ثابت

ہوا بلکہ اولیائے کرام کے لیے بھی علم غیب ثابت ہوگیا۔

مگر مودودی صاحب کے بارے میں ہم نہیں بتا سکتے کہ انہوں نے اکتساب علم کے لیے حضور کا وسیلہ اختیار کیا یا نہیں، اگر وہ وسیلہ کے منکر ہیں تو علم حق کے کورے ہیں۔ اگر وسیلہ کے منکر نہیں تو اولیائے کرام کے علم سے بھی انکار نہیں کر سکتے۔

بیمثل بشریت کا ثبوت مودودی صاحب کے قلم سے

(۱) جب اطاعت کا غیر مشروط اور غیر محدود حکم دے دیا گیا تو یہ اطمینان دلانا بھی ضروری تھا کہ نبی کی اطاعت ایسے جیسے ایک انسان کی اطاعت نہیں ہے جیسا کہ جاہل کفار کا خیال تھا۔ (تفہیمات صہ ۲۵۰)

(۲) اللہ اپنے رسول کی جبلت میں جو غیر معمولی قوتیں ودیعت فرماتا ہے وہ صرف تبلیغ رسالت ہی کے کام نہیں آتیں، بلکہ ہر معاملہ میں اپنی امتیازی شان دکھا کر رہتی ہے۔ (تفہیمات صہ ۲۵۹)

(۳) اب یکایک وہ ایک بے مثل حکیم، ایک لاجواب مصلح اخلاق و تمدن، ایک حیرت انگیز ماہر سیاست ایک زبردست مقنن ایک اعلیٰ درجہ کا جج ایک بے نظیر سپہ سالار بن کر ظاہر ہوا، اس نے یعنی اس ان پڑھ صحرا نشین نے حکمت اور دانائی کی وہ باتیں کہنی شروع کر دیں جو نہ اس سے پہلے کسی نے کہی تھیں، نہ اس کے بعد کوئی کہہ سکا۔ (تفہیمات صہ ۳۰۹)

(۴) (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) سچائی کی اس سے زیادہ کھلی ہوئی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے اس شخص سے زیادہ سچا اور کون ہوگا جس کو ایک نہایت مخفی ذریعہ سے ایسے بے نظیر کمالات حاصل ہوں۔ (تفہیمات صہ ۲۱۵)

دیکھئے صداقت اس کو کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول ایسا سچا کہ اس کے مثل دوسرا نہ ہو تو خدا کی صداقت سے کس مودودی کو انکار ہوگا۔ کیا اس خدا کے لیے یہ گمان کسی صاحب ایمان کے دل میں گزر سکتا ہے کہ معاذ اللہ خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمنافقین۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ نبی کی اطاعت اپنے

جیسے انسان کی اطاعت نہیں بلکہ مثلیت کا خیال جاہل کفار کا تھا۔ بقول مودودی صاحب پڑھے لکھے کفار بھی ایسے گندے خیالات نہیں رکھتے تھے چہ جائے کہ کوئی کلمہ گو اور وہ بھی مومن صالح۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی قوتیں اور شانِ امتیاز بخشی ہے۔ وہ تو وہ ان کے کمالات بھی بے نظیر ہیں۔

اگر اب بھی کسی کا دل نور ایمان سے محروم ہے تو ہمارے پاس اس کا کچھ علاج نہیں مولیٰ تعالیٰ قبولِ حق کی توفیق بخشے (آمین)

قہر معبودی بر جبار مودودی

۹۲/۷۸۶

جناب علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کیا فرماتے ہیں کہ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کے عقائد کیسے ہیں؟ اہل سنت و جماعت کے موافق ہیں یا خلاف۔ ان کے عقائد کفر تک تو نہیں پہنچے۔ اگر حد کفر تک پہنچ گئے ہیں تو چند عقائد کفریہ انہیں کی کتاب سے مع حوالہ کے تحریر فرما کر ہم ناواقفوں کو آگاہ فرمائیے۔ فقط

راقم خادم حافظ منیر الدین ساکن منڈوا ضلع فتحپور

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ابن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید اور اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان اور ابن سعود نجدی نے الہدیۃ السنیہ اور اس کے اردو ترجمے تحفۂ وہابیہ کے ذریعہ جو وہابیت و نجدیت پھیلائی تھی۔ اس وہابیت کو اب نئے لباس میں مودودی نے پیش کیا ہے یعنی وہابیت تو وہی پرانی ہے مگر مودودی کے نئے لباس میں ہے۔ یہ دیکھئے مودودی کی کتاب دستور جماعت اسلامی ص۲ میں مودودی نے صاف لکھ دیا کہ:۔

"خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں، خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء یا اولیاء"

ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی سلطنت میں حضرات انبیاء کرام ملائکہ عظام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو اختیارات بخشے ہیں۔ ان کا انکار کرنا قرآن پاک کو جھٹلانا ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے:۔

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ
اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو دولتمند کر دیا۔

اور قرآن کریم فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ
اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اور فرمایا ہے:

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ
اور بیشک تم پر کچھ نگہبان ہیں۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً
اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا
پھر کام کی تدبیر کریں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ
تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

کیا اسی کا نام بے اختیاری ہے؟ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے فرماتا ہے،

اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً
میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

کیا خلیفہ بالکل بے اختیار ہوتا ہے؟ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے تو یوں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا
اور دریا کو یوں ہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دے۔

یہ کیسا عظیم اختیار ہے۔ اولیائے کرام کی شان میں ہے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں داخل کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کا فضل سے ہے۔

اگر بے اختیار تھے تو کنارہ ملک سبا سے ملک شام میں دربار سلیمانی میں اتنا بڑا عظیم الشان تخت لا کر کیسے پیش کرتے اور مسلمانوں کو حکم فرمایا۔ قرآن عظیم میں ہے:۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

اگر بے اختیار ہیں تو نیکی پر دوسرے کی مدد اور بدی میں مدد کرنے سے اجتناب کر کے حکم الٰہی کی تکمیل کیسے کریں گے۔ بہرحال ان آیتوں نے بتا دیا کہ مودودی وہابی جھوٹا کذاب آیاتِ قرآنیہ کا منکر ہے۔ مسلمان اس سے پرہیز کریں۔

اور اسی دستور جماعت اسلامی کے صفحہ ۴ میں لکھا ہے:۔

"دو کہ جو خیال یا عقیدہ یا طریقہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اُسے اختیار کرے جو اس کے خلاف ہے اُسے ترک کر دے اور جو مسئلہ بھی حل طلب ہو اُسے حل کرنے کے لیے اسی سرچشمۂ ہدایت کی طرف رجوع کرے۔"

دیکھیے ہر شخص عام و خاص، عالم و جاہل کو مودودی نے عام اجازت دے دی کہ وہ اپنی سمجھ، اپنے طریقے اپنے خیال کے مطابق قرآن و حدیث سے جو اس کی سمجھ میں آئے اسی پر عمل کرے اور جو اس کی سمجھ کے خلاف ہو اُسے چھوڑ دے۔ کیا یہ قرآن حکیم کی آیت مبارکہ

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؀

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

کا صاف انکار اور اس حکم الٰہی کی تکذیب نہیں ہے؟ اور اسی مودودی نے اپنی کتاب "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص ۱۵ پر لکھا ہے کہ

"اگر میں پیاس کی حالت میں یا بیماری میں خادم یا ڈاکٹر کو پکارنے کے بجائے کسی ولی یا دیوتا کو پکارتا ہوں تو یہ ضرور اس کو الٰہ (یعنی معبود) بناتا ہے اور اسی سے دعا مانگتا ہے۔"

سُنّی بھائیو غور فرمائیں کہ کس طرح مودودی نے اس عبارت میں تمام امتِ مرحومہ کو کافر و مشرک بنا دیا۔ اور شفا شریف میں ہے:۔

نقطع بتكفير كل قائل قال قولا يتوصل به الى تضليل الامة

ہم قطعی طور پر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو ایسا کلمہ کہے جس سے تمام امت کو گمراہ بنانے کی راہ نکلے۔

تو یہ قول بھی مودودی کا کفر ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی کفری زہریلی تبلیغ سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مودودی کے وہابی گر اور وہابیت کا ملمع ساز ہونے کا ثبوت چاہیے تو دیکھیے پیغام حق کی اشاعتِ خاص جس میں سید محمد شاہ ایم۔ اے نے ظفر منزل تاجپورہ لاہور سے مودودی کی تحریک "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" شائع کی ہے اس کے دیباچے کے ص میں لکھتا ہے کہ "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں"

مولانا کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ شرک کے رد اور توحید کی تائید میں حضرت مولانا اسمٰعیل کی کتاب تقویۃ الایمان سے سائنٹیفک اور بہتر کتاب اب تک میرے دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے شرک کے استیصال اور توحید کی حمایت و توضیح میں یہ کتاب لکھ کر اسلامی دنیا پر ایک عظیم الشان احسان کیا ہے۔ جس چیز کو مولانا شاہ اسمٰعیل شہید نے ایک طرح بیان کیا تھا اسی کو مولانا نے اپنے مخصوص انداز اور بالکل انوکھے انداز سے بیان کر کے مبلغینِ اسلام کی صف میں اپنے لیے ایک ممتاز مقام بنا لیا ہے۔"

مسلمان بھائی! اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ ایم۔ اے نے کیا گواہی دی، ایم۔ اے نے صاف صاف اقرار دے دیا کہ اسمٰعیل دہلوی کے تقویۃ الایمانی دھرم کی ہی

تبلیغ واشاعت دہلوی سے زیادہ شاطرانہ انداز سے مودودی صاحب کر رہے ہیں۔ اور دہلوی والی وہابیت کو مختلف طریقوں اور پیرایوں میں پیش کر رہے ہیں۔ صرف الفاظ کا لباس بدلا ہوا ہے اور حقیقتاً مودودی کی تحریروں میں وہی تقویۃ الایمان والی وہابیت ونجدیت ہے۔ مسلمانوں کو مودودی اور مودودی کی تعلیم اور اس کی تحریک سے قطعاً اور ولنفور رہنا چاہیے۔ قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا کہ

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۔ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

اور فرماتا ہے:۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۔ تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور فرماتا ہے:

لَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۔ اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

ذرا دیکھیے مودودی کی تنقیحات صہ ۱۳۳ میں ہے کہ

"قرآن اور سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔"

مسلمانو! دیکھو دیکھو مودودی کی خارجیت وغیر مقلدیت نیچریت و چکڑالویت وعیاری ومکاری کو کہ قرآن وحدیث کی تعلیم کو مقدم وضروری بھی بتا رہا ہے مگر۔ مگر لکھ کر کیا کہتا ہے۔ مگر، تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں کو باطل ٹھہراتا ہے۔

مسلمانو! جانتے ہو کہ پرانی اور یقینی تفسیر کون سی ہے وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی اور حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچی پھر وہ تفسیر پرانی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان فرمائی اور خصوصاً حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو ارشاد فرمائی اور حدیث مبارکہ کا پرانا اور صحیح ذخیرہ وہی ہے جو حضرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ اور نیا ذخیرہ بعد کے کذابوں خارجیوں وہابیوں دیوبندیوں بدمذہبوں

کا گڑھا ہوا ہے۔ جو قطعاً یقیناً باطل و ناقابل قبول ہے۔ تو۔ جو ذخیرہ شرعاً محمود و مقبول وہ مودودی کے نزدیک ناقابل قبول ونامقبول۔ اور بعد کا ذخیرہ جو شرعاً مردود ونامقبول وہ مودودی کے نزدیک قابل عمل اور مقبول۔ اور اس قدیم اور واقعی اور سچے ذخیرہ تفسیر و حدیث کو مودودی ناقابل قبول لکھ چکا تو یہ قرآن عظیم کی آیت مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا کا کھلا ہوا انکار اور کفر ہے یا نہیں اور اس کا نام چکڑالویت ونیچریت ہے یا نہیں؟ پھر یہ مودودی کی تنقیحات صہ ۲۲۲ میں ہے کہ

"علوم اسلامیہ کو بھی اُن کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجیے بلکہ اس میں سے متاخرین کی آمیزش کو الگ کر کے اسلام کے دائمی اصول اور حقیقی اعتقادات اور غیر متبدل قوانین لیجیے۔"

مسلمان بھائی اس مودودی کی عیاری ومکاری کو دیکھیں کہ مسلمانوں کے ایمان پر کس طرح ڈاکہ ڈالتا اور بے ایمان بناتا ہے کہ صہ ۲۲۲ میں مسلمانوں کو پرانے متقدمین سے چھڑایا اور بیگانہ بنایا ہے صہ ۲۲۲ میں متاخرین سے جدا کرایا اور متقدمین و متاخرین سب سے جدا کر کے خبیث وہابیت غیر مقلدیت سامنے رکھ دی یہ ہے مودودی کی شاطرانہ چال۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غرضیکہ، مودودی نے متقدمین (یعنی اگلوں) کے ذریعے اور متاخرین (یعنی پچھلوں) کے ذریعہ جو دین کی باتیں اُمتیوں کو ملیں سب سے مسلمانوں کو بیگانہ بنا کر بدمذہب و بددین وہابی بنا دیا۔ ہر انصاف پسند غور کرے کہ متقدمین اور متاخرین دونوں سے مودودی باغی و غدار بنا دے گا، تو اب دین میں باقی کیا رہ جائے گا۔ یعنی متقدمین حضرات صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ دین وعلمائے عارفین و اولیائے کاملین ومحدثین ومفسرین نے جو دین کی باتیں کتب وفقہ وکلام وتفسیر میں لکھ دیں اور متاخرین یعنی بعد کے علماء نے جو اُن متقدمین کرام کی بعض عبارات کی توضیحات وتشریحات فرما دیں، ان سب سے مودودی نے اس عبارت میں مسلمانوں کو دور ونفور کرایا تو اسلام اور دین میں رہا کیا۔ معاذ اللہ۔ دین تو سرے سے رخصت ہوگیا۔ اب مودودی کے اقوال بد تر از بوال رہ گئے ہیں۔ جس کے لیے مودودی نے

سب سے پیچھے لگا کر اپنا راستہ صاف کر لیا ہے۔ چنانچہ اسی تنقیحات ص ۲۲۲ میں لکھتا ہے۔

"قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے۔"

دیکھئے مودودی کی عیاری وجعلسازی کہ متقدمین ومتاخرین کے ارشادات گرامی تو مودودی کو نامقبول اور چودھویں صدی کے ایک آزاد منش پروفیسر کی باتیں اور اقوال سارے کے سارے مودودی کو مقبول ہیں اور اسی کا نام وہابیت اور غیر مقلدیت ہے کہ عوام کو پروفیسر کے پیچھے لگا کر مودودی خود دوسری کروٹ بدل کر مقدمۂ تفہیم القرآن میں لکھتا ہے:۔

"اسی میں (تفہیم القرآن میں) جس چیز کی کوشش میں نے کی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آجائے اور جو اثر میرے قلب پر پڑتا ہے اسے جوں کا توں زبان میں منتقل کروں۔"

یعنی اوپر والی عبارت سے تو عوام کو پروفیسر کے پیچھے لگایا اور اس عبارت پر خود پروفیسر بن کر عوام کو اپنی طرف موڑ لیا۔ اسی کو خارجیت اور غیر مقلدیت کہتے ہیں۔ کہ متقدمین اور متاخرین سب سے باغی بنا کر اپنے پیچھے مودودی نے لگا لیا۔ مسلمان یہ بھی خوب یاد رکھیں کہ مودودی نے حضرات متقدمین ومتاخرین کی تصنیفات سے تو متنفر بنایا اور اپنی من گھڑت کو جوں کا توں پیش کر کے مسلمانوں کو خود اپنے پیچھے لگا لیا اور گیا ہو دین کے سر پر سینگ ہوگا۔ پھر یہ دیکھئے، ترجمان القرآن ماہ اگست ۱۹۳۹ء میں مودودی نے لکھا ہے کہ

"میں اس بات کا بھی سخت مخالف ہوں کہ علمائے کرام وقت کے رجحانات سے منہ موڑ کر بیٹھ جائیں اور اس امر کو بھول جائیں کہ وہ ہدایہ اور بدائع کے زمانۂ تصنیف میں نہیں بلکہ نت نئی سائنٹیفک اور تیز رفتار تمدنی دور میں کے دور میں بستے ہیں اس دور میں روز نئے مسائل کا پیدا ہونا لابد ہے اور ان مسائل کو ہدایہ اور بدایہ کی روشنی میں حل کرنے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں جس کا خطرہ نوجوان سائل نے اپنے استفسار میں ظاہر کیا ہے رہنمائی کے لیے علمائے اسلام میں وسعت نظر اور روح اجتہاد کی ضرورت ہے قدم قدم پر عالمگیری اور تاتارخانی کو لا کر سد راہ بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ نئے زمانہ کا مسلمان قرآن وحدیث کو چھوڑ کر جدھر کو منہ اٹھے گا چل نکلے گا، جس طرح ٹرکی اور ایران

چل نکلے۔"

مسلمان سوچیں اور غور کریں کہ یہ حکومت اسلامی وشریعت اسلامی کی تبلیغ ہو رہی ہے یا قوانین ابلیسیہ کی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمان بتائیں کہ جو شخص ہدایہ وبدائع، عالمگیری، فتاوے تاتارخانیہ، فتاوے قاضی خاں سب کو بیکار بتائے سب سے نفرت دلائے وہ بے دین نہیں تو کون ہے۔

خلاصہ یہ کہ مودودی عقائد وتحریک رافضیت وخارجیت وچکڑالویت ونیچریت ووہابیت وغیر مقلدیت ودیوبندیت کا مجموعہ ہے۔ جماعت مودودی میں ہر بد مذہب وبددین کا دخول ہے جیسا کہ عبارات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے۔ یہ دیکھئے مودودی کی تحریر ترجمان القرآن جلد ۱۹ اور ۱۱ میں ہے کہ:۔

"دوسرا بنیادی نقص اس مسخ شدہ مذہبیت میں یہ ہے کہ اس میں اسلامی شریعت کو منجمد ایک شاستر بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس میں صدیوں سے اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔"

اس عبارت نے مودودی کے دل کی کھول کر رکھ دی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی مودودی لکھے وہ سب معاذ اللہ دین ہے اور شریعت ہے اور جو احکام دین وشریعت احادیث مبارکہ اور تفاسیر وکتب فقہ وکلام میں موجود ہیں وہ سب معاذ اللہ مسخ شدہ (بدلے) ہوئے ہیں اور شاستر ہیں۔

مسلمانو! خدارا انصاف۔ کیا احکام شرع ودین کو شاستر بتانے والا مسلمان ہو سکتا ہے اگر ایسا گستاخ دریدہ وگندہ دہن بھی مسلمان ہو سکتا ہے تو شاید دنیا میں کوئی کافر مرتد منافق ملحد نہ رہے گا۔ مودودی کا منشاء قرآن وحدیث وتفسیر وفقہ کو ختم کر کے اپنی ڈکٹیٹری کو چلانا اور مشرک بنانا ہے جیسا کہ مودودی کی کتاب "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" کے ص۱ وص۱۱ کی عبارت اوپر گزری کہ جس کی رو سے تمام امت کو مودودی نے مشرک لکھ دیا۔ معاملات کی حیثیت سے مودودی کو دیکھنا ہے تو یہ دیکھئے اخبار قومی آواز لکھنؤ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء جلد ۸ پرچہ ص۲۴۲ صفحہ ۳ کالم ۶، ۷ میں ہے کہ

"۵ ہزار ۲ نومبر ۱۹۵۳ء پنجاب میں قادیانی دشمن کے ہنگامہ کے متعلق تحقیقات کرنے والی

عدالت کے سامنے بیان دیتے ہوئے جرح کے جواب میں خواجہ نذیر احمد نے کہا کہ میرے پاس یہ کہنے کے لیے کافی وجوہ ہیں کہ جمعیت اسلامی کے لیڈر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو امریکہ سے مالی امداد ملتی تھی۔ جب عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ وہ امریکی ذرائع کون سے ہیں جو مولانا مودودی کو امداد دیتے ہیں خواجہ نذیر نے کہا اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو پیچیدگی پیدا ہو جائے۔"

اس مضمون کی سُرخی قومی آواز نے یہ لکھی ہے کہ

"مولانا مودودی کو امریکہ سے امداد ملتی رہی ہے۔"

یہ مضمون ببانگ دُہل پکار پکار کر اعلان کر رہا ہے کہ مودودی امریکہ کا تنخواہ دار ایجنٹ ہے اور مودودی کی تحریک امریکی تحریک ہے۔ امریکی اشاروں پر مودودی نے مسلمانوں کو بیدین بنانے کا تہیہ کیا ہے اور مودودی اپنا دین وضمیر امریکہ کے ہاتھوں فروخت کر چکا ہے اب خود امریکی پولٹیکل ایجنٹ بن کر مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس مضمون کو تفصیل سے دیکھنا ہو تو کتاب کال النصاب "تاریخ اعیانِ[1] وہابیہ" میں دیکھیے!

خلاصہ کلام یہ کہ مودودی اپنی حیثیت سے کافر مرتد اور دینی حیثیت سے اسلام کا باغی اور مسلمانوں کا غدار اور امریکہ کا وفادار ایجنٹ وطرفدار ہے اور مودودی کی تحریک کفری تحریک اور اسلام کُش اور امریکی تحریک ہے۔ مسلمانوں کو مودودی تحریک میں شریک ہونا حرام حرام ہے۔ اور جو سُنّی بھائی دھوکے میں شریک ہو گئے انہیں فوراً اپنی بیزاری ظاہر کر کے الگ ہو جانا چاہیے۔ قرآنِ عظیم نے ارشاد فرمایا۔

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ؕ	اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

دُنیا والوں پر خوب ظاہر وروشن ہے کہ عیسائی دُنیا اسلام کی کھُلی ہوئی دشمن اور

[1] عنقریب مکتبہ فریدیہ شائع کر رہا ہے۔

پیغمبرِ اسلام حضور سیدنا ومالکنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت وعظمت کی خواہاں ہے تو امریکی حکومت کسی مسلم نمائیدہ مودودی جیسے کو مال دے گی تو کیوں۔ یقیناً وہ اسلام کی معاذ اللہ بیخ کنی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر صرف کرے گی، تو ثابت ہو گیا کہ امریکہ نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے مودودی کو اپنا پولیٹیکل ایجنٹ اور آلۂ کار بنایا ہے۔ مودودی کے عقائد کفریہ ظاہر ہو چکے اُس کا دشمنِ اسلام وقرآن ہونا کھل گیا۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو پہچاننے اور ماننے اور حق لائقِ حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور باطل اور اہل باطل سے دور ودور رکھے۔ آمین ثم آمین۔ حدیث شریف میں ہے:۔

یَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِیَّاكُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَكُمْ

یعنی آخر زمانہ میں بڑے دجّال مکار بہت جھوٹے لوگ ہوں گے وہ تم کو وہ گڑھی ہوئی حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنیں اور نہ تمہارے باپ دادا نے سنیں (جیسے مودودی) ان بدمذہبوں سے بچو اور انہیں اپنے سے دُور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں اور حدیثِ پاک میں ہے:۔

لا تجالسوھم ولا تواکلوھم	یعنی اُن کے ساتھ بیٹھو مت اُن کے ساتھ مت
ولا تشاربوھم ولا تصلوا	کھاؤ، اُن کے ساتھ مت پیو اُن کے ساتھ
معھم ولا تصلوا علیھم	نماز نہ پڑھو اُن کے جنازہ پر نماز نہ پڑھو۔
ولا تناکحوھم۔	اُن کے ساتھ بیاہ شادی مت کرو۔

تفصیل کے لیے کتاب مستطاب اربعین سُنّت کا مطالعہ کیجیے۔

خدا تعالیٰ اس مودودی وہابی فتنہ سے مسلمانانِ اہلسنّت کو محفوظ ومصئون ومامون رکھے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ حبیبہ النبی الامین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ وادام التسلیم۔

فقیر ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں سُنّی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی غفرلہٗ خطیب جامع مسجد مدینہ منورہ بمبئی ۸

اسلام کے منافی قرار دیا ہے۔ مگر اب انہی مودودی صاحب کو ہوسِ اقتدار، ایوب کی حکومت کی مخالفت اور جذبۂ انتقام سے مغلوب ہو کر اپنے بیان کردہ بنیادی اصولوں کے خلاف عورت کے سربراہِ مملکت ہونے میں کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا ہے وہ "ایوب دشمنی" میں اتنے مغلوب الغضب ہو چکے ہیں کہ انہیں قرآن پاک کا ارشاد بھی یاد نہیں رہا۔ کہ،

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ (تفہیم القرآن مودودی صہ ۴۴۹)

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مودودی صاحب زبانی وخیالی طور پر عورت کے سیاست میں حصہ لینے کے خلاف ساری عمر جو اصول بیان فرماتے رہے جب اُصول پر عمل میں پہلی مرتبہ خود عمل کرنے کا موقع آیا تو انہوں نے کمال ابن الوقتی و اقتدار پرستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بیان کردہ تمام اسلامی وبنیادی اصولوں کو سیاست کی کند چھری سے ذبح فرما کر لبیئہ

ناداں گر گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

کے مصداق فوراً ایک عورت کی قیادت کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال لیا حالاں کہ مس فاطمہ جناح مودودی صاحب کی تصریحات کے مطابق ایک عورت وغیر متقی اور طالب اقتدار ہونے کے لحاظ سے قطعاً قیادت کے اہل وسزاوار نہیں۔

جہاں تک مودودی صاحب کے ملکۂ سبا کے حوالہ کا تعلق ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ مس فاطمہ جناح کی حمایت سے پہلے کیا مودودی صاحب کو یہ حوالہ یاد نہیں آیا۔ مودودی صاحب کے بیان کردہ نصوصِ صریحہ کے برعکس ملکۂ سبا کا حوالہ کیا ان کی اپنی ہی تکذیب کے مترادف نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام کو عورت کی عدم سربراہی کے متعلق وحی نازل ہوئی تو کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس سلسلہ میں وحی نازل نہیں ہوئی؟ ہم شریعت محمدیہ کی پیروی کے مکلف ہیں! شریعتِ سلیمانیہ کی؟

ماڈرن مولانا مودودی صاحب سے خطاب

خدارا اسلام کو بدنام نہ کیجیے

مودودی صاحب نے قرآن و سنت کے پرچم کو سرنگوں کر کے علمِ سیاست کو بلند کیا ہے

از محمد حفیظ صاحب نیازی مدیر ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ پاکستان

مودودی صاحب نے مس فاطمہ جناح کی حمایت کر کے اپنی تمام تحریرات و تحریکات کا جنازہ نکال دیا ہے۔ خیر ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ آج کل سیاست نام ہی دھوکا اور ۴۲۰ کا ہے۔ حصولِ اقتدار کے لیے ایک سیاسی لیڈر کو سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں صرف دکھ اس بات کا ہے کہ اس سیاسی کھیل میں بھی مذہب کی آڑ لی جاتی ہے۔ قرآن وسنت کا نام لے کر عورت کی سربراہی کا جواز پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ بات ہمارے وہم وخیال میں بھی نہ تھی کہ کوئی "مولوی" مولانا، قسم کا شخص بھی عورت کی صدارت کا جواز پیش کر سکتا ہے، مگر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے مودودی صاحب کا یہ بیان پڑھا، کہ

"جس وقت وہ ملکۂ سبا حضرت سلیمان پر ایمان لے آئیں، تو حضرت سلیمانؑ کو وحی نازل نہیں ہوئی، کہ عورت کو سربراہِ مملکت نہیں رہنا چاہیے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کے سربراہِ مملکت ہونے میں کوئی ہرج نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ عورت کی سربراہی میں جہاد کرنا یا حج کرنا جائز نہیں۔" روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۲ ۹۲/۱

حالاں کہ یہ وہی مودودی صاحب ہیں جنہوں نے عورت کی سربراہی وسیاست میں شرکت کے خلاف نہایت کثرت سے لکھا ہے اور اسے کتاب وسنت کے نصوصِ صریحہ اور اصولِ

ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ مودودی صاحب اس سلسلہ میں اپنی جماعت کے فیصلہ کی پوری پوری تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ

"جماعت بطور جماعت جب کوئی فیصلہ کرے تو اسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ مجلسِ مشاورت میں میری عدم موجودگی میں محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کا فیصلہ کیا ہے میں اس فیصلہ سے کسی صورت بھی مجالِ انکار نہیں کر سکتا۔" (کوہستان ۱۰ مہ تہ)

گویا مودودی جماعت کا نظام، اسلام سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہے۔ کہ بوقتِ ضرورت اس کے بنیادی اصول و نصوص صریحہ میں تو تبدیلی ہو سکتی ہے۔ لیکن مودودی جماعت کے فیصلہ میں نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے نہ کسی صورت مجالِ انکار ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

کاش مودودی صاحب اور کچھ نہیں تو کم از کم اسی بات کا احساس فرماتے کہ موجودہ حالات میں بالخصوص عورت کو صدرِ مملکت بنانا عورت کی آزادی و مرد و زن کی مساوات کے حامیوں کی بہت بڑی فتح ہوگی، اور بے پردگی و زن پرستی کو اب سے کہیں زیادہ فروغ حاصل ہوگا۔

شمشیرِ خداوندی برگردنِ مودودی

(از سید محمد عارف رضوی نانپاروی مدرس منظرِ اسلام۔ بریلی)

چلی آتی ہے کشتی خشکیوں موجوں سے ٹکراتی ابھرتی بیٹھتی رکتی دباتی اور لہراتی!
کبھی پُرخار وادی میں کبھی پُرشور دھاروں پر کبھی اس کے اشاروں پر کبھی اُن کے اشاروں پر

سفینۂ اسلام، جہاں ایک جانب انسانی قلوب کو ساحلِ نجات کی دعوت دیتا رہا ہے وہاں ہزاروں تھپیڑوں سے ٹکراتا بھی رہا ہے۔ کبھی مسیلمہ کذاب کے جھوٹے متبعین نے اس پر یلغار کی۔ تو کبھی خارجیت کی موجوں نے اس کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہا ہے۔ کبھی رافضیت محبینِ علی کی خوشنما ردا اوڑھ کر اس سے زور آزما ہوئی ہے کبھی فتنۂ اعتزال اس کے لیل و نہار سے برسوں کھیلتا رہا ہے۔ لیکن دُنیا جانتی ہے کہ یہ ننھا سا پودا اس وقت بھی جبلِ مستحکم ثابت ہوا۔ جب مسیلمہ کذاب کی طاغوتی طاقت اس کے بالمقابل آئی۔ اس آفتابِ رشد و ہدایت کی نورانی کرنوں نے برقِ خاطف کی طرح دشمنانِ اسلام کی نگاہوں کو اس وقت بھی خیرہ کر دیا جب عبداللہ بن سبا کی ٹولی اس سے طاقت آزما ہوئی یہ کشتی خارجیت و اعتزال کے پُرشور تھپیڑوں سے نکل کر اس وقت بھی اپنے ساحل سے جا لگی جب اس کا سیلاب اپنے تیز دھاروں کی رَو میں لے بہا لیجانا چاہتا تھا۔ لیکن جیسے جیسے مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مقدس سے بُعد ہوتا گیا مسلمانوں کے مذہبی احساس میں بھی کمی واقع ہوتی گئی اور اس طرح یہ طاغوتی طاقتیں اسلام کا تو کچھ نہ بگاڑ سکیں مگر مسلمانوں کے شیرازہ میں انتشار اور اُن کے عقائد میں فساد برپا کرنے میں ضرور کامیاب ہو گئیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی۔ مودودی تحریک ہے جس کے متعلق کچھ لکھنے سے پہلے

تمہیداً چند باتیں عرض کرنا ضروری ہے۔

اسلام کا مرکز ام القریٰ مکہ بنایا تاکہ دائرے کا خط ہر طرف سے برابر سطح ارض کا احاطہ کرے اور دنیا محسنِ انسانیت حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک سے روشن اور منور ہو سکے اس مقدس شہر کے باشندوں کی زبان عربی تھی۔ مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد ہے اس لیے حضور کی زبان بھی عربی ہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن عربی میں نازل ہوا۔

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ کسی زبان کی کماحقہٗ واقفیت کا انحصار صرف ڈکشنری ہی پر نہیں ہے کیونکہ کثرت استعمال مشاہدات و تجربات سے کچھ اصطلاحات بھی قائم ہو جاتی ہیں جن کو سمجھنے کے لیے کسی اہلِ زبان کی ترجمانی ضروری ہے۔ اسی طرح حقیقت و مجاز، مشترک و معول کی تعیین کا حق صرف صاحبِ کلام، یا اس سے استفادہ کرنے والے ہی کو ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابۂ کرام کو بھی قرآنی نکات، رموز و اسرار کی حقیقت و واقفیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اب صحابہ چونکہ کتاب و سنت دونوں کے امانت دار تھے لہٰذا انہوں نے اس دولت سے تابعین کو مالا مال کیا، تابعین نے تبع تابعین کو اور اسی طرح کتاب و سنت کی دولت ائمہ مجتہدین متقدمین و متاخرین علماء تک پہنچی جو آج تک ان کی تصنیفات میں موجود ہے۔

یہ اسباب اس امر کے داعی ہیں کہ کتاب و سنت کے لیے صحابہ و تابعین تبع تابعین و ائمہ مجتہدین محدثین و مفسرین کی اقتداء اشد ضروری ہے۔ آج جو بھی کتاب و سنت کی تعلیم دینا چاہے وہ انہیں بزرگوں کی تصنیفات کا گہری نظر سے مطالعہ کرے اور انہیں کے مرتبہ اصول کے مطابق کتاب و سنت کی تعلیم دے تو وہ تعلیم یقیناً عوام و خواص کے لیے نفع بخش ہوگی۔

فی زمانہ جن لوگوں نے بھی اس اُصول سے اعراض کیا ہے اور عقل کی روشنی میں کتاب و سنت کو سمجھانا چاہا ہے وہ ہمیشہ ٹھوکریں ہی کھاتے رہے ہیں۔ ہندوستان میں اس بات کا آغاز اسمٰعیل دہلوی سے ہوتا ہے۔ بعدہٗ مسٹر سر سید علی گڑھ نے خامہ فرسائی کی جیسا کہ اس کے ترجمہ سے ظاہر ہے تیسرا نمبر شبلی نعمانی کا ہے جنہوں نے سیرتِ رسول کا نام لے کر لاڈوڈیس کی شاگردی کا حق ادا کیا ہے۔ کاش یہ لوگ مغربیت کے اندھے چشمے کو اُتار دیتے تو اس بُری طرح نہ پھسلتے کہ سیرت النبیؐ کا نام لے کر سینکڑوں جگہ معجزاتِ رسول ہی کا انکار کر ڈالا۔ اسی سلسلہ کی ایک

کڑی مودودی صاحب ہیں جو صرف اپنی رائے سے کتاب و سنت کو سمجھنے سمجھانے کا دعوے رکھتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کو جماعتِ اسلامی سے موسوم کرتے ہیں۔ کتاب و سنت کا نام لے کر اپنے متبعین کو جو کچھ سمجھا دیتے ہیں وہی ان کے لیے گویا وحیٔ آسمانی ہے۔ اگرچہ وہ جمہورِ امت کے خلاف ہو۔ لیکن مودودی صاحب سر سید وغیرہ ناکامی دیکھ چکے تھے۔ جس کی غالب وجہ عوام و خواص کا یہ نظریہ تھا کہ کتاب و سنت کے سمجھنے کے لیے کسی ایک فرد کا نتیجۂ فکر کافی نہیں تاوقتیکہ وہ اپنے نتیجۂ فکر کے لیے ائمہ مجتہدین محدثین و مفسرین متقدمین و متاخرین کی تحقیقات کو مشعل راہ نہ بنائے اور انہیں کی تحقیقات کی روشنی میں لوگوں کو کتاب و سنت کی تعلیم دے۔

لہٰذا انہوں نے اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہ سمجھا کہ ان بزرگوں کی تصنیفات پر تنقیدی نظر ڈالی جائے اور اس ضمن میں ان محدثین و مفسرین ائمہ مجتہدین، صوفیا و صالحین کی کتابوں سے کچھ فرضی خامیاں، (جو مودودی صاحب کی مخترعہ ہوں) نکال کر ان کی تحقیقات ہی کو ناقابلِ عمل قرار دیا جائے۔ جب لوگوں کے دل میں ان کی عقیدت و ارادت ہی نہ رہ جائے گی تو یہ کلیہ بھی ان کے ذہن سے خود بخود نکل جائے گا۔

اس ضمن میں مودودی صاحب نے ان بزرگوں کو جو کچھ کہا ہے اور تنقید و تبصرہ کا سہارا لے کر جس بے دردی سے ان کے معتقدات کا مذاق اڑایا ہے۔ اس کی ایک جھلک ذیل میں بعنوان مودودی صاحب کی تنقیدات کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ مودودی صاحب تنقیحات میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس کے ساتھ علوم اسلامیہ کو بھی ان قدیم کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجئے بلکہ ان میں سے متاخرین کی آمیزشوں کو الگ کر کے اسلام کے دائمی اصولوں اور حقیقی اعتقادات اور غیر متبدل قوانین لیجئے۔ ان کی اصلی اسپرٹ دلوں میں اتار دیجئے اور ان کا صحیح تدبر دماغوں میں پیدا کیجئے۔ اس غرض کے لیے آپ کو بنا بنایا نصاب کہیں نہ ملے گا۔ ہر چیز از سر نو بنانی ہوگی۔ قرآن و سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔"

اب ناظرین خود ہی غور فرمائیں کہ تفسیر و حدیث کا پرانا ذخیرہ کن حضرات کا ہے ان لوگوں کے کیا کارنامے تھے۔ دینِ پاک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی کس طرح خدمت کی ہے۔ لیکن مودودی صاحب نے ایک جانب تو یہ ثابت کیا کہ ان کتابوں میں متاخرین کی آمیزش ہے۔ دوسرے

یہ کہ تفسیر و حدیث کا پرانا ذخیرہ۔ اب اس قابل نہیں کہ اس میں سے لوگوں کو تعلیم دی جائے۔ اسی طرح فقہ اسلامی پر ایک جگہ تنقید کرتے ہوئے، فقہ اسلامی کا مذاق اڑاتے ہوئے مودودی صاحب اس طرح رقمطراز ہیں کہ ،،

فقہ کا قانون بہت سخت ہے اور اپنی سختیوں کی وجہ سے عورتوں کی زندگی تباہ کرنیوالا اور ان کو مرتد بنانے والا ہے" (تنقید حقوق زوجین)

ناظرین کرام مودودی صاحب کے ان الفاظ کی جولانی ملاحظہ فرمائیں جس ذہن و فکر نے اس نظریے کو تسلیم کر لیا ہو گا وہ مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرنے پر یقیناً مجبور ہو گا۔

(۱) یہ قانون وہی شخص پیش کرنے کی جرأت کرے گا جو کتاب و سنت کے فہم و بصیرت سے کلیتہً عاری ہو۔ (۲) ایسا قانون ساز اجتہاد کی صلاحیت تو درکنار اس لائق بھی نہیں کہ اس کا شمار مومن صالحین کی صف میں کیا جا سکے۔ (۳) اگر شخص مذکور نے دعوئے اجتہاد کیا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی تقلید سے علی الاعلان دست بردار ہوں ورنہ معلوم نہیں کس وقت زہر ہلاہل کو شہد میں گھول کر مسلمانوں کو پلا دے اور مسلمانوں کا سفینۂ ایمان بحر ارتداد میں غرق ہو جائے۔

ذرا غور فرمائیں کہ یہ قیل و قال ان باکمال ہستیوں کے متعلق ہے جن کی دینی خدمات اور تبحر علمی کا اعتراف خود مودودی صاحب بھی اپنے لٹریچر میں کر چکے ہیں اور فقہائے عظام و ائمہ کرام کی مدح یوں رقمطراز ہیں کہ

،، ان لوگوں نے یہ سارا کام نظام شاہی کے امداد کے بغیر اس کی مداخلت سے بالکل آزاد ہو کر بلکہ اس کی فتنہ پردازیوں کا سخت مقابلہ کر کے انجام دیا۔ اور اس سلسلہ میں وہ تکلیفیں اٹھائیں جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے بنو امیہ اور بنی عباس دونوں کے زمانہ میں کوڑوں کی مار اور قید کی سزائیں بھگتیں۔ یہاں تک کہ زہر سے ان کا خاتمہ ہی کر دیا گیا۔

ع کبھی کافر بھی تو کہہ جاتا ہے ایمان کی بات

یہ ہیں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی خدمات کا اعتراف کرنے کے بعد عوام کو یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ فقہ کا قانون عورتوں کی زندگی کو تباہ کرنے والا اور ان کو مرتد بنانے والا ہے۔ یہ بھی امام اعظم علیہ الرحمۃ پر مودودی صاحب کی بے لاگ تنقید و ریسرچ کی ایک جھلک

کرانے والے صفحات سے ناظرین کرام کو صحیح اندازہ ہو سکے گا کہ مودودی صاحب نے کس کس طرح بزرگان ملت کو نشانۂ ملامت بنایا ہے۔ کہیں تو آپ نے عقیدت و ارادت کی حسین چادر اوڑھ کر ائمہ کرام محدثین عظام اور صحابہ کرام کی برگزیدہ ہستیوں کو نشانۂ ملامت بنایا ہے تو کہیں مشرکانہ رسم و رواج کے موجدین کی اجمالی فہرست میں ان اللہ کے نیک بندوں کو شمار کیا ہے۔

چنانچہ تجدید احیائے دین میں تحریر فرماتے ہیں (جاہلیت مشرکانہ)

،، دوسرا مابعد الطبعی نظریہ شرک کے اصولوں پر مبنی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کائنات کا نظام اتفاقی تو نہیں ہے اور نہ بے خداوند ہے مگر اس کا ایک خداوند نہیں بلکہ بہت سے خداوند ہیں (تجدید احیائے دین طبع پنجم ص۱)

جاہلیت مشرکانہ کی تعریف سے قارئین نے بخوبی اندازہ کر لیا ہو گا کہ یہ شرک کی جہالت جن لوگوں میں پائی جائے گی وہ بلا شبہ پکے مشرک ہوں گے اگرچہ وہ لوگ بزعم خویش خود کو مسلمان ہی کہتے ہوں۔ ورنہ کم از کم ان لوگوں کے متعلق یہ نظریہ قائم کر لینا ایک بدیہی بات ہے کہ ایسے افراد انتہا درجے کے ضعیف الاعتقاد و فاسق و فاجر ایمان باللہ کے مفہوم سے کلیتہً ناواقف ضرور ہیں بلکہ ایسے لوگ اسلام کے لیے ننگ و عار ہیں۔ جیسا کہ اس جاہلیت مشرکانہ کے تحت چند سطور بعد خود ہی تحریر فرماتے ہیں :۔

،، جن قوموں میں خدا و ند اعلیٰ یعنی اللہ کا تصور نمایاں پایا گیا ہے وہاں تو خدائی کا انتظام کچھ اس طرز کا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اور دوسرے خدا اس کے وزیر و درباری صاحب عہدہ وار اور اہل کار ہیں مگر انسان بادشاہ سلامت تک راہ نہیں پا سکتا اس لیے کہ سارے معاملات ماتحت خداؤں ہی سے وابستہ رہتے ہیں۔ (تجدید احیاء دین ص۱)

مذکورہ عبارت کا ماحصل مودودی صاحب کی تصریحات کے مطابق یہ ہے کہ جاہلیت مشرکانہ دو جماعتوں میں مشترک ہے۔ ایک جماعت تو صرف مشرکین کی ہے اور دوسری جماعت ان لوگوں کی ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں نمازیں ادا کرتے ہیں ماہ صیام میں روزہ رکھا کرتے ہیں فریضۂ حج تسلیم کرتے ہوئے بصورت استطاعت حج بیت اللہ بھی کرتے ہیں۔ ان کے مقابر مقابر المسلمین اور ان کی عبادت گاہیں مساجد المسلمین

کہلاتی ہیں۔ چنانچہ انہیں بزرگوں کے متعلق اسی جاہلیت مشرکانہ کے تحت بڑی جسارت سے تحریر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"جاہلیت خالصہ کے بعد (یعنی جاہلیت مشرکانہ) دوسری قسم کی جاہلیت ہے جس میں انسان قدیم ترین زمانے سے آج تک مبتلا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ گھٹیا درجے کی جاہلی حالت میں یہ کیفیت رونما ہوئی ہے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں (یعنی بت پرستی) مگر انبیاء، واولیاء، شہداء وصالحین ومجاذیب واقطاب ابدال وعلماء مشائخ اور ظل اللّٰہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی ہی رہی، جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنالیا جن کی ساری زندگی بندوں کی خدائی ختم کرنے اور صرف اللہ کی خدائی ثابت کرنے میں صرف ہوئی تھی۔

ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ زیارات نیاز نذر عرس صندل چڑھاوے نشان علم تعزیے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی۔ دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت وفات ظہور وغیاب کرامات وخوارق اختیارات تصرفات اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے تقرب کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہو گئی جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے تیسری طرف توسل اور استمداد روحانی اور اکتساب فیض وغیرہ ناموں کے خوشنما پردوں میں وہ سب معاملات جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں ان بزرگوں کے متعلق ہو گئے اور عملاً وہی حالت قائم ہو گئی جو اللہ کے ماننے والے مشرکین کے ہاں ہے جن کے نزدیک بادشاہ عالم انسان کی رسائی سے بہت دور ہے اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام امور نیچے کے اہلکار (ملائکہ اور دیوتا اوتار۔ ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ انہیں غوث، قطب، ابدال، اولیاء، اور اہل اللہ وغیرہ الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں)"

(تجدید احیائے دین صـ۱۰ ۔ ۔ طبع پنجم)

مذکورہ بالا عبارت سے ارباب بصیرت خود ہی اندازہ لگا لیں گے کہ مودودی صاحب

اولیاء کرام بزرگان عظام صالحین امت کی عقیدتوں کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں جبکہ غوث کو غوث قطب کو قطب ابدال کو ابدال ولی کو ولی سمجھنا بھی مودودی صاحب کے نزدیک معصیت کا وہی مرتبہ رکھتا ہے جو ایک مشرک غیر اللہ کو الٰہ، دیوتا، اوتار، ابن اللہ کہہ کر رکھتا ہے۔ نیز ان کے نزدیک توسل استمداد روحانی اولیاء کرام وائمہ عظام سے اکتساب فیض بھی جاہلیت مشرکانہ کی ہی ایک کڑی ہے اسی طرح مودودی کے نزدیک کسی کی فاتحہ کسی اللہ والے کی زیارت مثلاً مدینہ منورہ بغداد شریف، اجمیر مقدس، لاہور، دہلی، کلیر وغیرہ بقصد زیارت جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی مسلمان کا کاشی، متھرا، جودھیا، گیا، سومناتھ کی تیرتھ کو جانا اور ان جگہوں میں جا کر اہل ہنود کے پوجا پاٹ میں شریک ہونا۔

العیاذ باللہ۔ یوں ہی مودودی کے نزدیک کسی بزرگ کی کرامات کا اعتراف یا کم از کم تخیل کہ جو اللہ کے مقرب بندے ہوتے ہیں ان سے خوارق عادات یعنی کرامات کا ظہور ہوتا ہے، پھر انہیں کرامات سے کسی اللہ والے کو متصف ماننا بھی مودودی کے نزدیک مشرکین کی میتھالوجی سے کم نہیں۔ مجھے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ مودودی صاحب کے اس نظریہ کے مطابق ملت اسلامیہ کا ایک فرد بھی جاہلیت مشرکانہ سے نہ بچ سکا۔ لیکن تعجب اس امر کا ہے کہ مسلمانوں پر ایسا سخت حکم لگانے کے بعد بھی ان امور کے جاہلیت مشرکانہ ہونے پر کوئی دلیل پیش نہ کی گئی دعوے بغیر دلیل کافی نہیں بلکہ مردود و نامقبول ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مودودی صاحب دلائل و براہین سے بالکل عاری و عاجز ہیں جبھی تو اتنے موٹے دعوے پر ایک بھی دلیل بھی کتاب سنت کی روشنی میں پیش نہ کر سکے۔

یہ ہے وہ مودودی نظریہ جس کے تحت عامۃ المسلمین شرک و بدعقیدگی میں قدیم ترین زمانے سے آج تک مبتلا ہوتے ہی رہے ہیں لیکن وہ لوگ بھی جاہلیت مشرکانہ کی اس گندگی سے نہ بچ سکے جو دین پاک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے امانت دار اور انبیائے کرام کے مقاصد جلیلہ سے عامۂ خلائق کو روشناس کرانے والے ہیں، کیونکہ جب ہم ان کے کارناموں کا جائزہ لیتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کی ساری زندگی ان ہی سے بیشتر امور کی احیاء و بقا میں صرف ہوئی جنہیں مودودی صاحب جاہلیت مشرکانہ میں شمار کر چکے ہیں۔ در درست چاہیے خود وہ حضرات بھی جاہلیت مشرکانہ سے نہ بچ سکے جنہیں مودودی صاحب امت کے بڑے بڑے

مجددین میں شمار ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے شاہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کی خانہ تلاشی لیجئے جو بقول مودودی صاحب شاہ ولی اللہ صاحب کی مجددیت کا تتمہ ہیں۔ اور انہیں شاہ اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی کی تعریف و توصیف کا خطبہ اس طرح پڑھتے نظر آتے ہیں۔

"ان دونوں نے عامہ خلائق کے دین، اخلاق اور معاملات کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور جہاں جہاں ان کے اثرات پہنچ سکے وہاں زندگیوں میں ایسا زبردست انقلاب رونما ہوا کہ صحابہ کرام کے دور کی یاد تازہ ہوگئی۔" (تجدید احیائے دین صـ ۱۲۰)

اب آئیں مودودی صاحب بھی صحابہ کرام کی یاد تازہ فرمائیں۔

اوّل طالب را باید کہ وضو دو زانو بطور نماز نشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگان نماید و بنیاز تمام و زاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔ (صراط مستقیم صـ ۱۳۱)	پہلے طالب کو چاہیے کہ با وضو دو زانو نماز کی طرح بیٹھے اور فاتحہ اس طریقہ کے اکابر امت یعنی خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہم کے نام پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان بزرگوں کے واسطے سے التجا کرے اور بہت ہی عجز و نیاز اور کثرت دعا سے اپنے مشکل کے حل ہونے کی دعا کرے۔

دیکھئے، مودودی صاحب اب تو صحابہ کرام کی یاد تازہ ہو ہی گئی ہوگی۔ ؎

جس بت کی محبت میں دیوانے پھرے برسوں — اس بت نے ہی رسوا سر بازار کیا ہے

آپ فرماتے ہیں فاتحہ مشرکانہ پوجا پاٹ ہے، اور آپ کے شاہ اسمٰعیل اپنی صراط مستقیم میں فرماتے ہیں فاتحہ سے پہلے وضو بھی کرے یہی نہیں بلکہ دو زانو نماز کی طرح بیٹھ کر فاتحہ پڑھے اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں انہیں بزرگوں کے توسط سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں التجا بھی کرے۔ ایک اور مقام پر بھی اسمٰعیل فاتحہ کی افضلیت کے متعلق لکھتے ہیں:

نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات بالطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل ست۔ (صراط مستقیم صـ ۶۴)	یہ نہ سمجھ کر مُردوں کو کھانا کھلانے اور فاتحہ خوانی کے ذریعے نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ معنی بہتر اور افضل ہیں۔

شاہد طبع لطیف پر یہ شبہ عارض ہو کہ یہاں تو صرف فاتحہ کا ذکر ہے میں نے تو قیام پوجا پاٹ کے مجموعہ کو جاہلیت مشرکانہ سے تعبیر کیا ہے۔ تو لیجئے اسمٰعیل صاحب نے اس کا بھی فیصلہ کر دیا، لکھتے ہیں:

پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک نیست۔

(صراط مستقیم صـ ۹۳)

ان عبارات سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت کا مجدد انہیں امور یعنی بقول مودودی صاحب مشرکانہ پوجا پاٹ ہی کی ترویج کے لیے پیدا ہوا تھا جبھی کہ اس کو یہ بھی گوارہ نہیں کہ فاتحہ عرس نذر و نیاز اموات کی خوبی میں بھی کوئی شک و شبہ کرے۔ فرماتے ہیں "شک و شبہ نیست"۔ اب معلوم نہیں مودودی صاحب شاہ اسمٰعیل کو مشرک کے کس درجہ میں رکھتے ہیں۔

اب تک آپ نے عرس و فاتحہ نذر و نیاز توسل و استمداد کے متعلق شاہ اسمٰعیل کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیں لیکن آگے چل کر شاہ صاحب نے تو کمال ہی کر دیا۔ وہ بات ثابت کر دی جو مودودی صاحب کے نزدیک شرک کی حقیر ترین جہالت ہے یعنی اولیائے کرام کے لیے تصرفات بھی مان لیے جس کا ارتکاب اسمٰعیل صاحب کو شرک سے بچا ہی نہیں سکتا۔ ساتھ ہی اولیائے کرام سے اکتساب فیض کا بھی اقرار کر لیا ہے جو مودودی صاحب کے نزدیک محال نہیں تو قریب المحال ضرور ہیں۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق لکھتے ہیں ملاحظہ ہو۔

قطبیت و ابدالیت و غوثیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان ست و در سلطنت سلاطین و امارت امرا ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔ (صراط مستقیم)	قطبیت، غوثیت اور ابدالیت وغیرہا کے تمام مناصب علیا حضرت سیدنا مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک سے تا اختتام دنیا سب انہیں کے وسیلہ اور واسطے سے ہیں۔ سلاطین کی سلطنت امراء کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت کی سیر

کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔

صدیقین کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں :۔

وبسبب ہمیں اجتبار واصطفا۔ رضائے حق در رضائے ایشاں مندرج شدہ واتباع حق در اتباع ایشاں منحصر گردید و حق باسخط ایشاں نارازی و ناخوشی پیدا کردہ۔ (صراط مستقیم ص۳۳)

یعنی صدیقین کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ان کا اتباع خدا کا اتباع ان کی رضا خدا کی رضا

اسی صراط مستقیم میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں :۔

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت می باشند واین کبار اولی الایدی والابصار را می رسد کہ تمامی کائنات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں را می رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔

اس منصب رفیعہ کے لوگ عالم شہود ومثال میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ماذون مطلق ہیں۔ ان بزرگ علم وقدرت والوں کو حق ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں اور کہدیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

(صراط مستقیم ص۱۴۳)

اور نیچے لکھتے ہیں :۔

اکابر ایں فریق در زمرہ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ ملہم شدہ ودر اجرائے آں می کوشند معدود واند۔

یہاں تو غضب ہی کر دیا۔ محدثین وشہداء کو ملائکہ مدبرات الامر میں داخل کر کے عالم میں تصرفات کرنے والا بھی مان لیا۔ اب مودودی صاحب اپنے امام ومجدد کے متعلق دیکھئے کیا حکم لگاتے ہیں۔ حوالے اور بھی پیش کیے جا سکتے ہیں لیکن اس شمارے میں شاہ ولی اللہ صاحب کے اقتباسات بھی ہدیۂ ناظرین کرنے ہیں اس لیے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اب آگے شاہ ولی اللہ صاحب کی رائے گرامی بھی مطالعہ فرمائیں اور مودودی صاحب کو داد دیں کہ کس خوبی سے مجدد کا خطاب دے کر ان کو بھی مشرکین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔
سنیئے اور غور سے سنیئے۔ تصرفات وکرامات اولیاء کے متعلق اپنی مشہور کتاب ہمعات میں شاہ

صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

و در اولیاء امت واصحاب طرق اقویٰ کسے کہ بعد تمام راہ جذب بکمل الوجوہ باصل ایں نسبت میل کردہ در انجام بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند لہذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبور خود مثل احیا تصرف می کنند۔

خلاصہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس وجہ سے بزرگوں نے کہا ہے کہ اولیاء کرام اپنی قبروں میں مثل زندوں کے تصرف کرتے ہیں۔ واضح رہے یہ وہی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہیں جن کو غوث کہنا بھی مودودی صاحب کے نزدیک جاہلیت مشرکانہ میں داخل ہے جیسا کہ تجدید واحیائے دین کے ص۱۵ پر مرقوم ہے۔
یہی شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں اہل برزخ کی چار قسم کرکے تحریر فرماتے ہیں :۔

اذا مات انقطعت العلاقات فلحق بالملائكة وصار منهم والهم كالهامهم وسعى فيما يسعون فيه وربما اشتغل هؤلاء بإعلاء كلمة الله ونصر حزب الله وربما كان لهم لمة خير بابن آدم۔

جب مرتے ہیں علائق بدنی سے منقطع ہو کر ملائکہ سے ملتے ہیں اور انہیں میں سے ہو جاتے ہیں جس طرح فرشتے آدمیوں کے دل میں نیک بات کا القاء کرتے ہیں اور جن کاموں میں ملائکہ سعی کرتے ہیں یہ بھی کرتے ہیں اور کبھی یہ پاک روحیں خدا کا بول بالا کرنے اور لشکر اسلام کو مدد دینے یعنی جہاد وقتل کفار وامداد مسلمین میں مشغول ہوتی ہیں۔ اور کبھی بنی آدم سے اس لئے نزدیک و قریب ہوتی ہیں کہ ان پر احسان خیر فرمائیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی ان دونوں عبارتوں سے حسب ذیل امور کا ثبوت ملتا ہے۔
(۱) اولیاء کرام جب تک زندہ رہتے ہیں بعطائے الٰہی عالم میں تصرف فرماتے ہیں۔
(۲) اولیاء کرام میں سب سے اعلیٰ مقام شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ جنہیں غوث اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔
(۳) اولیاء اللہ اپنی قبور میں بھی مثل حیات تصرف فرماتے ہیں۔

(۴) اولیاء کرام کے تقرب الی اللہ کا یہ عالم ہے کہ مرنے کے بعد اللہ کے مقرب بندوں یعنی فرشتوں اور ان میں بھی ملائکہ مدبرات الامر کے ساتھ ملحق ہو جاتے ہیں۔

(۵) اولیاء کرام کے تصرفات کا یہ عالم ہے کہ جس طرح فرشتے لوگوں کے دل میں نیک باتوں کا القاء کرتے ہیں یہ بھی دلوں میں نیک باتیں ڈالتے ہیں۔

(۶) جن امور میں ملائکہ سعی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی سعی کرتے ہیں۔

(۷) بعد وصال بھی اعلاء کلمۃ اللہ کرنے والوں کی مدد فرماتے ہیں اور جہاد و قتل کفار و امداد مسلمین میں مشغول رہتے ہیں۔

(۸) مسلمانوں سے قریب ہو کر ان پر خیر و برکات کی بارش بھی فرماتے رہتے ہیں۔

ایک سے لے کر نمبر ۸ تک کا شمار خود شاہ صاحب ہی کی عبارت سے مستفاد ہے۔ اور یہی شاہ صاحب کا عقیدہ بھی ہے۔ لیکن اب اس عقیدہ کے متعلق مودودی صاحب کا فیصلہ قطعی سنئے اور انصاف کیجئے کہ مودودی صاحب نے شاہ صاحب کو کیسے کیسے خطابات سے نوازہ ہے۔

(۱) اولیاء کرام کے لیے کرامات و خوارق ماننا جاہلیت مشرکانہ میں داخل ہے۔

(۲) اولیاء اللہ کے لیے جو شخص مخلوقات میں اختیارات و تصرفات کا معتقد ہو وہ جاہلیت مشرکانہ کا مرتکب ہے۔

(۳) اولیاء اللہ کے لیے اگر تقرب الی اللہ ثابت اور تقرب کی کیفیات کا قائل ہو تو وہ جاہلیت مشرکانہ میں گرفتار ہے۔

(۴) جو شخص ان امور کی ایجاد و بقا میں تحریراً و تقریراً کوشاں ہو وہ جاہلیت مشرکانہ کا موجد ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت مشرکانہ کی تعریف ایک بار پھر لکھ دوں تاکہ ان مشرکانہ جہالت کے موجدین کے متعلق حکم شرعی بھی واضح ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا مقام مودودی صاحب کے نزدیک کیا ہے۔

(جاہلیت مشرکانہ) "دوسرا مابعد الطبیعی نظریہ شرک کے اصول پر مبنی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے

کہ کائنات کا تمام انتظام تو نہیں ہے اور نہ بے خدا مذہب ہے مگر اس کا ایک خداوند نہیں بلکہ بہت سے خداوند ہیں۔ (تجدید احیائے دین ص ۱۰)

لیجئے صاحب یہی وہ تعریف ہے جس کے تحت شاہ ولی اللہ صاحب کے مذکورہ بالا اعتقادات کو شمار کیا گیا ہے۔ فیصلہ آپ فرمائیں۔

اور سنئے انہیں شاہ ولی اللہ صاحب انفاس العارفین میں اپنے استاذ الاستاذ محدث ابراہیم کردی علیہ الرحمۃ کا حال لکھتے ہیں:۔

دو سال کما بیش در بغداد ساکن بودہ بر قبر سیدی عبد القادر قدس سرہ متوجہ میشد ذوق ایں راہ از آں جا پیدا کرد۔	میرے استاذ الاستاذ محدث کردی علیہ الرحمۃ کم و بیش دو سال بغداد میں مقیم رہے اور سیدنا غوث اعظم عبد القادر جیلانی کے مزار پر متوجہ رہے راہ معرفت و طریقت کا ذوق اس مقدس مقام پر پیدا کیا۔

اسی انفاس العارفین میں حضرت امیر ابو العلی قدس سرہ کے ذکر مبارک میں لکھتے ہیں:۔

بمزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ متوجہ بودند و از جناب وی رابطہا یافتند و فیضہا گرفتند۔	سیدنا خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے مزار مقدس پر متوجہ رہے اور اسی جناب سے ربط پائیں اور فیوض و برکات حاصل کئے۔

اسی انفاس العارفین میں اپنے نانا ابو الرضا محمدؒ سے نقل فرماتے ہیں:۔

می فرمودند کہ یکبار حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ را در یقظہ دیدم اسرار عظیم و دراں محل تعلیم فرمود۔	میرے نانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو عالم بیداری میں دیکھا اور اس وقت اسرار عظیم تعلیم فرماتے تھے۔

(۳) انفاس العارفین میں شیخ مذکور کے حالات میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

عجوزہ را از مخلصان بعد وفات ایشان تپ ورزاں گرفت بغایت نزار گشت	ایک ضعیفہ جو میرے نانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں تھی میرے نانا علیہ الرحمۃ

شبے بنوشید آب و پوشیدن لحاف محتاج شدہ طاقت آں نداشت نزکسے حاضر نبود ایشاں متمثل شدند و آب دادند و لحاف پوشانیدند آنگاہ غائب شدند۔
(انفاس العارفین)

کی وفات کے بعد ان کی ایک معتقدہ ضعیفہ بعارضہ تپ و لرزہ مبتلا ہوئیں اور بہت ہی کمزور ہوگئیں، ایک شب پانی پینے اور لحاف اوڑھنے سے بھی محتاج ہوگئیں اور کوئی حاضر بھی نہ تھا میرے نانا علیہ الرحمۃ تشریف لائے پانی پلایا لحاف اڑھایا بعد ازاں غائب ہوگئے۔

ناظرین کرام، غور فرمائیں مودودی صاحب زیارات تصرفات ہی کو جاہلیت مشرکانہ بتلاتے ہیں اور ان کے امام و مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب زیارت تو در کنار خود اولیائے کرام کے لئے سید نا غوث اعظم کی قبر مبارک پر دو سال حاضر رہے اور ان سے فیض پانے کا ثبوت دے رہے ہیں، اپنے نانا کا تصرفات کا یہ عالم بتلاتے ہیں کہ پیاسے کو پانی پلائیں، لحاف اڑھائیں۔ پھر معلوم نہیں سیاسی امام مانا ہے یا مذہبی۔ میرے خیال میں تو شاہ ولی اللہ صاحب کے مذہبی کارنامے پیش نظر کہ ان کو سیاسی جہت سے امام تسلیم کیا ہے مذہبی نقطۂ نظر سے ان پر وہی حکم ہے جو عام مسلمانوں پر، یا شاید کوئی مسئلہ ایسا ہو جس کی رو سے وہی امور اگر عام انسانوں سے صادر ہوں تو شرک اور اگر خواص انہیں بجا لائیں تو وہ مستثنےٰ رہیں۔

یہی شاہ ولی اللہ صاحب اپنی مشہور کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فاتحہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

پس دہ مرتبہ درود شریف خواندہ ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدائے تعالیٰ سوال نمایند و ہمیں طور ہر روزی خواندہ باشند۔

پس دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر ختم تمام کریں اور تھوڑی شیرینی پر فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً پڑھیں اور اپنی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال کریں۔ اور روزانہ اسی طرح پڑھیں۔

حضرات شاہ ولی اللہ صاحب کی ان عبارات مسائل میں اس اکثرت سے وارد ہیں۔ کہ ایک دفتر درکار ہے، نمونۃً یہ چند حوالے ہدیۂ ناظرین ہیں۔

اب فیصلہ آپ فرمائیں کہ مودودی صاحب نے جاہلیت مشرکانہ کے ضمن میں اپنے ان دونوں مجددین کو کیا کچھ نہ کہہ ڈالا۔ ساتھ ہی شاہ ولی اللہ صاحب کی تصریحات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ مودودی صاحب کی جدید شریعت سے یہ بزرگ بالکل پاک ہیں۔

فقط والسلام
(احقر السید محمد عارف رضوی نانپاروی)

فتنۂ مودودیت

از

عالم فاضل محقق کامل مولانا محمد ضیاء الدین خاں صاحب شمسی ٹونکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

حضرت مولانا مولوی محمد ضیاء الدین والملت ابو الکمال شمسی ٹونکی مفتیٔ اعظم راجستھان مدظلہٗ
مودودی صاحب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ان کے عقائد کیسے ہیں مسلمانان اہلسنّت وجماعت کو ان کی بنائی ہوئی جماعتِ اسلامی میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں، مودودی صاحب اور اُن کے ہم خیال لوگوں کو امام بنانا اور ان کی اقتداء کرنا درست ہے یا نہیں اور نماز ہوگی یا نہیں ہوگی۔ امید ہے کہ اظہارِ حق میں کسی قسم کا تامل نہ فرمائیں گے۔ میں نے کراچی اور دیگر مقامات کے علماء سے بھی استفتاء کیا ہے آپ بھی چند عقائد انہیں کی کتاب سے مع حوالہ تحریر فرما کر ہم ناواقفوں کو آگاہ فرمائیے۔ جواب کا طرزِ تحریر جدید ہونا چاہیئے۔

راقم خادم ماسٹر محمد اسمٰعیل اعجاز کالونی لارنس روڈ کراچی ۵

۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ مودودی صاحب کون ہیں ان کے عقائد اہل سنّت وجماعت کے موافق ہیں یا خلاف؟

سائل مولانا حکیم فیض محمد صاحب محلہ رحمین ٹونک

الجواب: اللّٰھم ھذا الحق والصواب

ارباب فکر ونظر سے پوشیدہ نہیں کہ ابو الاعلیٰ مودودی کسی نئی تحریک کا بانی نہیں بلکہ ان سے

پہلے پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ایران میں محمد علی اور بہاء اللہ اور عبد البہاء وغیرہ بہت سے بانیانِ تحریکِ اسلامی اور مدعیانِ اصلاحِ مذہبی پیدا ہوئے جنہوں نے بجائے فوز وفلاح کے امتِ مسلمہ پر فتن وفساد کا دروازہ کھول دیا۔ اس طرح ملتِ واحدہ کا شیرازہ درہم برہم کرکے جنگ جدل، افتراق ونفاق، فرقہ بندی اور تفرقہ آرائی کا بازار گرم کیا۔ اسی تفرقۂ مذہب وملت واحزاب نے کہ فی الحقیقت راس الفتن اور ام العلل نشست وانتشار ہے۔ جسمِ ملت کی ریڑھ کی ہڈی تک کو گھلا دیا۔ دل ودماغ پر تعصب وعصبیت کا تسلط جمایا ہے

شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو (اقبال)

اس لئے مودودی صاحب کی جماعت میں شریک ہونے سے پہلے قادیانی، نیچری، وہابی، بابی، بہائی اور چکڑالوی وغیرہ بہت سی پچھلی تحریکوں اور جماعتوں کے تلخ تجربات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور شامل ہونے سے پہلے اس جماعت کے بانی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے افکار ومعتقدات اور خیالات ونظریات کا پوری طرح جائزہ لینا ضروری ہے۔ کیوں کہ کسی مذہبی تحریک میں شامل ہونے کے بعد بانیٔ تحریک کے افکار وآراء سے متاثر ہونا ناگزیر ہے۔ اسی لئے لسان الٰہی نے امتِ مسلمہ کو ان "مفسدین مصلحین" کی فتنہ پردازیوں، ازدم آرائیوں، اور گروہ سازیوں سے للکار کر متنبہ اور آگاہ کیا ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا	اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں
فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا	فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے
نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ اَلَآ اِنَّھُمْ	والے ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ حقیقت میں یہی
ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ ؕ	مفسد ہیں۔

افکار وآراء کا اختلاف فطرتِ انسانی میں داخل ہے۔ اگر ایسا اختلاف دیانت وصداقت پر مبنی ہو تو انسان کے لئے باعثِ صد رحمت ہے۔ لیکن اختلافِ آراء کی بنیاد پر فرقہ بندی اور تفرقہ آرائی ایک ایسی لعنت ہے جس نے امتِ مرحومہ کو ایک زندہ لاش بنا کر رکھ دیا۔ اس لعنتِ فرقہ بندی سے دور ومحفوظ رہنے کے لیئے قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

إِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۔

یہ میری راہ ہے سیدھی تو اس پر چلو اور مختلف راہوں کے پیچھے نہ پڑو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بچھڑا دیں گے ۔

چنانچہ ڈاکٹر اقبال ان مفسدین کی فتنہ پردازیوں کا راز اس طرح فاش کر رہے ہیں ۔

دینِ حق از کافری رسوا تر است ۔۔۔ زانکہ ملا مومنِ کافر گر است

شبنم او در نگاہِ ما یم ست ۔۔۔ در نگاہِ او یم ما شبنم است

بے نصیب از حکمتِ دینِ نبی ست ۔۔۔ آسمانش تیرہ از بے کوکبی ست

کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد ۔۔۔ ملت از قال و اقوالش فرد فرد

مکتب و ملا و اسرارِ کتاب ۔۔۔ کور مادر زاد و نورِ آفتاب

دینِ کافر فکر و تدبیرِ جہاد ۔۔۔ دینِ ملا فی سبیل اللہ فساد

مودودی صاحب نے بھی "فی سبیل اللہ فساد" کے مصداق انہیں کے قول کے مطابق "مجتہدینِ سلف میں سے ہر ایک کے علوم و منہاج سے آزاد ہو کر ایک جماعت بنائی ہے۔ جس سے ان کا مقصود اپنے اوہامِ باطلہ عقائدِ فاسدہ کی اشاعت و تبلیغ ہے۔ مودودی صاحب کے اس نو ایجاد مذہب کو عرفِ عام میں "مودودی مذہب"۔

لیکن مودودی صاحب نے اس مذہب کا نام جماعتِ اسلامی رکھا ہے اور اپنا مقصود (objective) حکومتِ الٰہیہ قائم کرنا ظاہر کرتے ہوئے مسلمانوں کو سبز باغ دکھایا ہے تاکہ اس دلفریب دعوت سے ہر مسلمان جلد دھوکہ کھا جائے اور آپ کے دامِ تزویر میں آسانی سے گرفتار ہو جائے واضح رہے کہ مودودی صاحب کی "مودودیت" اور حکومتِ الٰہیہ کا فرضی نقشہ کوئی نئی تحریک اور نیا منصوبہ نہیں۔ بلکہ محض چربہ اور سرقہ ہے۔ محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے خیالات و نظریات کا جن کی اشاعت نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں سنہ ۱۲۲۰ھ سے سنہ ۱۲۳۳ھ تک مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کے خون کے دریا بہائے۔

اس فتنۂ عظیم کی خبر صادق و مصدوق صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللّٰھم بارک لنا فی یمننا۔ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی نجدنا قال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللّٰھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھنالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطٰن۔

حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور یا اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں کہا نجدیوں نے کہ ہمارے ملک نجد کے واسطے دعا فرمایئے کہ برکت ہو، پھر وہ دوبارہ فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور یا اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں، پھر نجدیوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں نجد بھی برکت ہو، پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دعائیں تین دفعہ مانگی گئیں اور نجدیوں کے حق میں فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور شیطان کا سینگ نکلے گا۔

یہ حدیث شریف صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن صہ ۱۹۲ سطر ۱۴ مصری میں ہے۔

یہ حدیث پاک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ہے جو سنہ ۱۲۰۳ھ میں پوری ہوئی جب کہ محمد ابن عبد الوہاب نجد میں ظاہر ہوا، محمد ابن عبد الوہاب نے سنہ ۱۲۲۱ھ میں جب دیکھا کہ سلطنتِ روم کا انتظام رو بہ تنزل ہے تو اپنے معتقدین کو ساتھ لے کر حرمین شریفین پر چڑھائی کی، حرمِ خدا اور حرمِ مصطفےٰ علیہ افضل الصلاۃ والثناء کو عیاذاً باللہ دار الحرب اور وہاں کے ساکنانِ کرام ہمسایگانِ خدا اور رسول کو دخاک بدہن گستاخاں کافر و مشرک ٹھہرایا اور ان پر جہاد کا حکم دے دیا اور ان کے مال لوٹ اور قتل کو جائز رکھا۔ مودودی کی طرح بظاہر شرک و بدعت کی مخالفت کی اور توحید کی اعانت پر تمام مقابرِ شہداء۔ و مزاراتِ اولیاء اللہ اعلی اللہ مقامہم کو منہدم کیا۔ مختصر یہ کہ کتاب و سنت" کی آڑ لے کر مودودی صاحب کی طرح اپنی جماعت کو موحد و مومن اور باقی تمام عالم کے مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہرایا اور ناکردنی کاموں اور ناگفتنی باتوں سے

فتنہ و فساد کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۔ آخر لشکرِ سلطانی نے اُن پر فتح پائی اور ۱۲۳۳ھ میں ان کا بالکل استیصال کردیا، چنانچہ اس واقعہ زہرہ گداز و جاں گسل کا تذکرہ علامہ شامی قدس سرہٗ السامی نے رد المحتار حاشیہ مطبوعہ مصر تیسری جلد کتاب الجہاد باب البغاۃ ص ۳۰۹ پر اس طرح فرمایا ہے۔

كما وقع في زماننا في اتباع ابن عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون فاستباحوا بذلك قتل اهل السنة وعلمائهم حتى كسر الله تعالى شوكتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث وثلثين ومائتين والف۔

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقعہ گزرا کہ گروہ وہابیہ نے نجد سے خروج کرکے حرمین شریفین پر تغلب کیا اور اپنا انتساب مذہب حنبل کی طرف کرتا ہے۔ لیکن اعتقاداً اپنے ہی کو مسلمان سمجھتے تھے اور جو کوئی ان کے اعتقاد کے مخالف ہوتا اس کو مشرک کہتے، اور مباح کردیا قتل اہل سنت کا اور ان کے علماء کا، یہاں تک کہ توڑ دیا اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو اور تباہ کردیا ان کے شہروں کو اور فتح پائی ان پر لشکرِ اسلام نے ۱۲۳۳ھ میں۔

مودودی صاحب نے اپنے مذہب کو پھیلانے کے لیے کچھ مبتدعانہ ادب بھی شائع کیا ہے جس کا معتدبہ حصہ اسی ابن عبد الوہاب نجدی کی تصنیف کردہ "کتاب التوحید" سے ماخوذ ہے اس کو مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نجدی کے توہمات و ترہات کو کسی ترتیب تازہ کے ساتھ کتاب میں جمع کردینا مودودی صاحب کی قوتِ تصنیف کا سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

اب ہم ناظرین پر یہ حقیقت واضح کردینا چاہتے ہیں کہ "مودودیت" وہی پرانی

بڑھیا ہے جس نے اپنے عالمِ شباب میں ہزاروں عاشقانِ ناکام کو اپنی جاں ستاں اداؤں سے فریبِ مسلسل میں مبتلا رکھا اور بیک جنبشِ نگاہ سینکڑوں کی جانیں لیں، اب عہدِ پیری میں "قحبہ خانہ مودودی" میں پناہ لی ہے۔ مودودی صاحب نے اپنے گھر میں اس لیے پناہ دی کہ اس عجوزہ کہن سال کو سائنٹیفک دور کے نئے لباس نئے زیوروں سے آراستہ (MAKE UP) کرکے مارکیٹ میں لائیں اور پوپلے چہرے کو چھپانے کے لیے حکومتِ الٰہیہ کا نقاب ڈالیں اور اس اکتسابِ شہرت و معیشت کے ساتھ ... "دعویٰ مہدویت" یا صدائے "مجددیت" بلند کریں لیکن مودودی صاحب کو یہ نہیں معلوم ع تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

عاشقانِ پختہ کار لباس و زیور کو دیکھتے ہی نہیں۔ وہاں تو قد و قامت پر نظر ہوتی ہے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ٭ من اندازِ قدت را می شناسم

مودودی صاحب کے چند گمراہ کن نظریات نذرِ ناظرین کیے جاتے ہیں تاکہ ان کی تحریک کے متعلق صحیح رائے قائم کی جاسکے۔

مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں

اعمالِ اسلامیہ کو جزوِ ایمان قرار دینا اور اُن کے ترک کرنے والوں کو ایمان سے خارج بتاکر کلمہ گویانِ امتِ محمدیہ کی تکفیر کرنا معتزلہ، وہابیہ، اور خوارج وغیرہ گمراہ فرقوں کا مذہب ہے جس کے تبلیغ و اشاعت مودودی صاحب اور ان کی نام نہاد جماعتِ اسلامی کا نصب العین ہے۔ حالاں کہ ان کا یہ مسلک اہلِ سنت و جماعت کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اور کتاب و سنت کے صاف و صریح احکام سے بغاوت و بیزاری پر مبنی ہے۔ مودودی صاحب اور ان کے معتقدین اکثر کہا کرتے ہیں کہ اعمال کو جزوِ ایمان کہنا تو تمام سلفِ صالحین اور شافعیہ اور اہلِ ظاہر وغیرہ کا مذہب

ہے جو اہلِ سنت میں سے ہی ہیں لیکن یاد رہے کہ مودودی صاحب اور اربابِ مودودیت کا سلفِ صالحین، محدثین اور شافعیہ پر یہ محض الزام و افترا ہے۔ سلف محدثین اور شافعیہ اعمال کو جزوِ مکمل قرار دیتے ہیں اُن کے فقدان سے کمالِ ایمانی مفقود ہوتا ہے نفسِ ایمان مفقود نہیں ہوتا چنانچہ مقتدر محدث علامہ امام ابن حجر عسقلانی شافعی فتح الباری میں فرماتے ہیں

فالسلف قالوا هو (الایمان) اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالارکان واراده ان الاعمال شرط فی کماله ومن هٰهنا نشأ لهم القول بالزیادة والنقص کما سیأتی والمرجئة قالوا هو اعتقاد ونطق فقط والکرامیة قالوا هو نطق فقط والمعتزلة قالوا هو العمل والنطق والاعتقاد والفارق بینهم وبین السلف انهم جعلوا الاعمال شرطا فی صحته والسلف جعلوها شرطا فی کماله۔

پس سلفِ صالحین کہتے کہ ایمان دل سے شہادتین کا اعتقاد کرنا ہے۔ زبان سے کلمۂ شہادت ادا کرنا اور اعضاء سے مقتضائے شہادت پر عمل کرنا سلف نے عمل کرنے کو کمالِ ایمان کے لیے شرط قرار دیا ہے اور اسی وجہ سے سلف قائل ہوگئے کہ ایمان میں کمی اور زیادتی واقع ہوسکتی ہے (یعنی اعمال کی کمی) اور زیادتی کے اعتبار سے، اور فرقۂ مرجیہ کا مسلک یہ ہے کہ ایمان اعتقاد و شہادت اور زبان سے ادائے شہادت کا نام ہے (یعنی عمل سے کوئی تعلق نہیں) اور فرقۂ کرامیہ کا مسلک یہ ہے کہ ایمان صرف زبان سے ادائے شہادت کا نام ہے اور فرقۂ معتزلہ کا مسلک یہ ہے کہ ایمان عمل اور نطقِ شہادت اور اعتقاد کا مجموعہ ہے معتزلہ اور سلفِ صالحین کے مسلک میں فرق یہ ہے کہ معتزلہ عمل کو ایمان کے صحیح ہونے کے لیے شرط قرار دیتے ہیں اور سلفِ صالحین عمل کو صحتِ ایمان کے لیے شرط قرار نہیں دیتے بلکہ کمالِ ایمان کے لیے شرط کہتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ اکبر میں ارشاد فرماتے ہیں

العمل غیر الایمان والایمان غیر العمل بدلیل ان کثیرا من الاوقات یرتفع العمل عن المؤمن ولا یجوز ان یقال ارتفع عنه الایمان۔

عمل ایمان کے غیر اور ایمان عمل کے غیر ہے اس لیے کہ بہت وقت عمل مومن سے جاتا رہتا ہے۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ ایمان اس سے جاتا رہا۔

لیکن مودودی صاحب اعمال کو ایمان کا جزوِ مقوم کہتے ہیں کہ ان کے نہ ہونے سے ایمان اسی طرح فنا ہو جاتا ہے جس طرح جزو کے فنا ہونے سے کل بھی فنا ہو جاتا ہے۔ اس دعوٰی کی دلیل میں مودودی صاحب کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔

"ان دو ارکانِ اسلام (نماز و روزہ) سے جو لوگ روگردانی کریں اُن کا دعوائے ایمان ہی جھوٹا ہے۔" (خطباتِ زکوٰۃ ص ۱۳۰)

رسالہ حقیقتِ زکوٰۃ میں فرماتے ہیں:-

"اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ بغیر نماز روزہ اور ایمان کی شہادت سب بیکار ہیں کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔" (خطبات ص ۱۳۶)

حج کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

"حج کا ارادہ تک اُن کے دل میں نہیں گزرتا تو وہ قطعاً مسلمان نہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہیں جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔" (خطبات ص ۱۸۹)

"اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو۔" خطبات ص ۱۳۳)

مذکورہ بالا عبارات سے ظاہر ہے کہ مودودی صاحب ان تمام مسلمانوں کو قطعاً اسلام و ایمان سے خارج اور ان کے دعوے ایمان کو جھوٹا سمجھتے ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے یا نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے۔ مزید برآں یہ کہ ان کا کلمہ طیبہ کو پڑھنا بیکار اور ان کی شہادت ایمانی غیر معتبر اور بے معنی قرار دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب اُن کا گویان امت کو

ایمان و اسلام سے قطعاً نکال دیا گیا تو کفر میں بھی قطعاً داخل کر دیا گیا کیوں کہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ ایک کے نہ ہونے سے دوسرے کا ہونا یقینی امر ہے۔ ارباب فکر و نظر غور فرمائیں کہ مودودی صاحب اور ان کی امتِ مسلمہ پر .... کتنا بڑا ظلم ہے۔ تمام مسلمانانِ اہل سنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ایمان یقیناً ان کو فائدہ پہنچائے گا۔ ذرہ برابر بھی ایمان نارِ جہنم سے نکال لیے جانے اور جنت میں داخل کیے جانے کا سبب بن جائے گا۔ خود فرمانِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال یخرج من النار من قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وفی قلبہ وزن شعیرۃ من خیر ویخرج من النار من قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ قلبہ وزن ذرۃ من خیر قال ابوعبداللہ قال ابان حدثنا قتادۃ قال حدثنا انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ایمان مکان خیر (صحیح بخاری شریف)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نارِ جہنم سے وہ لوگ نکال لیے جائیں گے جو کلمۂ توحید کے قائل تھے اور ان کے دل میں گیہوں کے دانہ برابر ایمان تھا اور وہ لوگ بھی دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے جو کلمۂ توحید کے قائل تھے اور جن کے دل میں ذرہ برابر ایمان تھا۔ ابوعبداللہ بخاری کہتے ہیں کہ ابان نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ یہ روایت ہم کو انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے بیان کی تھی اور بجائے مِنْ خَیْر کے لفظ "من ایمان" فرمایا تھا۔

علاوہ اس کے اور بھی بہت سی حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کلمۂ توحید کے قائل کو گناہِ کبیرہ کے مرتکب اور اعمالِ ضروریہ کے تارک ہونے پر ایمان و اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ ضروریاتِ دین کا انکار نہ کرے ورنہ ایسا کرنے والا خود ایمان و اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

کفوا عن اھل لا الٰہ الا اللہ لا تکفروھم بذنب فمن اکفر

کلمۂ توحید کے قائلوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو جو کلمۂ توحید کے قائل کو کافر کہے وہ خود کفر

اھل لَآ الٰہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب۔

نزدیک تر ہے۔

ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ ولا یکفرہ بذنب ولا یکفر بذنب ولا یخرجہ من الاسلام بعمل الحدیث۔

لا تکفروا احدا من اھل القبلۃ

یہ بات اصل ایمان سے ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے سے زبان روک لی جائے اُسے کسی گناہ کے سبب کافر نہیں اور کسی عمل پر دائرہ اسلام سے خارج نہ بتائیں۔ اہلِ قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔

مذکورۂ بالا نظریات کی وجہ سے مودودی صاحب دائرۂ اہلسنت سے خارج ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی جماعت میں شریک ہونا اور ان کے ہم خیال امام کی اقتدار کرنا ناجائز ہے۔

کتبہٗ احقر ابوالکمال محمد ضیاءالدین غفرلہٗ

آئینہ مودودیت

از حضرت مولانا مولوی محمد رضوان الرحمٰن صاحب مدظلہٗ
مفتی مالوہ (اندور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمداً لك یا رحمٰن وصلوٰۃً وسلاماً علیك یا سید بنی عدنان وعلیٰ
اٰلك واصحابك الذین ھم نجوم سماء الھدایۃ والعرفان ط

رسالہ ہٰذا کی تقریب یہ ہے کہ اب سے تقریباً دو سال قبل مجھے ایک استفتاء موصول ہوا تھا جس میں دریافت کیا گیا تھا کہ جناب مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی تحریک تجدید دین یعنی جماعت اسلامی میں مسلمانوں کی شمولیت اور ارباب مودودیت کی اقتداء میں مسلمانوں کو نماز ادا کرنا جائز ہے یا منع، نماز صحیح ہوگی یا نہ ہوگی۔ اسی زمانہ میں اس سوال کا مختصر جواب تحریر کر دیا گیا تھا۔ چند روز کے بعد اغیار کے سوالات اور اعتراضات کا تانتا بندھ گیا اور استفسارات کی بوچھاڑ شروع ہوگئی چونکہ انداز سوال معترضانہ تھا اور استفسارات محض قیل و قال پر مبنی تھے طرہ یہ کہ جواب کے لیے ٹکٹ بھی ملفوف نہ تھے اس لیے خاموش رہنا اور مہمل سوالات اور اعتراضات کا جواب نہ دینا ہی مناسب سمجھا گیا اب ایک مدت کے بعد ایک خط موصول ہوا جس کا مضمون درج ذیل ہے۔

"مودودی صاحب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ان کے عقائد کیسے ہیں، مسلمانان اہلسنت کو ان کی تحریک میں شامل ہونا جائز ہے یا نہیں آپ کی خاموشی اور استفسارات کا جواب نہ دینا انتہائی تکلیف دہ اور مضرت کا باعث ہے۔ عامۃ الناس تحریک مذکور کی دلفریب دعوت

سن کر چلے جا رہے ہیں۔ مجھے آپ کی ذات سے امید ہے کہ جواب جلد تحریر فرماتے ہوئے اظہار حق میں کسی قسم کا تامل نہ فرمائیں گے۔ والسلام"

اس خط کے مخلصانہ کلمات سے متاثر ہو کر رسالہ ہٰذا تحریر کیا گیا تاکہ عوام اہلسنت مودودی تحریک میں شامل ہونے یا نہ ہونے کے متعلق صحیح رائے قائم کر سکیں۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ارباب فکر و اہل نظر سے مخفی نہیں کہ مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک (جماعت اسلامی) سرزمین ہند پر کوئی نئی تحریک نہیں بلکہ اس سے پہلے قادیانی، نیچری، وہابی، بابی، بہائی اور چکڑالوی وغیرہ بہت سی تحریکیں اور جماعتیں وجود میں آچکی ہیں جن کے خوبصورت بورڈ دیکھ کر ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان گمراہ ہوئے اور بانیان تحریکات کے عقائد باطلہ خیالات فاسدہ اور نظریات کاسدہ سے متاثر ہو کر بننے کے بجائے بگڑے اور ہدایت پانے کے بجائے قعر ضلالات میں گرے مسلمانوں کو لازم ہے کہ پچھلی تحریکوں کے تجربات سے سبق حاصل کریں اور تحریک جماعت اسلامی کے بانی مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کے عقائد و خیالات اور افکار و نظریات کا جائزہ لینے سے پہلے ہرگز ہرگز تحریک مذکور میں شامل ہونے کا ارادہ نہ کریں اس لیے کہ کسی مذہبی تحریک میں شامل ہونے کے بعد بانی تحریک کے عقائد و خیالات سے متاثر ہونا بدیہی بات ہے یہی وجہ ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بدمذہبوں کی صحبت سے بچنے اور اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (اخرجہ المسلم)

آخر زمانہ میں کچھ جھوٹے فریبی پیدا ہوں گے جو ایسی حدیثیں تمہیں سنائیں گے جنہیں تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنا ہوگا۔ پس اے مسلمانو، تم ان سے دور رہنا اور ان کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دینا ایسا

صورت میں وہ نہ تم کو گمراہ کر سکیں گے اور نہ
کسی فتنہ میں مبتلا کر سکیں گے ۔ اس حدیث کو
امام مسلم نے روایت کیا ۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ علی قاری محدث رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ۔

یحدثون بالاحادیث الکاذبۃ	یعنی وہ لوگ جھوٹی باتیں سنائیں گے اور
ویبدعون احکاما باطلۃ و	احکام باطلہ جاری کریں گے ۔ اور خراب عقیدے
اعتقادات فاسدۃ ۔ (مرقاۃ)	مسلمانوں میں پھیلائیں گے ۔ (مرقاۃ)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بدعقیدہ اور بدمذہب لوگوں کی صحبت کا اثر اس کے ہم نشین پر پڑتا ہے اور وہ بھی رفتہ رفتہ ان کا ہم عقیدہ اور ہم خیال بن جاتا ہے ۔ رہا دلدادگانِ مودودیت کا یہ خیال کہ ہمیں جناب مودودی صاحب کے عقائد و خیالات سے بحث نہیں کہ وہ مقلد ہیں یا غیر مقلد سنی ہیں یا وہابی ، ہم ان کی تحریک میں شریک ہوئے ہیں ، نہ کہ ان کے عقائد کے پابند ہیں یہ محض دھوکا اور صریح فریب ہے ، کوئی صاحب عقل سلیم ، اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا ۔ آج سے چند سال پہلے خاکسار تحریک میں شمولیت کے متعلق بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا تھا بلکہ بعض خاکسار حضرات نے کہا تھا کہ ہم لوگ صرف خاکسار تحریک میں شامل ہوئے ہیں ہمارا مشرقی صاحب کے عقائد اور نظریاتِ مذہبی سے کوئی تعلق نہیں اس وقت خود جناب مودودی صاحب نے خاکساروں کے اس خیال کو غلط اور فریب نفس قرار دیا تھا اور یوں ارشاد فرمایا تھا ۔

”رہی یہ بات کہ ہمیں صرف سپاہی بننے کی مشق مطلوب ہے یا فوجی نظم درکار ہے ۔ لیڈر کے خیالات سے سروکار نہیں یہ ایک سراسر لغویات ہے ۔ جسے کوئی صاحب عقل ایک لمحے کے لیے بھی باور نہیں کر سکتا ، آپ کسی تحریک میں شامل ہوں اور اس کے لیڈر سے متاثر نہ ہوں یہ ناممکن ہے لیڈر کی روح پوری تحریک کی روح ہوتی ہے اور پیروؤں میں سے آپ سرایت کرتی ہے کوئی شخص اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔
(رسالہ خاکسار تحریک از مودودی صاحب)

ہمیں امید ہے کہ اربابِ مودودیت بھی جناب مودودی صاحب کا ارشاد سننے کے بعد بلا قیل و قال ہمارے اس خیال سے متفق ہو جائیں گے کہ کسی مذہبی تحریک میں شامل ہونے سے پہلے اس تحریک کے بانی کے عقائد و نظریات کا معلوم کرنا اور افکار و خیالات کا جائزہ لینا ضروری ہے ۔

جناب مودودی صاحب کے عقائد و نظریات

اس مختصر رسالہ میں مودودی صاحب بانی تحریک جماعت اسلامی کے تمام عقائد و نظریات کا احاطہ و استیعاب ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے ۔ البتہ نمونے کے طور پر چند عقائد اور مخصوص نظریات ناظرینِ کرام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں تاکہ مودودی صاحب اور ان کی تحریک کے متعلق صحیح رائے قائم ہونے میں سہولت ہو ۔

قرآن فہمی کے سلسلے میں مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب کے نزدیک قرآن کریم سمجھنے کے لئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں ، موصوف اپنی تنقیحات ص ۱۳۳ پر ارشاد فرماتے ہیں ۔

” قرآن و سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر اور احادیث کے پرانے ذخیرے سے نہیں ۔
(تنقیحات ص ۳۳)

ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے محبوب سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن کریم عربی زبان میں نازل فرمایا اور ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں اکثر و بیشتر حضرات عرب ہی کے باشندے تھے عربی ان کی زبان تھی عجمی لوگوں کی بہ نسبت ان حضرات کو قرآن کریم کے معانی و مطالب کا سمجھنا آسان تھا ۔ اس کے باوجود وہ حضرات آیاتِ قرآنی کے مطالب و معانی سمجھنے کے لیے تفسیر کے محتاج تھے ۔ ان کا یہ حال تھا کہ جب کبھی ان کو کسی آیت کا مطلب سمجھنے میں دشواری پیش آتی تو فوراً

دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اس آیت کی تفسیر سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تفسیر بیان فرما کر ان حضرات کی تسکین فرماتے تھے۔ اس قسم کے متعدد واقعات کتبِ حدیث میں مذکور ہیں۔ پھر اسی طرح حضرات تابعین رحمہم اللہ صحابہ کرام کی طرف رجوع کرتے اور آیاتِ قرآنی کی تفسیر دریافت کرتے رہتے ان کے بعد تمام علماء و فقہا اور مفسرین و محدثین کا معانی قرآن حل کرنے میں یہی طریقہ رہا اور یہ تمام اسلاف قرآنِ کریم کو ان تفسیروں کی روشنی میں جو سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام اور تابعین عظام سے مروی ہے منقول ہیں حل کرتے اور سمجھتے تھے ان حضرات کے نزدیک اپنی رائے اور قیاس سے قرآن کریم کا مطلب بیان کرنا نہ صرف غیر مناسب بلکہ ناجائز تھا۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ جو لوگ عرب میں رہتے اور بستے تھے عربی زبان جانتے اور سمجھتے تھے وہ تفسیر سے مستغنی نہ تھے بلکہ حلِ مطالب میں تفسیر کے محتاج تھے اور اپنی رائے اور قیاس سے تفسیر بیان کرنا ممنوع اور ناجائز سمجھتے تھے۔ لیکن جناب مودودی صاحب ہندوستانی عجمیوں کو مشورہ دے رہے ہیں کہ قرآن سمجھنے کے لیے نہ کسی تفسیر کی ضرورت ہے نہ کسی مفسر کی حاجت ہے ان کے نزدیک تفسیر و حدیث کے تمام پرانے ذخائر بیکار ہیں۔ کیا مودودی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ قرآنِ کریم کی تفاسیر مرویہ کو چھوڑ کر اپنی رائے اپنی عقل اور اپنے قیاس سے تفسیر کرنے والا جہنمی ہے۔ کیا انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی نہیں سنا کہ :-

من فسر القرآن برائیه	جو شخص اپنی رائے اور قیاس سے قرآن
فلیتبوء مقعده من	کی تفسیر بیان کرے اس کو اپنا ٹھکانا جہنم
النار (اخرجه المسلم فی صحیحه)	میں بنانا چاہیئے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

اس جگہ پر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ یہ نظریہ مودودی صاحب کا کوئی جدید نظریہ نہیں بلکہ جو کچھ فرمایا ہے دیگر وہابیہ کی تائید میں ہے فرمایا اس لیے کہ ان سے پہلے تمام وہابیہ اپنا یہی نظریہ پیش کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر چکے ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان اور دیگر کتب کے مطالعہ کرنے سے صاف ظاہر و باہر ہے اور مقصد صرف

یہ ہے کہ مسلمانوں کو تفسیر و حدیث کی روشنی سے ہٹا کر ان کے دلوں میں اپنے عقائد و خیالات ٹھونس کر گمراہ کر دیں اور ان غریب مسلمانوں کو پتہ بھی نہ چل سکے۔

احادیث کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب احادیثِ نبویہ کے متعلق اپنا نظریہ اپنی تفہیمات کے ص ۲۹۲ پر اس طرح پیش کرتے ہیں۔

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس (حدیث) کو وہ (محدثین) صحیح قرار دیتے ہیں وہ (حدیث) حقیقت میں بھی صحیح ہے صحت کا کامل یقین تو خود ان (محدثین) کو بھی نہ تھا۔ (تفہیمات ص ۲۹۲)

اس کے بعد اپنی اسی تفہیمات کے ص ۳۰۲ پر فرماتے ہیں

"آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں۔" (تفہیمات ص ۳۰۲)

پھر اسی تفہیمات کے ص ۳۰۲ پر اس طرح رقمطراز ہیں :-

"محدثین جن بنیادوں پر احادیث کے صحیح یا غلط یا ضعیف وغیرہ ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں ان کے اندر کمزوری کے مختلف پہلو میں بیان کر چکا ہوں۔"

مودودی صاحب کے مذکورہ بالا ارشادات کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

(۱) محدثین کا کسی حدیث کو صحیح بتانا صحتِ حدیث کی دلیل نہیں۔

(۲) محدثین کو کسی حدیث کی صحت بیان کرنے کے باوجود اس کی صحت پر پورا یقین نہ ہوتا تھا۔

(۳) محدثین جس حدیث کو سند کے اعتبار سے صحیح بتا دیں اس کو حدیثِ رسول مان لینا ضروری نہیں۔

(۴) محدثین جن بنیادوں پر حدیث کو صحیح یا ضعیف بتاتے ہیں۔ مودودی صاحب کے نزدیک وہ بنیادیں کمزور ہیں۔

اب فرمائیے کس کی مجال ہے کہ کسی صحیح سے صحیح حدیث کی صحت مودودی صاحب

کو منوا دے۔ اگر کسی صحیح حدیث کو ان کے سامنے پیش کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس حدیث کو محدثین نے صحیح کہا ہے تو مودودی صاحب فرمادیں گے کہ جس حدیث کو محدثین صحیح قرار دیں اس حدیث کا میرے نزدیک صحیح ہونا مسلّم نہیں اگر کوئی کہے گا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہے تو مودودی صاحب فرمادیں گے کہ جو روایت یا حدیث سند کے اعتبار سے اہلِ فن (محدثین) کے نزدیک صحیح ہو اس کی صحت ہمارے نزدیک ضروری نہیں۔ الغرض مودودی صاحب پر کسی صحیح ترین حدیث سے بھی حجت قائم کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہے اور احادیث کا پرانا ذخیرہ ان کے نزدیک بیکار ہے۔ غالباً اسی بنا پر موصوف نے علی گڑھ یونیورسٹی کے طلبہ کے لیے دینی تعلیم کا نصاب مقرر کرنے کے سلسلے میں فرمادیا ہے کہ :-

"قرآن اور سنتِ رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں (تنقیحات ص۱۳۳)

(ور اگر کسی طور پر مودودی صاحب کسی حدیث کو صحیح مان بھی لیں تو افسانہ یا نبی کا قیاس بتاکر ناقابلِ عمل اور ناقابلِ یقین قرار دے سکتے ہیں جس کی مثالیں خود مودودی صاحب کی تحریروں سے پیش کی جاتی ہیں اور :-

"یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے۔"

(ترجمان القرآن ماہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۴۵ء)

جب کہ کانے دجال کے خروج کے متعلق احادیث صحیحہ موجود ہیں اس کو افسانہ بتایا جارہا ہے۔ اسی دجال کے بارے میں مودودی صاحب فرماتے ہیں :-

"ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضور سے احادیث میں منقول ہیں وہ دراصل آپ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔ (ترجمان القرآن ماہ فروری ۱۹۴۶ء) لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضور کا یہ اندیشہ صحیح نہیں تھا۔" (ترجمان مذکور)

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب نے وہ کام کیا ہے جو ان کے اکابر بھی نہ کر سکے۔

ایک طرف اپنے قلم سے یہ بھی بتا رہے ہیں کہ قرآن و حدیث کی تعلیم ضروری ہے تاکہ کوئی یہ بھی نہ کہہ سکے کہ مودودی صاحب حدیث کو نہیں مانتے یا حدیث سے منکر ہیں اور دوسری طرف حدیث کے بنیادی اصول کو کمزور اور احادیثِ صحیحہ کو غیر معتبر بتا کر اس کے ذخیرۂ حدیث کو جو بخاری و مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور دیگر محدثین کی صحاح اور سنن کی صورتوں میں امتِ محمدیہ کے پاس تھا اور اس کی جامعیت پر قوم مسلم کو ناز تھا ایک قلم غیر معتبر اور ناقابلِ عمل قرار دے کر پامال کر دیا۔

کتب فقہ کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

کتب فقہ کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ وہی ہے جو عام طور پر غیر مقلدین کا عقیدہ ہے اگر بظاہر کوئی فرق ہے تو صرف اتنا فرق ہے کہ غیر مقلدین صاف صاف کہتے ہیں کہ کتب فقہ کے مسائل پر عمل کرنا حرام ہے اور مودودی صاحب مصلحتوں کو آڑ بنا کر کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں کتب فقہ کے مسائل ناقابلِ عمل ہیں اس سلسلے میں مودودی صاحب کی مشہور کتاب تنقیحات پیش کی جاتی ہے جس کے صہ پر یہ عبارت درج ہے۔

"ایک طرف ترک قوم میں اتنے بڑے انقلاب کی ابتداء ہو رہی تھی دوسری طرف ترکوں کے علماء اور مشائخ تھے جو اب بھی ساتویں صدی کی فضا سے نکلنے پر آمادہ نہ تھے وہ اب بھی اصرار کر رہے تھے کہ ترکی قوم میں وہی فقہی قوانین نافذ کیے جائیں گے جو شامی اور کنز الدقائق میں لکھے ہوئے ہیں۔" (تنقیحات ص)

ناظرین غور فرمائیے کہ مودودی صاحب فقہ حنفیہ کی مشہور کتابوں شامی، کنز الدقائق وغیرہ کا نام لے کر فقہ حنفی سے اپنی بیزاری کا اظہار فرما رہے ہیں۔ تنقیحات مذکورہ بالا عبارت پڑھنے اور سمجھنے کے بعد مودودی صاحب کے غیر مقلد ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

مودودی صاحب کا غیر مقلدانہ نظریہ

جناب مودودی صاحب بانی تحریک جماعت اسلامی اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین

میں فرماتے ہیں :۔

"جاہلیت جدیدہ بے شمار نئے وسائل کے ساتھ آئی ہے اور اس نے بے شمار مسائل زندگی پیدا کر دیئے ہیں۔ لہٰذا کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہؐ ہی وہ تنہا ماخذ ہے جس سے اس دور میں تجدید ملت کا کام کرنے کے لیے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے اور اس رہنمائی کو اخذ کر کے اس وقت کے حالات میں شاہراہ عمل تیار کرنے کے لیے ایسی مستقل قوت اجتہاد ہے جو مجتہدین سلف میں سے کسی ایک کے علوم و منہاج کی پابند ہو۔"
(تجدید و احیائے دین ص ۱۳۲)

مسلمانوں کو غور کرنا چاہیے کہ مودودی صاحب کیسا صاف صاف غیر مقلدیت کا سبق دے رہے ہیں اور کیسی نئی ترکیب سے مجتہدین سلف میں سے ہر ایک کی تقلید سے آزادی کا راستہ دکھا رہے ہیں۔ مودودی صاحب فرماتے ہیں :۔

"آخر میں ایک بات کی اور توضیح کر دینا چاہتا ہوں فقہ اور کلام (عقائد) کے مسائل میں میرا ایک خاص مسلک ہے جس کو میں نے اپنی ذاتی تحقیق کی بنا پر اختیار کیا ہے۔" (رسالہ زندگی دسمبر ۱۹۵۰ء)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مودودی صاحب نہ حنفی المسلک ہیں اور نہ شافعی المذہب ہیں نہ منہاج امام مالکؒ کے پابند ہیں اور نہ طریق احمد بن حنبل پر کاربند ہیں، بلکہ ان کا خاص مسلک ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اہل اسلام اسی کو غیر مقلدیت کہتے ہیں، کیا اب بھی ارباب مودودیت جناب مودودی صاحب کو حنفی یا شافعی یا کسی اور امام کا مقلد بتانے کی جرأت کر سکتے ہیں، اور ان کی غیر مقلدیت اور وہابیت کو چھپا سکتے ہیں۔

عبادت کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب کے نزدیک بت پرستوں کا چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا بھی خدا کی عبادت ہے۔ اور ان کی بُت پرستی بھی اسی کی عبادت ہے موصوف نے "اسلام میں عبادت کا تصور" عنوان قائم کر کے اپنی تفہیمات

کے ص ۳۴ پر عبادت کی جو تشریح فرمائی ہے وہ یہ ہے :۔

"انسان خواہ خدا کا قائل ہو یا منکر، خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر خدا کی جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے اور اس قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا عمد و اختیار طوعاً و کرہاً خدا ہی کی عبادت کر رہا ہے۔ اسی کے سامنے سربسجود اور اسی کی تسبیح میں لگا ہوا ہے اس کا چلنا، پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا سب اسی کی عبادت ہے۔"

کیا مودودی صاحب یا دلدادگانِ مودودیت سے کوئی صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ مودودی صاحب سے پہلے بھی کسی نے اسلامی عبادت کی یہ تشریح کی ہے، کسی نے بت پرستوں کے سونے جاگنے چلنے پھرنے اور ان کے دیگر حرکات و سکنات کو خدا کی عبادت بتایا ہے! اگر کسی اور نے عبادتِ اسلامیہ کی یہ تشریح نہیں بیان کی تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی عبادات کی یہ من گڑھت تشریح ہے، جس کے ذریعے اغیار کی خوشنودی کے طلبگار ہیں اور عقیدۃً "با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام" کے علمبردار ہیں۔

فرشتوں کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

فرشتوں کے بارے میں مودودی صاحب کا نظریہ عجیب و غریب ہے۔ موصوف اپنی مایۂ ناز کتاب تجدید و احیائے دین کے ص ۱۲ پر حاشیہ میں فرشتوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :۔

"اسلامی اصطلاح میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں وہ تقریباً وہی چیز ہے جس کو یونان، و ہندوستان وغیرہ ممالک کے مشرکین نے دیوی یا دیوتا قرار دیا ہے۔"

ناظرین کرام! مودودی صاحب کا مذکورہ بالا نظریہ معلوم فرمانے کے بعد اب قرآن حکیم کی روشنی میں فرشتوں کے متعلق جمہور اہلسنّت کا نظریہ ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون بل عباد مکرمون لا یسبقونہ با لقول وھم بامرہ یعملون ۔

(فرشتے) اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ بلکہ فرشتے اس کے بندے ہیں عزت والے بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں۔

ان دونوں آیتوں سے فرشتوں کی عصمت ثابت ہے اور یہی مذہب اہلسنت و جماعت کا ہے۔ پھر مشرکین کے دیوی اور دیوتا کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم ۔

بیشک تم اور جن کو خدا کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو۔

اب ناظرین غور فرمائیں کہ قرآن حکیم ایک طرف فرشتوں کو خدا کا فرمان بردار گناہوں سے پاک اور معصوم بتاتا ہے اور دوسری طرف مشرکین اور ان کے معبودان باطلہ کو جہنم کا ایندھن قرار دیتا ہے۔ ایسی صورت میں مودودی صاحب کو فرشتوں کو مشرکین کا دیوی دیوتا یا مشرکین کے دیوی دیوتا کو فرشتہ قرار دینا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

قضا وقدر کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قضا و قدر کے من جانب اللہ ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے جس کا خلاف گمراہی اور انکار کفر ہے۔ لیکن مودودی صاحب یہاں بھی جمہور اہل سنت سے علیحدہ نظر آتے ہیں۔ ان کا عقیدہ اور نظریہ یہ ہے کہ مسئلہ قضا و قدر پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ موصوف اپنے رسالہ "مسئلہ جبر و قدر" میں صہ۹ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہر چند میرے نزدیک مسئلہ قضا و قدر جزو ایمان نہیں ہے۔ اور اس کی حقیقت ایک مسئلہ کی ہے۔ (مسئلہ جبر و قدر صہ۹)

مودودی صاحب کی عبارت مذکورہ بالا بالکل سہل اور آسان ہے جس کو معمولی سے معمولی

عقل و فہم کا انسان بھی بڑی آسانی سے نتیجہ نکال سکتا ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک قضا و قدر پر ایمان لانا ضروریات دین سے نہیں ہے۔ حالانکہ مسلمانان اہلسنت کا قضا و قدر کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ؕ

اے محبوب فرما دیجئے ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے۔

اس آیت شریفہ کے علاوہ اور بھی سینکڑوں آیات کریمہ ہیں جو قضا و قدر کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ احادیث صحیحہ اور ارشادات نبویہ سے ثابت ہے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک قضا و قدر کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان نہ لائے۔ بخاری و مسلم اور دیگر کتب صحاح میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین علی نبینا وعلیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ:۔

اخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ (بخاری و مسلم)

ایمان کی حقیقت فرما دیجئے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان لانا اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور یوم آخرت کے ساتھ اور ایمان لانا اس پر کہ بھلائی اور برائی سب اسی کی طرف سے مقدر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا یؤمن عبد حتٰی یؤمن باربع یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ بعثنی بالحق ویؤمن بالموت ویؤمن بالبعث بعد الموت ویؤمن بالقدر ۔ اخرجہ

بندہ اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب چار باتوں پر ایمان نہ لائے۔ ۱ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۲ اور ایمان لائے موت پر ۳ اور ایمان لائے موت کے اٹھنے پر

الترمذی وابن ماجۃ واللفظ لہٗ ۔ یعنی ایمان لائے قضاء وقدر پر ۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۔ اور الفاظ ابن ماجہ کے ہیں ۔

اس کے علاوہ اور بھی احادیث کثیرہ اور روایات صحیحہ موجود ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ انسان جب تک قضاء وقدر پر ایمان نہ لائے گا مومن نہ ہوگا ۔ ہمارے نزدیک یہ تو ممکنات سے ہے کہ انگریزی کالجوں اور اسکولوں کی تعلیمی مشاغل نے جناب مودودی صاحب کو کتب احادیث کا استیعاب مطالعہ کرنے اور کسی درسگاہ میں کسی محدث سے سبقاً سبقاً حدیث پڑھنے کا موقع نہ دیا ہو لیکن یہ بات ناقابل تسلیم ہے کہ ایمان مفصل کی عبارت بھی زیر نظر نہ رہی جس میں یہ الفاظ موجود ہیں :۔

والقدر خیرہٖ وشرہٖ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت — (اور ایمان لایا میں) اس بات پر کہ بھلائی اور برائی اللہ کی طرف سے مقدر ہے اور اس پر کہ موت کے بعد اٹھنا برحق ہے ۔

مودودی صاحب نے رسالہ مذکورہ میں اپنا عقیدہ اور خیال ظاہر کرنے کے بعد ائمہ اہل سنت کو بھی نہ چھوڑا ان کی شان میں جو کہنا چاہا کہا اور ان پر جو الزام لگانا چاہا لگایا ۔ کہیں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر کبیر کو فرقہ جبریہ کا پُرزور وکیل بتایا اور ان کی ذات پر فرقہ مذکورہ کی وکالت کا دھبہ لگایا کسی جگہ اشاعرہ کے احتجاجات کو خالص جبر قرار دیا کہیں حضرات متکلمین رحمہم اللہ کا نام بتایا ، پس ایسی صورت میں ارباب مودودیت خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان کے پیشوا کا یہ عقیدہ اور نظرہ عقیدۂ اہلسنت کے خلاف نہیں تو کیا ہے ۔

امام مہدی کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب نے اپنے رسالہ تجدید احیائے دین میں امام مہدی کی تشریف آوری کے سلسلے میں پہلے تو عوام کا خیال ظاہر کیا جس کے ضمن میں مولوی ، صوفی ، تسبیح ، خانقاہ اور روحانی تصرفات کا مذاق اڑایا اس کے بعد حضرت امام کی آمد کے متعلق اپنا نظریہ پیش

فرمایا ہے :۔

"میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا بلکہ شاید اسے خود بھی اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی ۔ مہدویت دعوے کرنے کی چیز نہیں کرکے دکھانے کی چیز ہے مجھے اس کے کام میں کرامات ، وخوارق کشوف والہامات اور چلّوں اور مجاہدوں کی جگہ نظر نہیں آتی وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہب فکر پیدا کرے گا ۔" (تجدید ص ۴۵)

حضرات محدثین کرام کا اتفاق ہے کہ حضرت امام مہدی کو ولایت قطبیت حاصل ہوگی ۔ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ ابدال امت امام مہدی کے دستِ حق پر بیعت کریں گے اس سے ان کا مرتبۂ ولایت ظاہر ہے ۔ لیکن مودودی صاحب کو ان کا موں میں نہ کشف وکرامات کی جگہ نظر آتی ہے اور نہ الہام و ریاضت کا پتہ ملتا ہے ۔ ومن یجعل اللہ لہٗ نوراً فمالہ من نور ۔

صوفیائے کرام کے حالات کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب حضرات صوفیائے کرام کے ورد وظائف ریاضت ومکاشفہ اور حزب عمل کے متعلق اپنے رسالہ تجدید احیائے دین کے ص ۲۲ ، ۲۳ پر رقمطراز ہیں :۔

"اس ذہنیت نے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کو مراقبہ ، مکاشفہ ، چلّہ کشی ریاضت اور اوراد ووظائف احزاب واعمال کے چکر میں ڈال دیا اور مستحبات و نوافل کے اہتمام میں فرائض سے بھی زیادہ منہمک کر کے خلافۃ اللہ کے اس کام سے غافل کر دیا ۔" (تجدید ص ۲۲ ، ۲۳)

غور کرنا چاہیے کہ مودودی صاحب کس طرح مکاشفہ ، مراقبہ اور ریاضت ومجاہدہ کو غفلت کا سبب بتا کر حضرات اولیائے کرام اور صوفیائے عظام پر غفلت کا دھبہ لگا رہے ہیں اور ان پر مستحبات ونوافل کے اہتمام اور فرائض سے زیادہ انہماک کا الزام لگا کر مسلمانوں کو مستحبات ونوافل چھوڑنے کی ترغیب دے رہے ہیں ۔

پیری مریدی کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

جناب مودودی صاحب عام غیر مقلدوں وہابیوں کی طرح پیری مریدی اور بیعت وارادات کے سخت مخالف ہی نہیں بلکہ بمنزلہ شرک سمجھتے ہیں۔ موصوف اپنے رسالہ تجدید واحیائے دین کے ص۱۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"بیعت کا معاملہ پیش آنے کے بعد کچھ دیر نہیں لگتی کہ مریدوں میں وہ ذہنیت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے، جو مریدوں کے ساتھ مختص ہو چکی ہے، یعنی "بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید" والی ذہنیت جس کے بعد پیر صاحب اور اربابٌ من دون اللہ میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا" فکر و نظر مفلوج، قوتِ تنقید ماؤف، علم وعقل کا استعمال موقوف اور دل ودماغ پر بندگی شیخ کا ایسا مکمل تسلط کہ گویا شیخ ان کا رب ہے۔" (تجدید ص۱۱۲)

اس کے بعد مودودی صاحب اس سلسلے میں حضرت مجدد اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہما اللہ تعالیٰ پر تنقید فرماتے ہیں اور اپنی تجدید کے ص ۱۱۴ پر رقمطراز ہیں:۔

"مسلمانوں کے اس مرض سے حضرت مجدد صاحب ناواقف تھے نہ شاہ صاحب مگر غالباً اس مرض کی شدت کا انہیں پورا اندازہ، یہی وجہ ہے کہ دونوں بزرگوں نے ان بیماروں کو پھر وہی غذا دے دی جو اس مرض میں مہلک ثابت ہو چکی ہے۔" (تجدید ص۱۱۴)

آخر میں مودودی صاحب مشورہ کے طور پر اسی کتاب کے ص ۱۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اب جب کسی کو تجدید دین کے لیے کوئی کام کرنا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان واصطلاحات، رموز واشارات لباس پیری مریدی اور ہر اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جس طرح ذیابیطس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔" (تجدید ص۱۱۶)

ارباب نظر غور فرمائیں کہ وہابیہ کا ایک طبقہ (غیر مقلدین) تو پیری مریدی کو صرف برا

سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مودودی صاحب اس سے بھی چار قدم آگے نظر آ رہے ہیں جو پیرانِ عظام کی رفتار و گفتار، عادات و اطوار، رموز و اشارات اور زبان و اصطلاحات سے بھی نفرت کا اظہار فرماتے ہوئے مسلمانوں کو ان سب چیزوں سے بچنے اور مجتنب رہنے کا مشورہ دے رہے ہیں:۔

فاتحہ اور نذر و نیاز کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

جناب مودودی صاحب نے نذر و نیاز فاتحہ، زیارت اور عرس وغیرہ کو مشرکانہ پوجا پاٹ بتانے کے سلسلے میں جاہلیتِ مشرکانہ کے عنوان کے تحت ایک لمبا چوڑا مضمون تحریر فرمایا ہے جس سے موصوف کی غلط بیانی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ "تجدید واحیائے دین" کے ص۱۱ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جاہلیتِ خالصہ کے بعد یہ دوسری قسم کی جاہلیت ہے جس میں انسان قدیم ترین زمانہ سے آج تک مبتلا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ گھٹیا درجہ کی دماغی حالت ہی میں یہ کیفیت رونما ہوئی ہے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں، مگر انبیاء اولیاء شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء، مشائخ اور ظلّ اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی ہی رہی، جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا۔" (تجدید ص۱۱)

اس جگہ مودودی صاحب نے بھی عام وہابیوں کی طرح لغوگوئی اور غلط بیانی سے کام لیا اور مسلمانانِ اہلسنت پر محبوبانِ خدا کو خدا بنانے کا الزام کیا۔ حالاں کہ مودودی صاحب کا یہ الزام صریح غلط اور کھلا بہتان ہے۔ بھلا جو مسلمان سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو خدا نہ سمجھتا ہو وہ غوث و قطب اور دیگر بزرگوں کو خدا کیوں کر سمجھ سکتا ہے یہ وہابیہ کی پرانی گمراہی ہے جو محبوبانِ خدا ماننے کو خدا بنا لینا سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر وہابیوں کے ہندی امام مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں جا بجا تاکید کرتے رہے کہ صرف خدا کو مانو اور کسی کو نہ مانو حالانکہ

قرآنِ کریم میں جس طرح خُداکو ماننے کا حکم ہے اسی طرح محبوبانِ خُداکو ماننے کا بھی حکم ہے۔

نعوذ باللہ من العقائدالکاسدۃ والافکارالفاسدۃ

اس کے بعد مودودی صاحب نے اپنے زعم باطل کے مطابق خدائی اوصاف تین قسموں کا بیان فرماتے ہوئے اپنی "تجدید واحیائے دین" کے صفحہ ۱۵ پراس طرح رقمطراز ہیں :-

"ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارات، نیاز، نذر، عرس، صندل، چڑھاوے، نشان، عَلَم، تعزیے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کرلی گئی۔" (تجدید صفحہ ۱۵)

مودودی صاحب کی مذکورہ بالاعبارت کا مطلب بالکل صاف اور واضح ہے کہ ان کے نزدیک یہ تمام کام خدائی کے اوصاف اور الوہیت کے لوازمات میں سے ہیں۔ مخلوق میں سے کسی زندہ یا مردہ کے ساتھ یہ معاملہ کرنے والا مودودی صاحب کے نزدیک مشرک ہے اس لیے خدائی کے اوصاف اور الوہیت کے لوازمات کا کسی مخلوق زندہ یا مردہ کے لیے ثابت کرنا صریح شرک ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک نیاز و فاتحہ کی جائے تو خدائے بے نیاز کی کی جائے، ایصال ثواب کیا جائے تو مودودی صاحب کے خدا کی روح کو کیا جائے، زیارت کی جائے تو مودودی صاحب کے خُدا کی قبر کی زیارت کی جائے، عرس کرے تو مودودی صاحب کے خُدا کے مزار کا عرس کرے۔ صندل چڑھائے مودودی صاحب کے خدا کے مزار پر چڑھائے اگر مخلوق میں کسی زندہ یا مردہ کی روح کو ثواب پہنچایا جائے گا یا کسی انسان کے قبر کی زیارت کریگا یا کسی بزرگ کے مزار کا عرس کرے تو مودودی کے نزدیک مشرک ہوجائے گا۔ اس لئے کہ یہ تمام باتیں مودودی صاحب کے نزدیک خدائی اوصاف ہیں اور الوہیت کے لوازم میں سے ہیں جن کا مخلوق کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔ یہ ہے مودودی صاحب کے ارشاد کا مطلب۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ناظرین کرام : مودودی صاحب کی چالاکی ملاحظہ فرمائیں کہ مذکورہ بالا عبارت میں

زیارت، عرس وغیرہ امورِ شرعیہ مستحبہ کو نشان علم، تعزیے امورِ باطلہ کے ساتھ خلط ملط کرکے پیش کیا ہے تاکہ بھولے بھالے مسلمان دھوکے میں آکر امورِ شرعیہ کو بھی امورِ باطلہ سمجھ کر چھوڑ دیں۔ کیا مودودی صاحب کو یہ بات معلوم نہیں کہ نشان، علم، تعزیے تمام اہلسنت کے نزدیک ناجائز اُمور میں سے ہیں۔ جن کے بطلان پر حضرات علمائے اہلسنت کے فتاوے شاہد ہیں۔ اب ہم اس جگہ یہ واضح کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ مودودی صاحب جن اُمورِ شرعیہ کو مشرکانہ پوجا پاٹ کا قائم مقام تصوّر کرتے ہیں ان کا ثبوت قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمّت سے آفتاب کی طرح روشن ہے۔ جو حضرات مذکورہ بالا امور کے دلائل شرعیہ ملاحظہ فرمانا چاہیں وہ حضرات "الاقوال الاُمعہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

بزرگانِ دین کے کرامات وتصرفات کے متعلق مودودی کا نظریہ

بزرگان دین کے تصرفات وکرامات کے متعلق مودودی صاحب کے خیالات ونظریات کا جائزہ لینا ہو تو ان کی کتاب تجدید واحیائے دین کا صفحہ ۱۵ ملاحظہ ہو، موصوف اپنے خیالات کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں :-

"دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت وفات ظہور وغیاب، کرامات وخوارق، اختیارات وتصرفات اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے تقربات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہوگئی جو بُت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔" (تجدید صفحہ ۱۵)

حضرات : اہلِ سنّت سے پوشیدہ نہیں کہ بزرگانِ دین کے کشوف وکرامات اور تصرفات وتقربات کے سلسلے میں جناب مودودی صاحب کا یہ نظریہ اور خیال بعینہٖ وہی ہے جو دیگر وہابیوں غیر مقلدوں کا خیال ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مودودی صاحب اسی وہابیت کے علمبردار ہیں جو اہلسنت کے نزدیک کفر وارتداد کے مترادف ہے۔

میں نے سرسری طور پر مودودی صاحب کے چند نظریات وافکار بطور اختصار ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کئے ہیں تاکہ مودودی صاحب کے نظریات کا مطالعہ کرنے کے بعد ناظرین خود فیصلہ کرسکیں کہ مودودی صاحب کون ہیں اور ان کے عقائد کیسے ہیں۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسائل ذیل میں

(۱) مودودی صاحب کے نظریات کیسے ہیں اور مذہبی اعتبار سے وہ کون ہیں؟

(۲) مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے لوگوں کو امام بنانا اور ان کی اقتدار کرنا درست ہے یا نہیں اور نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳) ان کی تحریک میں شمولیت کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

غوث محمد محی الدین حضرمی مکان ویلور (مدراس)

الجواب :۔

(۱) حامداً و مصلیاً و مسلماً مودودی صاحب کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ ان کے عقائد باطل نظریات کاسد اور خیالات فاسد ہیں مسلک کے اعتبار سے وہ غیر مقلد ہیں اور مخصوص نظریات کی وجہ سے دائرۂ اہل سنت سے خارج ہیں۔

(۲) مودودی صاحب اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کی امامت ناجائز ہے اور جو نماز ان کی اقتدا میں ادا کی جائے گی اس کا اعادہ لازم ہے۔

(۳) مودودی صاحب کی تحریک تحریکِ ضلالت ہے اور مسلمانوں کو اس میں شامل ہونا قعرِ ضلالت میں گرنے کے مترادف ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ نہ مودودی صاحب کی کتب و رسائل کا مطالعہ کریں اور نہ ان کی تحریک میں شریک ہوں۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم اخرجہ مسلم یعنی بدعقیدہ لوگوں سے دور رہو اور ان کو دور رکھو ان کے فتنہ اور شر و ضلال سے محفوظ رہو گے۔

واللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اعلم

حررہ ابوالجمیل محمد رضوان الرحمٰن الفاروقی

مفتی مالوہ (اندور)

ناظرین انصاف فرمائیں اگر میں نے مذکورہ بالا نظریات کی بنا پر مودودی صاحب کو غیر مقلد لکھا ان کی تحریک کو مسلمانوں کے لیے تحریکِ ضلالت بتایا، یا دیگر علمائے اہلسنت نے مودودی صاحب پر کفر و ارتداد کا فتوے لگایا تو ارباب مودودیت چراغ پا کیوں ہوئے خود ان کے گھر سے ان کے کفر و ضلالت کے فتوے نکلے ہیں جن میں ان کی تفصیل کی گئی ہے یعنی غیر مقلدوں وہابیوں دیوبندیوں نے بھی مودودی صاحب کو گمراہ اور ان کی تحریک کو مسلمانوں کے لیے گمراہ کن اور دینی ضرر کا باعث بتایا ہے۔

حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند مولانا سید افضل حسین صاحب مفتی جاورہ معہ کی رائے گرامی

مودودی کی تالیفات فقیر کے مطالعہ سے نہیں گزریں، کچھ روز ہوئے ایک صاحب میرے پاس اس کی ایک تالیف خطبات کا ایک نمبر لائے تھے میں نے اسے بغور مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کا دعوے تو اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور ترقی ہے مگر حقیقت میں اس کی تحریک اسلام میں رخنہ اندازی اور تفریق بین المسلمین اور کفر سازی اور کافر گری ہے وہ اسلام کے معنی ہی جدا بتاتا ہے اور اس طرح عامۂ مسلمین کو مسلمان نہیں سمجھتا مسلمان کے بچے جو ابھی سن شعور کو نہ پہنچے ہوں وہ انہیں مسلمان نہیں جانتا وہ اسلام کے دین فطر ہونے سے منکر ہے۔ جاہل کو وہ مسلمان نہیں سمجھتا یہی نہیں بلکہ جہالت کے ساتھ مسلمان ہونا ہی ناممکن بتاتا ہے اس کی تصریحات اس کی اس تاویل کا دروازہ قطعاً بند کرتی ہیں کہ اس کی مراد علم سے معرفت الٰہی اور جہل سے جہل باللہ ہے۔

بالجملہ مودودی اور اس کی تحریک سے مسلمانوں کو دور و نفور رہنا لازم ہے وہ اور اس کی تحریک سے مسلمانوں کے حق میں سخت خطرناک ہے اس کی یہ تحریک کوئی تحریک نہیں ہے یہ وہی پرانی خارجیت ہے جو نئے نئے روپ اختیار کر چکی، نئے نئے رنگ سے ظاہر ہو چکی اور چولے بدلتی رہی ہے اور یہ وہی تحریک وہابیت ہے جو نجد وغیرہ میں ابن عبدالوہاب نجدی نے پیدا کی۔ مودودی نے اسی تحریک کو اب نئے رنگ سے دلفریب

عنوانوں کے ساتھ پھیلایا ہے۔ یہ اپنے پیش رو محرکین کا پورا مقلد جامد ہے اسی لیے غیر مقلدیت کو بھی نوازا ہے۔ بنظر غور و تامل اس کی تحریک کو دیکھنے والا یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے عمل کو جزء ایمان ٹھہرانا اس کا کوئی نیا اجتہاد نہیں ہے وہی پرانی خارجیت ہے۔

سائل فاضل نے مودودی اور اس کی تحریک کی نسبت جو سمجھا اور لکھا ہے وہ صحیح ہے۔

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر مصطفےٰ رضا قادری غفرلہٗ

کتبہٗ ابوالفضل السید محمد افضل حسین غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم منظر اسلام بریلی

۲۳ رجب ۱۳۷۰ھ

مہر

مودودی صاحب کے متعلق مولوی ثناء اللہ امرتسری کی رائے

مولانا کا مسلک اعتزال نہیں بلکہ اعتدال ہے اعتزال سے ہماری مراد وہ مصدر نہیں ہے جس سے معتزلہ فرقہ مشتق کیا جاتا ہے بلکہ اصلی معنوں میں اعتدال مراد ہے اس لفظ کے معنی علیحدگی کے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں موصوف اپنی تحریرات میں عموماً مرزا صاحب قادیانی کا متبع کرتے ہیں۔

(خطاب بہ مودودی) (منقولہ از حقائق مودودیت)

مصنفہ داؤد غیر مقلد

مودودی صاحب کے متعلق دیوبند کا فتوےٰ

مسلمانوں کو اس تحریک میں ہرگز ہرگز شریک نہیں ہونا چاہیئے ان کے لیے زہر قاتل ہے لوگوں کو اس میں شریک ہونے سے روکنا چاہیئے ورنہ گمراہ ہوں گے بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔ شرعاً اس تحریک میں حصہ لینا ہرگز جائز نہیں۔ اس جماعت کے مقصد کی نشر و اشاعت جو شخص کرتا ہے وہ بجائے فائدے کے گناہ کا کام کرتا ہے وہ مضرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور گناہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اگر کوئی مسجد کا امام مودودی صاحب کا ہم خیال ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ واللہ اعلم

کتبہٗ السید مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۳۷۰ھ ۲۲ رجمادی الثانی ۱۳۷۰ھ

منقول از حقائق مودودیت مصنفہ مولوی داؤد راز)

مودودی صاحب کے متعلق مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتوےٰ

مودودی جماعت کے افسر مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کو میں جانتا ہوں وہ کسی معتبر اور معتمد علیہ عالم کے شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں اگرچہ ان کی نظر اپنے مطالعہ کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے تاہم دینی رجحان ضعیف ہے۔ اجتہادی شان نمایاں ہے اور اسی وجہ سے ان کے مضامین نے بڑے بڑے علماء کرام بلکہ صحابہ کرام پر بھی اعتراضات ہیں اسی لیے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہیئے اور ان سے میل جول ربط اتحاد نہ رکھنا چاہیئے۔ ان کے مضامین بظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں وہی باتیں دل میں بیٹھتی جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں۔ اور بزرگانِ اسلام سے بدظن بنا دیتی ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

ہر وہ مسلمان جس کے سر میں دماغ دماغ میں عقل اور عقل میں بصیرت ہے۔ مودودی صاحب کے نظریات و معتقدات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ مودودی مسلک کو مسلکِ محمدی سے دور کا تعلق نہیں اور یہ وہ حقیقت ہے جس کے انکار کی مودودی صاحب اور دیگر اربابِ مودودیت کو بھی گنجائش نہیں اس لیے کہ اس حقیقت کا اظہار خود مودودی صاحب کے زبان و قلم سے ہو چکا ہے۔ چنانچہ مودودی صاحب اپنے ترجمان القرآن میں فرماتے ہیں:۔

"ہم اپنے مسلک و نظام کو کسی شخص خاص کی طرف منسوب کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

مودودی تو درکنار ہم تو اس مسلک کو محمدی کہنے کے لیے بھی تیار نہیں۔"

(ترجمان القرآن)

مودودی صاحب کی اس عبارات سے روزِ روشن کیطرح ظاہر ہے کہ مودودی تحریک مسلکِ محمدی نہیں اور نہ مسلکِ محمدی سے کوئی تعلق ہے۔ ہر مسلمان یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ مودودی تحریک میں شمولیت ناجائز اور حرام ہے۔

والخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والذکی الصلوٰۃ واسنی السلام علیٰ سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ؁

حررہ ابوالجلیل محمد رضوان الرحمٰن النبی الحنفی القادری مفتی مالدہ

مودودی نظریات اور اسلام

اسلام اور مودودی نظریات میں حقیقۃً اتنا ہی بُعد ہے جتنا آسمان اور زمین میں، مودُودی صاحب جو بات بھی اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں وہ اپنی جدت اور اچھوتے پن کے باعث ایک علیحدہ ہی مقام رکھتی ہے اس طرح اسلام کا نیا روپ جو مودودی صاحب نے اپنے لٹریچر میں پیش کیا ہے وہ کسی طرح بھی اسلام سے لگا نہیں کھاتا، پھر ان کو یہ غم بھی نہیں ہوتا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ کہاں تک ٹھیک ہے اور اس سے کسی شخصیت کی توہین تو نہیں ہوتی، کلام الٰہی یا احادیثِ نبوی کی مخالفت تو نہیں نکلتی، بلکہ وہ اپنی دھن میں بلا تامل وہ سب کچھ کہہ گزرتے ہیں جو ان کو کہنا ہوتا ہے خواہ کسی کی توہین ہو یا تذلیل، اس قسم کی عبارات کا ان کی تصانیف میں بکثرت ملتی ہیں جو اسلام کے لیے زہرِ قاتل کا حکم رکھتی ہیں۔ نام تو تحریک کا ہے مگر دراصل یہ ایک نیا مذہب ہے جس کے موجد اور بانی مودودی صاحب ہیں۔ یہ مذہب اپنے جداگانہ نظریات، علیحدہ عقائد اور الگ لٹریچر رکھتا ہے لہذا اپنے اس دعوے کے ثبوت میں ہم مودودی لٹریچر کی کچھ عبارات پیش کرتے ہیں پڑھیئے اور فیصلہ فرمائیے:۔

خداوند قدوس کے بارے میں مودودی صاحب کا نظریہ

اس سلسلہ میں تفہیمات مکتبہ جماعت اسلامی دار الاسلام پٹھان کوٹ ۱۹۴۷ء صفحہ ۱۳۶ پر مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

"اور کیا وہ اللہ کی چال سے بے خوف ہو گئے ہیں، سو اللہ کی چال سے تو وہی بے خوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہے۔"

دوسری جگہ تفہیمات میں صہ ۳۱۴ پر اسی عبارت کو یوں لکھتے ہیں:۔

"ان کی چالوں کے مقابلہ میں خدا بھی ایک چال چلا مگر خدا کی چال ایسی تھی کہ وہ اس کو سمجھ نہ سکتے تھے پھر اس کا توڑ کہاں سے کرتے۔"

ذرا غور فرمائیے دو جہاں کے رب کو چالباز ٹھہرایا جا رہا ہے عبد اور معبود کے درمیان چالبازیوں کا بازار گرم کیا جا رہا ہے۔ داؤ گھات لگ رہے ہیں، چالیں چلی جا رہی ہیں ادھر سے بندہ کوئی چال چلتا ہے تو ادھر سے خدا چال چل رہا ہے۔ عبد اور معبود کا براہ راست مقابلہ ہو رہا ہے۔ نعوذ باللہ، نعوذ باللہ۔ اللہ اکبر کس قدر شدید گستاخی اللہ عزوجل کی شان میں کی ہے کہاں شانِ خدا اور کہاں یہ نظریہ، توبہ، توبہ، اللہ وحدہٗ لاشریک تو احکم الحاکمین ہے، حافظ و ناصر، قادر و توانا ہے اس کا اس حقیر بندے سے مقابلہ ہی کیا وہ شہنشاہوں کا شہنشاہ اور حاکموں کا حاکم ہے۔ اس کا حکم دو عالم میں چلتا ہے۔ بغیر اس کی مرضی ایک ذرہ بھی نہیں ہلتا، یہ رہا اسلامی عقیدہ اور وہ رہا مودودی نظریہ فیصلہ آپ خود فرمالیجئے۔

انبیاء علیہم السلام اور مودودی نظریات

دیکھیے کتاب تجدید احیائے دین طبع پنجم صہ ۳۴ لکھتے ہیں:۔

"وہ اہلِ جاہلیت کو یہ حق تو دینے کو تیار تھے کہ اگر چاہیں تو اپنے جاہل اعتقادات پر قائم رہیں اور جس حد کے اندر ان کے عمل کا اثر انہی کی ذات تک محدود رہتا ہے اس میں اپنے جاہل طریقوں پر چلتے رہیں مگر وہ انہیں یہ حق دینے کو تیار نہ تھے۔ اور نہ وہ دے سکتے تھے کہ اقتدار کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں رہیں اور وہ انسانی زندگی کے معاملات کو طاقت کے زور سے جاہلیت کے قوانین پر چلائیں اسی وجہ سے تمام انبیاء نے سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی۔"

کتنا بڑا بہتان انبیاء علیہم السلام پر لگایا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو جاہلی اعتقادات پر قائم رہنے کا حق تو دینے کو تیار تھے مگر اقتدار کی کنجیاں دینے کو تیار نہ تھے گویا ان کا مقصود اصلی تبلیغ توحید پرستی نہیں بلکہ حصولِ اقتدار تھا حالانکہ کبھی کسی نبی نے یہ سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی اور نہ سیاسی اقتدار ہی حاصل کرنا چاہا ان کا مقصود حقیقی بنی نوع انسان کو ایک خدا کی بارگاہ کا درس دینا ہے۔ ان کا منشاء تو قلوبِ انسانی کو دولتِ ایمان سے مالا مال فرما دینا تھا، وہ تو انسانی زندگی کے لیے ایک ٹھوس اور مکمل نظام لے کر آئے تھے، ان کا اصل مطلب تو اشرف المخلوقات کو اللہ وحدہٗ لاشریک کے دربار میں سربسجود کر دینا تھا پھر بھلا وہ اقتدار کی طرف نظر اٹھا کر کس طرح دیکھتے، یہ اور بات تھی کہ بعض انبیاء کرام تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ بھی اپنی خواہش سے نہیں بلکہ اہلِ اقتدار کے منشا اور رعایا کی پسندیدگی سے اور اگر کہیں جنگ آزمائی بھی کرنی پڑی تو وہ بھی صرف اللہ کے واسطے نہ کہ سیاسی اقتدار یا انقلاب کے لیے۔ لیکن مودودی صاحب کی فہم کا کیا کہنا کہ وہ انبیاء کے مشن کو سیاسی انقلاب اور اقتدار کی کنجیاں حاصل کرنے تک محدود کر بیٹھے گویا نبی ایک سیاسی نیتا یا انقلابی لیڈر ہوتا ہے جو انقلاب لانے اور اقتدار جمانے کی غرض سے اس دنیا میں وارد ہوتا ہے۔ معاذ اللہ نبوت دنیا کی طمع سے پاک رہی ہے دنیا نے خود ہی اس کے قدموں پر سر جھکایا ہے، اگر مودودی صاحب کو بعض پیغمبر تختِ شاہی پر حکمران نظر آئے تو وہ پیغمبری کو حصولِ اقتدار کا ذریعہ ہی سمجھ بیٹھے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

اب ذرا تفہیمات مکتبہ جماعت اسلامی پٹھان کوٹ ۱۹۴۲ء صہ ۲۴۱ پر نظر ڈالیے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھتے ہیں۔

"پھر اس اسرائیلی چرواہے کو دیکھئے جس سے وادی مقدس طوے میں بلا کر باتیں کی گئیں، وہ بھی عام چرواہوں کی طرح نہ تھا۔"

اللہ اکبر کس قدر گستاخی کی گئی ہے، حضرت موسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر کی شان میں، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل کانپ اٹھتا ہے کہ ایسا عظیم المرتبت پیغمبر اور اتنے گرے

ہوئے الفاظ، شرم آنی چاہیے، کیا اسرائیلی چرواہا کہنے ہی میں مودودی صاحب نے کچھ اپنی شان سمجھی کیا وہ خود اپنی پوزیشن کو بھلا گئے کیا اپنی حیثیت انہیں یاد نہ رہی جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو اسرائیلی چرواہا لکھ مارا ان کو یہ ہوش نہ رہا کہ وہ ایک نبی کے مقابلہ میں خود کیا ہیں ؎ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

آج کل کی دُنیا میں تو آپ چمار کو چمار اور بھنگی کو بھنگی بھی نہیں کہہ سکتے، لیکن مودودی صاحب ہیں کہ بڑے سے بڑے پیغمبر کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے نہیں جھجکتے۔ افسوس صد افسوس یہ کیا اسلام ہے۔

یہی نہیں بلکہ سید عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کو بھی نہ چھوڑا اور لکھا کہ ...... اس نے اس ان پڑھ صحرا نشین نے حکمت اور دانائی کی وہ باتیں کہنی شروع کیں۔ دیکھئے تفہیمات ص ۲۳ مکتبہ جماعت اسلامی پٹھان کوٹ ۱۹۴۷ء اور پھر اسی کتاب کے ص ۲۱۰ پر لکھا:۔

”صحرائے عرب کا یہ ان پڑھ بادیہ نشین جو چودہ سو برس پہلے اس تاریک دور میں پیدا ہوا تھا در اصل دورِ جدید کا بانی اور تمام دُنیا کا لیڈر ہے“

اس پر بھی صبر نہ آیا اور پھر ص ۲۱۱ پر لکھا:۔

”ایک گلہ بانی اور سوداگری کرنے والے ان پڑھ بادیہ نشین کے اندر یکایک اتنا علم، اتنی روشنی، اتنی طاقت اتنے کمالات اتنی زبردست تربیت یافتہ قوتیں پیدا ہوجانے کا کون سا ذریعہ تھا“

جس ذاتِ مقدس کے لیے خالقِ کونین عالمِ ہستی کو پیدا فرمائے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ کو روشنی بخشے عالم وجود کی ہر شے کو مزین فرمائے اور بزمِ امکان کو بہترین ساز و سامان سے آراستہ کرے اس کے لئے مودودی صاحب کی یہ جرأت کہ نعوذ باللہ ان پڑھ صحرائے۔ صحرائے عرب کا ان پڑھ بادیہ نشین ایک گلہ بانی کرنے والا بادیہ نشین جیسے بیہودہ اور گندے الفاظ اپنی کتابوں میں مکرر سہ کرر تحریر کریں، اور پھر بھی اسلام کا دم بھریں، کلیجہ نہ پھٹ گیا، ہاتھ نہ ٹوٹ پڑے، مدنی آقا کی شان میں یہ الفاظ لکھتے وقت کیا

ایک مومن کی زبان ان الفاظ کی تاب لاسکتی ہے کیا ایک مسلمان کا علم ان الفاظ کا متحمل ہو سکتا ہے، کیا اسلام اسی کا نام ہے کیا مومن کی یہی تعریف ہے، نہیں، ہرگز نہیں، ایک مومن کا دل فطرۃً ہر ایسے شخص پر نفرین کرے گا اچھا تو میں پوچھتا ہوں کہ دو عالم کے سرتاج محبوبِ خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں الفاظ سے یاد کرنا ضروری تھا۔ خداوند قدوس تو قرآن پاک میں یاایہا المزمل، یاایہا المدثر، کے پیارے پیارے الفاظ سے یاد فرمائے اور مودودی صاحب کا یہ عالم کہ جس خدا کی بندگی کا دم بھریں اسی خدا کے محبوب کی شان میں اسی قدر گرے ہوئے الفاظ استعمال کریں، آہ آہ مسلمان تیری غیرت و حمیت کو کیا ہوا افسوس صد افسوس کہ پھر بھی تو ان دشمنانِ رسول کی آغوش کو زینت بخشے۔ شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹانے کی کوشش میں بانی مودودیت نے اپنی کتاب تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں، مکتبہ جماعت اسلامی ہند رامپور ص ۱۱ پر لکھا ہے

”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصہ نے محسوس کر لیے اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا جس کے اندر کیرکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی، اگر خدانخواستہ آپکو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابلِ اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے“

توہینِ رسول کی انتہا کردی کمالاتِ نبویہ کا خاتمہ ہی کر ڈالا معجزاتِ رسالت پر پانی ہی پھیر دیا۔ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کو عرب کے جاہل عوام کا مرہونِ منت ٹھہرایا۔ معاذ اللہ تاریخ شاہد ہے اور زمانہ جانتا ہے کہ حضور کی بعثت کے وقت عرب کے باشندے جاہلیت کی انتہائی منزلوں میں گامزن تھے ان کا کیرکٹر ان کا رہن سہن ان کی گفتار ان کی روزمرہ زندگی بے شرمی بیہودگی اور گندگی سے سراسر لبریز تھی، ان کے دماغوں میں فتنہ فساد کی اسپرٹ بدرجۂ اتم موجود تھی، ان کا ماحول انتہائی گھناؤنا ماحول تھا، دُنیا کی بدترین رسوم ان کے یہاں رائج تھیں ایسے ناساز گار ماحول میں ہادیٔ مکرم رہبرِ اعظم

صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمینِ مکہ پر ولادت فرمائی پلے بڑھے اور جوان ہوئے اور اظہارِ نبوت فرمایا۔ عرب کے ان درندہ صفت انسانوں کو جس سے دُنیا کی ہر قوم نفرت کرتی تھی، جن کے عادات و اطوار وحشی جانوروں سے بھی بدتر تھے جن کو انسان کہنا بھی مشکل تھا، اخوۃ ومساوات اور تہذیب وتمدن اخلاق ومعاشرت کا وہ زریں سبق پڑھایا جس کا ہم ہی نہیں بلکہ غیر اقوام بھی آج لوہا مان رہی ہے، عرب کی کایا پلٹ دی، درندوں کو انسان بنا دیا، بدترین کو بہترین بنا دیا وہ عرب جن کو دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی اب ان کے نام سے بڑے بڑے شہنشاہ بھی لرزنے لگے، یہ سب کچھ حضور کا کمالِ نبوت تھا، یا عرب کے بہترین انسانی مواد کا نتیجہ، ذرا غور فرمائیے مودودی صاحب ہادی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ کمالات ومعجزات پر پردہ ڈال کر کامیابی کا سہرا عربوں کے سر باندھ رہے ہیں، "کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے" اس جملہ نے بالکل صاف واضح کر دیا، کہ حضور میں کوئی طاقت اور اختیار نہ تھا۔ شانِ مصطفےٰ کو گھٹانے کے لیے مودودی صاحب نے اپنی دانست میں بہت بڑی چال چلی ہے لیکن حقیقت پر پردہ ڈالنا یا سورج پر خاک اڑانا لاحاصل ہی ہوتا ہے چالبازیوں سے کچھ سادہ لوح دامِ فریب میں پھنس سکتے ہیں لیکن حق کا بال بیکا نہیں ہوتا ہے۔ اب ذرا تفہیمات کا ص ۵۴ ۲ اور دیکھ ڈالیے لکھتے ہیں:۔

"اور کبھی کبھی اقتضائے بشریت کی بنا پر جب کبھی آپ سے کوئی اجتہادی لغزش ہوتی ہے"

کور باطنی دیکھئے کہ رہبرِ اعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اندر بھی لغزشیں نظر آ رہی ہیں اور خامیاں دکھائی دے رہی ہیں، چھوٹا منہ بڑی بات۔ لیکن خود مودودی صاحب کا یہ حال ہے کہ جب کبھی ان کے سامنے ان کی کوئی غلطی پیش کرتا ہے تو فوراً بپھر جاتے ہیں، غلطی کو غلطی تسلیم نہیں کرتے اور برہم ہو کر فوراً جواب دیتے ہیں۔ ادھر تو یہ عالم ہے اور اُدھر مخبرِ صادق رہبرِ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر غلطیاں نکالی جائیں اور پھر اگر کوئی اس پر اعتراض کرے تو الٹا اس پر مودودی صاحب عتاب فرمائیں، میں کہتا ہوں کہ مودودی صاحب کی غلامی کا جوا اپنی گردنوں میں ڈالنے والے

عقل وہوش وحواس ان گمراہ کن عبارتوں پر غور کریں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ وہ کس غلط فہمی کا شکار بنے ہوئے ہیں۔

مودودی نظریہ اور قرآنِ کریم

تفہیمات حصہ اول ص ۳۱۲ میں کلام الٰہی کے متعلق مودودی صاحب اپنا نظریہ یوں پیش فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم نجات کے لیے نہیں بلکہ ہدایت کے لیے کافی ہے"

بڑی عجیب بات ہے مودودی صاحب فرماتے ہیں حالاں کہ ہر ذی علم جانتا ہے کہ ہدایت اور نجات لازم وملزوم کی حیثیت رکھتی ہیں، جہاں ہدایت ہوگی، وہاں نجات بھی، جو چیز ہدایت بن کر آئے گی وہی نجات کا وسیلہ بھی ہوگی، لیکن مودودی صاحب کی فہم وخرد کا کیا کہنا کہ ان کو قرآن کریم میں ہدایت تو نظر آئی مگر نجات سے محروم ہی رہے ہدایت پاکر بھی جو نجات سے محروم ہے اس کی بدنصیبی کا کیا ٹھکانا برا ہو اس تعصب کا کہ تمیز نیک وبد بھی جاتی رہے۔

ملائکہ معصومین اور مودودی نظریہ

دیکھیے "تجدید احیائے دین ص ۱۲" پر لکھتے ہیں:۔

"انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد قہار کی خدائی کے قائل ہوگئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہوگئیں مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء، مشائخ اور ظل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی جاہل دماغوں نے مشرکوں کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنالیا جن کی ساری زندگی بندوں کی خدائی ختم کرنے اور صرف اللہ کی خدائی ثابت کرنے میں صرف ہوئی تھیں ایک طرف مشرکانہ پوجاپاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارات، نیاز، عرس، صندل چڑھاوے، نشان، علم تعزیے اور اسی قسم کے دوسرے اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کرلی گئی ہے۔ دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی

> رواست ووفات ظہور وغیاب کرامات و خوارق اختیارات و تصرفات اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے تقرب کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہو گئی جو بُت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔"

مودودی صاحب خدائے تعالیٰ کو چالباز ٹھہرائیں۔ انبیاء علیہم السلام کی بڑی سے بڑی توہین کریں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحرائے عرب کا ان پڑھ بادیہ نشین لکھیں، قرآن کریم کو نجات کا ذریعہ نہ سمجھیں فرشتوں کو دیوی دیوتا جیسا جانیں اولیاء اللہ پر ہر قسم کے الزامات لگائیں مگر ان کی میتھالوجی بُت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے قطعاً لگا و نہ کھائے اور اگر کوئی اللہ کا حق پسند بندہ بزرگان دین کی کرامات و خوارق اختیارات و تصرفات اور کیفیات قرب حق تعالیٰ اپنی زبان سے بیان کر دے تو مودودی صاحب کا پارہ آسمان چڑھ جائے کہ اس کی تصنیف کو بُت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے لگا کھاتی ہوئی بتائیں اور نئی شریعت کے نام سے موسوم کریں واقعی بڑے حق پسندانہ خیالات و نظریات ہیں، مودودی صاحب کا کیا کہنا ہے اس دانشمندی کا کہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آرہا ہے مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا ٹٹول رہے ہیں، میں کہتا ہوں آخر چڑ کیا ہے مودودی صاحب کو اولیائے کرام سے اگر ہم ان کے کرامات و خوارق ظہور وغیاب کے قائل ہوتے ہیں، تو قصر مودودیت متزلزل کیوں ہوتا ہے اگر ہم ان کے تصرفات بیان کرتے ہیں تو ویرانے مودودیت پر ہم کیوں نظر آتی ہے اگر ہم نیاز اور عرس کرتے ہیں تو مودودی صاحب کا کیا بگڑتا ہے، ہم آپ سے تو کچھ نہیں منواتے ہم آپ پر جھوٹے بہتان تو نہیں لگاتے ہم آپ کے مبلغین کی توہین تو نہیں کرتے ہم آپ کے اجتماعات میں شرکت کرنے تو نہیں جاتے پھر آپ کون ہوتے ہیں ہمارے انبیاء کرام اور اولیائے امت کی تحقیر کرنے والے ہم نے جہاں کہیں بھی آپ کو کچھ لکھا ہے تو جواباً ہی لکھا ہے پہل ہم نے نہیں کی ہے پہل آپ کی ہی طرف سے ہوئی ہے تو کیا ہم جواب دینے کا حق بھی نہیں رکھتے، اگر آپ ہم سے متفق نہیں تو گھر بیٹھے لیکن ہم آپ کو اس کی اجازت ہرگز نہ دیں گے کہ آپ ہمارے سیدھے سادھے بھائیوں کو بہکاتے پھریں اگر آپ کو تبلیغ ہی کرنی ہے تو

عیسائیوں پارسیوں اور آریوں میں جا کر کیجئے، چھوڑیئے ہم کو ہمارے حال پر، ہم اپنے اولیاء کرام کو مانتے ہیں، آپ نہ مانیئے مگر توہین ہم ہرگز گوارہ نہ کریں گے اور سیر کا سوا سیر جواب دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں گے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ توہین کا دروازہ بند کر دیجئے ورنہ آپ کی اس تبلیغ کا بھانڈا پھوٹ جائے گا اور دُنیا دیکھ لے گی کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

اب پھر دیکھئے تجدید احیار دین ص ۱۲۳ لکھتے ہیں :۔

> "بیعت کا معاملہ پیش آنے کے بعد کچھ دیر نہیں لگتی کہ مریدوں میں وہ ذہنیت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جو مریدی کے ساتھ مختص ہو چکی ہے یعنی "بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید" والی ذہنیت جس کے بعد پیر صاحب اور ارباب من دون اللہ میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا فکر و نظر مفلوج قوتِ تنقید ماؤف، علم و عقل کا استعمال موقوف اور دل و دماغ پر بندگی شیخ کا ایسا مکمل تسلط کہ گویا شیخ ان کا رب ہے اور یہ اس کے مربوب۔"

دیکھا آپ نے پیر کو رب بنا دیا اور مرید کو مربوب حالانکہ نہ مرید پیر کو رب جانتا ہے نہ پیر مرید کو مربوب ہی سمجھتا ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہاتھ ہاتھ دینے کے بعد مرید پر پیر کی اطاعت لازم آتی ہے لہٰذا مرید اس کی ہر بات پر عمل کرنا لازم سمجھتا ہے اس اطاعت شیخ کو مودودی صاحب بندگی رب سے تعبیر فرما رہے ہیں۔ یہ ان کی عقل و دانش کا قصور ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی جاہل سے جاہل مرید بھی اپنے پیر کو اپنا خُدا نہیں جانتا ہے اور مودودی صاحب کو شاید یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ پیر اسی کو بنایا جاتا ہے جو احکام شریعت پر پورا اُترے اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا صحیح مصداق ہو۔

اب ذرا دیکھئے تجدید احیائے دین کا ص ۱۳۵ دیکھتے چلئے، لکھتے ہیں کہ :۔

> "اب جس کسی کو تجدید دین کے لیے کوئی کام کرنا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان و اصطلاحات سے رموز و اشارات سے لباس و اطوار سے پیری مریدی سے اور ہر اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے

جیسے ذیابطیس کے مریض کو شکر سے کرایا جاتا ہے۔"

اس عبارت میں بھی وہی اولیاء اللہ سے مسلمانوں کو دور رکھنے کی سختی کے ساتھ تاکید کی گئی ہے اور وہی پیری مریدی کا رونا رویا گیا ہے۔ یہاں تک کہ بزرگانِ دین کے طریق کو یاد دلانے والی چیزوں سے بھی پرہیز کرانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان کسی بزرگ کی بیعت کرتا ہے تو اس میں مودودی صاحب کا آخر کیا نقصان ہے، ان کی مودودیت میں کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ پیری مریدی کا سلسلہ آج کا تو نہیں سلف سے یونہی چلا آرہا ہے بڑی بڑی جلیل القدر ہستیاں اس کو اختیار کرتی چلی آئی ہیں، پھر وہ کون سی نص ہے جس سے مودودی صاحب یک قلم سلسلۂ بیعت ہی کو فسخ فرمانے دے رہے ہیں کیا یہ اسلام دشمنی اور اولیاء اللہ کی مخالفت نہیں، اچھا فرض کیجئے کسی جاہل نے پیر بن کر اپنے مریدوں کو گمراہ کر بھی ڈالا تو اس میں پیری مریدی کی کونسی خطا ثابت ہوئی نفس بیعت کا کون سا قصور پایا گیا، مثلاً آج عالم کے روپ میں مودودی صاحب مسلمانوں میں اپنا نیا مذہب دھارن کر رہے ہیں تو کیا اب عالم ہونا ہی جرم قرار دے دیا جائے متصوفین کا درجہ اسلام کے اندر بڑی اہمیت رکھتا ہے اور قصرِ اسلامی کا ایک مضبوط و مستحکم ستون سمجھا جاتا ہے۔ مگر مودودی صاحب ہیں کہ اس ستون کو ڈھانے کی انتھک کوشش فرما رہے ہیں، غضب تو دیکھئے کہ ہمارے اپنوں کو ہم سے جدا کرنے کے لیے ایک پوری پوری تحریک وجود میں لائی گئی ہے۔ اخبارات شائع ہو رہے ہیں اجتماعات منعقد کئے جا رہے ہیں پوری مشینری حرکت کر رہی ہے صرف اس لیے کہ مسلمان اپنے بزرگانِ دین کا دامن چھوڑ بیٹھیں اپنی عظیم الشان سابقہ روایات کو بھول جائیں اور اسلام قدیم کو چھوڑ کر مودودی صاحب کے جدید مذہب کو اپنا لیں کیوں کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ جب تک مسلمان اپنے اولیاء کرام کا دامن نہ چھوڑے گا، ہرگز کسی کے دامِ فریب میں نہ آئے گا۔ لہٰذا اب ان عبارات کو پڑھئے اور ان کے معانی و مطالب پر غور کیجئے، اور حق و باطل کا فیصلہ کیجئے۔

امام مہدی اور مودودی نظریہ

اس موضوع پر ایک مکمل مضمون سپردِ قلم کر چکا ہوں قارئین "منوری کرن" کی نظر سے گزرا ہوگا لیکن جب بات آہی پڑی تو کچھ کہنا ہی ہوگا۔ لہٰذا دیکھئے تجدید و احیائے دین ص۵۴ کی عبارت کہ۔

"میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر مجدد ثابت ہوگا پھر مجھے یہ بھی امید نہیں کہ اپنی جسمانی ساخت میں وہ عام انسانوں سے بہت کچھ مختلف ہوگا کہ اس کی علامتوں سے اس کو تاڑ لیا جائے نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا بلکہ شاید خود بھی اسے اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اس موت کے وقت اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج النبوۃ پر قائم کرنے والا۔"

دیکھا آپ نے کوئی بات بھی مودودی صاحب کے قلم سے امام مہدی کے متعلق صحیح نکلی ہے کوئی لفظ بھی قرآن پاک اور احادیث نبوی کے مطابق ادا ہوا ہے سوائے اندازے اور قیاس کے مودودی صاحب نے کچھ اور بھی کہا ہے۔ آخر یہ اپنا انداز کلام الٰہی اور احادیث کے برخلاف پیش کرنے کا مودودی صاحب کو کیا حق ہے کیا ان کی یہ عبارات دین کے اندر تحریف نہیں کیا اس جملہ سے کہ "آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔ امام مہدی علیہ السلام کی توہین نہیں ہوتی، کیا مودودی صاحب کو یہ ہوش نہ رہا کہ کہاں امام مہدی اور کہاں جدید ترین طرز کا لیڈر اور پھر تماشا یہ کہ ان کو اپنے مہدی موعود ہونے کی بھی خبر نہ ہوگی، سبحان اللہ کیا فلسفہ بیان کیا ہے

"عجوبات کی خدا کی قسم لاجواب کی"

اتنی عقل نہ آئی کہ جب اپنے منصب ہی سے امام مہدی بے خبر ہوں گے تو پھر اپنے فرائض منصبی کیوں کر ادا کر سکیں گے۔ موٹی سی مثال ہے کہ ایک شخص کو آپ کلکٹر کا عہدہ دیں مگر اسکو یہ خبر نہ کریں کہ تم شہر کے کلکٹر ہو کیا وہ شہر کے انتظامات کر سکے گا کیا وہ رعایا کی پورے طور پر رکھوالی کر پائے گا اور کیا رعایا یہ سمجھ پائے گی کہ یہ ہمارا حاکم ہے کلکٹر ہے اور جب رعایا ہی نہیں سمجھ

پائے گی تو وہ اس کے احکام کی پابندی ہی کب کرے گی نتیجہ یہ کہ سارے شہر کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور اگر اس کے مرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ یہی کلکٹر تھا ہمارے شہر کا تو آپ جانتے ہیں کیا ہوگا رعایا الٹا حکومت ہی کو بیوقوف ٹھہرائے گی، یہ ہیں مودودی نظریات امام مہدی کے بارے میں۔ دیکھئے پورا مضمون بعنوان الامام المہدی تجدید و احیائے دین ص ۵۴ ، ۱۵۵ اور فیصلہ کیجئے۔

حضرت امیر معاویہ کے متعلق مودودی نظریہ

سب سے پہلے تجدید و احیائے ص ۳۶ پر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا کہ :-

"اور دوسری طرف حضرت عثمان جن پر اس کارِ عظیم کا بار رکھا گیا تھا، ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے پیش رووں میں تھیں۔"

خصوصیات کو پردہ میں رکھ کر مودودی صاحب نے حضرت عثمان جیسے صحابی رسول کی شدید توہین کی ہے ان خصوصیات کو واضح کرنا چاہیئے تھا جن سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محروم تھے ورنہ تخصیص کے بغیر معاملہ صاف ہی نہیں ہوتا اور خلیفہ سوم کی ذات مودودی صاحب کے حملہ سے بری نہ ہوتی، اس تمام عبارت کو اس جملہ پر لاکر ختم کیا کہ :-

"اور اسی طرح حکومت کی اساس اسلام کے بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہوگی۔"

یہ چھینٹا حضرت معاویہ کی حکومت پر پھینکا گیا ہے، ان کی حکومت کو جاہلی حکومت قرار دے کر نہ صرف ان کی بلکہ ان کے مشیرانِ حکومت کی جن میں جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے اور اس دور کی مسلم رعایا سب کی توہین کی گئی ہے۔ یہ نظریہ مودودی صاحب نے شاید اہل تشیع سے مستعار لیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ خلیفۂ اول سے لے کر سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے سب کو غاصب اور جاہل و گمراہ قرار دیتے ہیں اور مودودی صاحب حضرت عثمان پر معترض ہو کر حضرت معاویہ کی حکومت کو جاہلی اور غیر اسلامی حکومت سے تعبیر فرماتے ہیں۔ کوئی مومن تو صحابیٔ رسول کے متعلق ایسی بات زبان پر لا نہیں سکتا ہے یہ مودودی صاحب ہی کا ظرف ہے جو وہ اہل تشیع کے دوش بدوش صحابہ کرام پر چھینٹے پھینکتے اور ان کو جاہل و گمراہ ٹھہراتے

نظر آتے ہیں۔ ثبوت کے لیے اور ایک عبارت پیش کرتا ہوں۔ سنیئے تجدید و احیائے دین ص ۳۶ پر فرماتے ہیں :

"سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ جاہلیت بے نقاب ہو کر سامنے نہ آئی تھی بلکہ مسلمان بن کر آئی تھی کھلے دہریئے یا مشرکین و کفار سامنے ہوتے تو شاید مقابلہ آسان ہوتا مگر وہاں تو آگے آگے توحید کا اقرار، رسالت کا اقرار، صوم و صلوٰۃ پر عمل قرآن و حدیث سے استشہاد تھا، اور اس کے پیچھے جاہلیت اپنا کام کر رہی تھی۔"

کھلے دہریئے یا مشرکین کفار سامنے ہوتے، یہ الفاظ صاف طور پر واضح کرتے ہیں کہ اس وقت کے مسلمان چھپے ہوئے دہریئے اور مشرکین کفار تھے بظاہر اقرار توحید و رسالت کرتے تھے صوم و صلوٰۃ پر عامل تھے قرآن و حدیث کو مانتے تھے یا پھر بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ منافق تھے۔ کمال دیکھئے کہ اسلام کے اصل اصولوں پر عامل مانتے ہوئے بھی مودودی صاحب ان کو کفار و مشرکین اور چھپے ہوئے دہریئے کہہ رہے ہیں تو پھر سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ مودودی صاحب کو الہام یا کشف ہوا ہے جو تیرہ سو سال پہلے کے توحید و رسالت کا اقرار کرنے والے اور صوم و صلوٰۃ پر عامل قرآن و حدیث کے ماننے والے مسلمان کو گمراہ اور جاہل قرار دے رہے ہیں۔ یہ ہے مودودی نظریہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اور ان کی رعایا کے بارے میں۔ معاذ اللہ

کتب احادیث و تفاسیر کے متعلق مودودی نظریات

اس کے لیے دیکھئے تنقیحات ص ۱۱ فرماتے ہیں :-

"قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔"

نہ معلوم مودودی صاحب کو تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے کیوں چڑ پیدا ہوئی جو ان کو ترک کر دینے کی زبردست تاکید فرما رہے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کی طرح یہ بھی انہیں بری طرح کھٹک رہی ہیں کیونکہ جب تک قدیم اسلامی لٹریچر دنیا کے اندر موجود رہے گا مودودی صاحب کا جدید لٹریچر کامیاب نہ ہوگا، قاعدہ ہے کہ کسی قوم کی زندگی اور

بقا کا باعث اس کا لٹریچر ہوا کرتا ہے۔ اگر قوم کو مٹانا ہو تو اس کے لٹریچر کو دریا بُرد کر دو۔ وہ قوم خود ہی مٹ جائے گی۔ بعینہٖ مودودی صاحب کا منشا بھی یہی ہے۔ چنانچہ اسی تنقیحات کے صہ ۱۹۵ پر یوں رقمطراز ہیں کہ:۔

"اصولِ فقہ احکامِ فقہ اسلامی معاشیات اسلام کے اصول عمران اور حکمتِ قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ قدیم کتابیں اور اب درس و تدریس کے کار آمد نہیں۔"

گویا سارے کے سارے قدیم اسلامی لٹریچر کو مٹا کر جدید طرز کے مودودی صاحب کے تحریر کردہ لٹریچر کو مسلمانوں میں جاری اور ساری کیا جائے تاکہ اسلام قدیم مٹ جائے اور مودودی صاحب کا جدید اسلام دنیا میں پھیل جائے اسی لیے قدیم اسلامی لٹریچر سے اور بزرگانِ دین کے اطوار و ارشادات سے دور رکھنے کی مودودی صاحب ہر جگہ سختی سے تاکید فرما رہے ہیں۔ اسی تنقیحات میں صہ ۱۹۳ پر ایک تیر اور چلاتے ہیں کہ:۔

"قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہو اور طرزِ جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔"

بطرزِ جدید مودودی صاحب کے دماغ میں کچھ ایسا گھُسا ہے کہ نکالے نکلتا ہی نہیں، واقعی زمانہ بھی آج کل پروفیسروں ہی کا ہے یہ پرانے ملا مولوی تو پرانے اسلام کی باتیں کرتے ہیں۔ آئیے کسی پروفیسر سے قرآن کریم کی کسی آیت کا مطلب طرزِ جدید پر پوچھیں شاید طرزِ جدید کے ماتحت کہیں روزہ نماز سے چھوٹ جانے والی بات نکل آئے اور پروفیسر صاحب اس پانچ وقت کی پابندی اور مہینہ بھر کی مصیبت سے چھٹکارا دلا دیں۔ یہ کوئی ناممکن بات نہیں بلکہ ایسا ہو سکتا ہے اور ہوا ہے کہ جدید طرز کے بعض لیڈروں نے جن کا نام لینا نہیں چاہتا، تفسیریں لکھیں اور بہک گئے آیات کے مطالب و معانی غلط بیان کر گئے، حالانکہ وہ ایک پروفیسر سے زیادہ قابلیت کے مالک تھے تو مودودی صاحب کا اعلیٰ درجہ کا پروفیسر بیچارہ کس شمار میں رہا، یہ ہے مودودی نظریہ تفاسیر کے بارے میں، توبہ توبہ بس نہیں چلتا ورنہ شاید مودودی صاحب قرآن کو بھی طرزِ جدید پر تشکیل دینے کا اعلان فرما دیتے کیونکہ اس کی ترتیب بھی پرانی ہے۔ معاذ اللہ

اب مودودی صاحب کا ایک بنیادی عقیدہ اور سنیئے۔ اپنی کتاب بنیادی عقیدہ میں صہ ۶، ۷ پر فرماتے ہیں:

"رسولِ خدا کے سوا کسی کو معیارِ حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اسی معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اسی کو درجہ میں رکھے۔"

جانچنے اور پرکھنے کی مودودی صاحب نے ایک ہی کہی، نہ معلوم یہ پرکھنے اور جانچنے کا حق مودودی صاحب کو کہاں سے مل گیا ہے۔ جو وہ ائمہ اولیاء مجتہدین، محدثین اور مجددین سب کے کاموں کو پرکھ کر رہے ہیں گویا اتنے بڑے قابل و فاضل ہیں کہ ہر ایک کے کام کو جانچنے کی اہلیت ان کے اندر موجود ہے خواہ وہ ولی کامل ہو یا مجدد وقت، یا صحابی رسول اور پھر یہی نہیں بلکہ عام اجازت بھی دے رہے ہیں کہ ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیار کامل پر جانچے اور پرکھے۔ خود عیب جوئی فرماتے فرماتے اب عوام کو بھی کھلی چھوٹ دے رہے ہیں کہ تم بھی ہر ایک کے کام کو جانچو اور پرکھو خواہ وہ کسی درجہ کا انسان ہو۔ "تنقید سے بالاتر نہ جانے" کا مفہوم صاف ظاہر کر رہا ہے کہ ہر شخص کے عیب ڈھونڈو۔ محل استعمال سے پتہ چل رہا ہے کہ مودودی صاحب بڑے سے بڑے ولی بڑے سے بڑے مجدد، بڑے سے بڑے صحابی کو بھی ہدف بنانے کا نظریہ رکھتے ہیں۔ اچھا اب ایک اور رُخ ملاحظہ فرمائیے بقول مودودی صاحب "رسولِ خدا کے سوا کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے" خواہ وہ کتنی ہی عظیم شخصیت ہو۔ اس طرح مودودی صاحب بھی اس نظریہ کے مطابق تنقید سے بالاتر نہ ہوئے، لیکن تعجب ہے کہ مودودی صاحب کے کاموں کو آج تک کسی نے نہ پرکھا ان پر کسی مودودی کا تنقیدی قلم آج تک نہ اٹھا ان کے عیوب و نقائص اور کمزوریاں ڈھونڈنے کی آج تک کسی مودودیے کو ہمت نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کیا یہ ذہنی غلامی نہیں ہے ورنہ چاہیے تو یہ تھا کہ مودودی صاحب کو تنقید سے بالاتر نہ جانتے ہوئے ہر مودودیا ان پر تنقیدی مضامین لکھتا اور اس طرح اپنے عقیدے کو عملی جامہ پہناتا، کیونکہ مودودی صاحب کی دُنیا تو عملی دُنیا ہے اس میں بے عملی کیسی اور پھر اگر ہم مودودی صاحب پر تنقید کرتے ہیں اور ان کو جانچتے اور

پرکھتے ہیں تو کیا بُرا کرتے ہیں ان کے اس عقیدے کے مطابق ہی تو عمل کرتے ہیں، اس میں بُرا ماننے کی بات ہی کونسی ہے "چاہ کندرا چاہ درپیش" والا معاملہ اگر آجاتا ہے تو ہم اس کے ذمہ دار کب ہوتے ہیں۔ اب ایک اور رُخ بھی اس تنقید والی بات کا دیکھئے بقول مودودی صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنقید سے بالاتر ہیں۔ بالکل درست ہے مگر مودودی صاحب بھی اب تک تنقید سے بالاتر ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ آج تک ان کی جماعت کے کسی آدمی نے ان پر تنقید نہیں کی ہے، لہٰذا اپنی جماعت کے اندر ابھی تک وہ تنقید سے بالاتر ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ (نعوذ باللہ) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مودودی صاحب میں اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں یعنی معاذ اللہ دونوں کی ذات اس حیثیت سے برابر ہے یا بالفاظ دیگر مودودی لوگ مودودی صاحب کو حضور ہی کے درجہ میں سمجھے ہوئے ہیں، نعوذ باللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔ دیکھا آپ نے زبان سے نہیں مگر عملاً مودودی صاحب کو ان کے حواریین نے حضورؐ کے ساتھ برابری کا درجہ دے ہی ڈالا ورنہ کوئی مودودیا تو تنقید لکھتا مودودی صاحب پر اور اگر اب تک ایسا نہیں ہوا تو اب ہی کیا گیا ہے۔ ابو اللیث صاحب اصلاحی عبدالحی صاحب اصلاحی یا یوسف صاحب اصلاحی اپنا قلم اٹھائیں اور مودودی صاحب کے کاموں کو پرکھیں جانچیں اور جو عیوب و نقائص حقیقتاً ان میں پائے جاتے ہیں ان کو بانگ دہل بیان کر کے اپنے بنیادی عقیدے کو عملی جامہ پہنائیں۔ ورنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ مدنی آقا تاجدار مدینہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مودودی صاحب کو اور اسلام کے مقابلہ میں مودودی مذہب کو دُنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے آئیے میدان عمل میں نکل کر اور اپنے قول و عمل سے ثابت کیجئے کہ آپ حق پر ہیں یہ کیا کہ چپکے چپکے تبلیغ ہو رہی ہے اور رفتہ رفتہ گمراہیت پھیلا جارہی ہے حق تو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ لہٰذا آئیے اور جواب دیجئے ہماری تنقیدوں کا "یہ کیا کہ ہم مناظرہ نہیں کرتے کیوں نہیں کرتے صاحب۔ تاریخ پڑھ جائیے جہاں جہاں مبلغین نے تبلیغ فرمائی ہے وہاں وہاں موقع آجانے پر مناظرے بھی کئے ہیں اور مخالفین کو لاجواب بھی کیا ہے جب تو اسلام پھیلا ہے مگر یہ بیچارے مودودی تو جواب دینے ہی سے معذور ہیں۔ شاید سرمایۂ علمی کی کمی ہے غریبوں کے پاس جو اپنی کہے جاتے ہیں اور دوسروں کی سننے ہی نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ صحابہ کرام سے لے کر عام مسلمانوں

تک سب کی گمراہی و ضلالت کفر و الحاد، تو مودودی صاحب بڑی شد و مد کے ساتھ ثابت فرمائیں مگر کسی مودودی کو یہ جرأت نہ ہو کہ ایک حرف بھی ان تحریروں کے متعلق کہے یہ کہاں کی حق پسندی ہے اور کیسا انصاف ہے میں نے جو کچھ اس مضمون میں پیش کیا ہے وہ بہت ہی قلیل ہے ورنہ مودودی صاحب کا لٹریچر ان خرافات سے بھرا پڑا ہے۔ مودودی صاحب نے اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ یہ جو کچھ بھی آپ کے سامنے ہے، میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کے فیصلہ کرنے کے لیے کافی ہے پڑھئے اور فیصلہ کیجئے اور خداوند قدوس کے دربار میں سچے دل سے دُعا فرمائیے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں ان پر محبوب کے صدقہ میں ہر فتنہ و فساد سے مامون و محفوظ رکھے۔ آمین

بدعت کی تعریف

مودودی کے قلم سے

(ماخوذ "رضائے مصطفٰے" گوجرانوالہ)

قیام، میلاد، عرس، فاتحہ، نذر و نیاز وغیرہ کو اعلانیہ بدعت کہنے والے جماعت اسلامی کے کارکن اپنی زبانیں بند کریں اور مودودی کے آئینہ میں اپنی صورت ملاحظہ فرمائیں۔ ؏ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گذشتہ دنوں مودودی صاحب نے غلافِ کعبہ کے جلوس و نمائش کا جو اہتمام کرایا تھا، اُس کی بنا پر خود ان کے ہم عقیدہ بھائی بندوں نے ان کے اس فعل کو نہ صرف بدعت بلکہ شرک تک پہنچا یا۔ جس کے جواب میں مودودی صاحب اور ان کے متبعین نے صفائی پیش کرتے ہوئے بعض ایسی باتیں کہہ دی ہیں جو خود ان کے عقیدہ و مسلک کے خلاف اور پالیسی سے بہت بعید ہیں۔ ان باتوں میں سے بعض دلچسپ و قابلِ غور باتیں ہدیۂ قارئین ہیں۔

"کسی فعل کو بدعتِ مذمومہ قرار دینے کے لیے صرف یہی بات کافی نہیں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہوا تھا۔ لُغت کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے۔ اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے لئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو، جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو، جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا کوئی ایسی مضرت دفع کرنا مقصود نہ ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے۔ جس کا نکالنے والا اسے خود اپنے اوپر یا دوسروں پر اور تعاون کے ساتھ لازم کرے کہ اس کا التزام نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے۔ یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بناء پر فلاں کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا، اسے "بدعت" بمعنی ضلالت نہیں کہا

جاسکتا۔ بخاری نے کتاب الجمعہ میں چار حدیثیں نقل کی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ عہدِ رسالت و عہدِ شیخین میں جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی، حضرت عثمانؓ نے اپنے دور میں ایک اذان کا اضافہ کر دیا لیکن اسے بدعتِ ضلالت کسی نے بھی قرار نہیں دیا۔ بلکہ تمام اُمت نے اس نئی بات کو قبول کر لیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر صلوٰۃ ضحٰی کے لیے خود بدعت اور احداث کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ انھا لمن احسن ما احدثوا (یہ ان بہترین نئے کاموں میں سے ہے جو لوگوں نے نکال لیے ہیں) بدعۃ و نعمت البدعۃ (اور اچھی بدعت ہے) ما احدث الناس شیئاً احب الی منھا (لوگوں نے کوئی ایسا نیا کام نہیں کیا ہے جو مجھے اس سے زیادہ پسند ہو) حضرت عمر نے تراویح کے بارے میں وہ طریقہ جاری کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے عہد میں نہ تھا۔ وہ خود اسے نیا کام کہتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں "نعمت البدعۃ ہذہ (یہ اچھا نیا کام ہے) اس سے معلوم ہوا کہ مجرد نیا کام ہونے سے کوئی کام بدعتِ مذمومہ بنانے کے لیے کچھ شرائط ہیں۔

امام نووی شرح مسلم (کتاب الجمعہ) میں کل بدعۃ ضلالۃ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: علماء نے کہا ہے کہ بدعت (یعنی باعتبار لغت نئے کام) کی پانچ قسمیں ہیں، ایک بدعت واجب ہے دوسری بدعت مندوب ہے (یعنی پسندیدہ ہے جسے کرنا شریعت میں مطلوب ہے) تیسری بدعت ہے۔ چوتھی مکروہ ہے اور پانچویں مباح ہے ......

اور ہمارے اس قول کی تائید حضرت عمر رضہ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو انہوں نماز تراویح کے بارے میں فرمایا۔

علامہ عینی عمدۃ القاری (کتاب الجمعہ) میں عبد بن حمید کی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ "جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی اور دور دور مکان بن گئے تو حضرت عثمان نے تیسری اذان کا (یعنی اس اذان کا جو اَب جمعہ کے روز سب سے پہلے دی جاتی ہے) حکم دیا اور اس پر کسی نے اعتراض نہ کیا۔ مگر منٰی میں پوری نماز پڑھنے پر اعتراض کیا گیا۔"

علامہ ابن حجر رہ فتح الباری (کتاب التراویح) میں حضرت عمر کے قول "نعمت البدعۃ

بدعہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو کسی مثالِ سابق کے بغیر کیا گیا ہو، مگر شریعت میں یہ لفظ سنّت کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور اسی بنا پر بدعت کو مذموم کہا جاتا ہے اور تحقیق یہ کہ جو نیا کام شرعاً مستحسن کی تعریف میں آتا ہے وہ جائز ہے ورنہ پھر مباح کی قسم میں سے ہے۔"

اس اصولی وضاحت کے بعد اب میں عرض کرتا ہوں کہ غلاف کے کپڑے کا جلوس نکالنا اور اس کی نمائش کا انتظام کرنا بلاشبہ ایک نیا کام تھا جو عہدِ رسالت اور زمانہ خلافتِ راشدہ میں نہیں ہوا۔ مگر میں نے یہ کام اس بنا پر نہیں کیا کہ میں اصلاً اس کی نمائش کرنا چاہتا تھا۔ اور اسے دھوم دھام کے ساتھ بھیجنا ابتدا ہی سے میری اسکیم میں شامل تھا۔ بلکہ میں نے یہ پروگرام اس وقت بنایا جب سارے ملک میں اس کے لیے عوام کے اندر بے پناہ جذبۂ شوق خود بخود بھڑک اُٹھا، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ شوق اگر خود اپنا راستہ نکالے گا، تو بڑے پیمانے پر گمراہی پھیلنے کا موجب بن جائے گا (چنانچہ جہاں جہاں بھی اس نے موقع پاکر خود اپنا راستہ نکالا، بہت بُری طرح نکالا) اس لئے میں نے اسے اس مضرت کو دفع کرنے کی خاطر یہ کام کیا جو شریعت کی نگاہ میں ایک بڑی مضرت تھی۔ اس کیلئے ایسا طریقہ تجویز کیا جس سے لوگوں کے جذبات کا سیلاب حدودِ شرع کے اندر محدود رہ سکے اس کو سیئات کے بجائے اُن حسنات (جلوس و نمائش وغیرہ) کی طرف موڑنے کی کوشش کی جو شرعاً پسندیدہ ہیں۔

"شعائر اللہ کے لفظ کا اطلاق صرف انہی چیزوں پر نہیں ہوتا جن کے لیے اللہ تعالےٰ نے یہ لفظ استعمال فرمایا ہے، بلکہ ہر وہ چیز جو خدا پرستی کی علامت ہے (اگرچہ بظاہر اس پر شعائر کا اطلاق نہ آیا ہو) شعائر اللہ میں شمار کی جا سکتی ہے اور جس چیز کو بھی اللہ جلّ شانہٗ کے حضور ہدیہ کرنے کی نیت کر لی جائے اس کا احترام بجا و درست ہے۔ یہ احترام اس شئے کا نہیں بلکہ اس خدا کا ہے جس کے لیے اسے مخصوص کرنے کی نیت کی گئی ہے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے اگر پتھر اور لکڑی بھی جمع کی جائے اور لوگ اسے ادب و احترام کے ساتھ اٹھائیں اور اسے اُٹھاتے اور لیجاتے وقت اور تعمیر کی خدمت انجام دیتے وقت باوضو ہونے اور

اللہ کے ذکر کرنے کا اہتمام کریں (حالاں کہ اس کا ثبوت و حکم نہیں) تو آخر یہ چیز قابلِ اعتراض کس بنیاد پر ہو گی؟

(ترجمان القرآن اپریل ۱۹۶۳ء صہ ۵۸)

پُرانا جال اَور نئے شکاری

شرابِ وہابیت مودودی آبگینوں میں

از اُمید رضوی بریلوی

ہندوستان میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی ذات ایک سدِ سکندری تھی کہ ان کے زمانے میں تمام فتنے نیست و نابود ہو کر رہ گئے تھے۔ دینی و دنیوی دونوں حیثیتوں سے مسلمان اور اسلام سر بلند تھے اور اگر کبھی کسی فتنہ گر نے فتنہ سازی کی ناکام کوشش کی بھی تو بزورِ شمشیر اس فتنہ ساز اور اس کے فتنے کا قلع قمع کر دیا گیا۔ سلطان اورنگ زیب سے پہلے اکبر کے الحاد نے سرزمینِ ہند میں جو فتنۂ الحاد پیدا کیا تھا اور جو فیضی و ابوالفضل اور ان کے نامبارک باپ کی حمایتوں سے پروان چڑھا تھا وہ ایسا فتنہ عظیم تھا کہ جس نے مسلم سلطنت کی تباہی کی پہلی بنیاد رکھی تھی اور اکبر کے بعد بھی روحِ فتنہ شہزادہ دارا شکوہ کے قالب میں اُتر آئی تھی اور اس نے بھی اکبر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے فتنۂ الحاد کو پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ مگر سلطان اورنگ زیب کی خارا شگاف تلوار نے اس فتنہ کو سر اُٹھانے سے پہلے ہی کچل دیا۔ اقبال نے اپنی مشہور فارسی مثنوی "رموزِ بیخودی" میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ: ۔

تخمِ الحادے کہ اکبر پرورید — باز اندر فطرتِ دارا دمید

حق گزید از ہند عالمگیر را | آن فقیر و صاحب شمشیر را
در میان کارزار کفر و دیں | ترکشِ ما را خدنگ آخریں

قدرت کا دستور ہے کہ جب باطل کی آندھیاں اٹھتی ہیں اور جب الحادی فتنے سر اٹھاتے ہیں تو وہ ان قوتوں کو بیدار کر دیتا ہے جو باطل شکن اور فتنہ سوز ہوتے ہیں ۔ چنانچہ اکبر کے زمانے میں بھی ملا عبدالقادر بدایونی اور ان کے ہم خیال اور حضرت مجدد سرہندی نے اکبر کے الحادی فتنے کا زور قلم روکا اور اکبر کی تلوار ان حق پرست قلموں کا مقابلہ نہ کر سکی اسی طرح دارا شکوہ اور اس کے ہم خیال افراد کا اور اس کے قدیم ناپاک مسلک کا خاتمہ اورنگ کی تلوار نے کیا ۔ لیکن اورنگ زیب کی وفات مسلمانانِ ہند کی بدقسمتی کی مہر تھی کہ اگر اس نے ایک طرف سیاسی حیثیت سے مسلمانوں کی قوت و حکومت کو پارہ پارہ کر دیا تو دوسری طرف دینی حیثیت سے بھی مسلمان کمزور سے کمزور ہوتے چلے گئے اور ہندوستان فتنوں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا ۔ سادات بارہ نے جن کو تاریخ بادشاہ گر کے نام سے یاد کرتی ہے مغل تاج و تخت کو اپنے اقتدار کا میدان بنالیا ۔ سادات بارہ کے بعد بدنصیب اقتدار پسندوں نے سیاسی حیثیت سے مضبوط مرکزی حکومت مغلیہ کو کمزور سے کمزور تر بنادیا ، خواہ وہ صفدر جنگ ہو یا غازی الدین عماد الملک شجاع الدولہ ہو یا جعفر صادق " یہ وہ ننگِ ملت ننگ دیں ، ننگ وطن ہستیاں تھیں کہ جن کی غداری نے سرزمین ہند سے مسلم سلطنت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا اور ایک بدیشی قوم کے مٹھی بھر افراد پورے ہندوستان کی قسمت کے مالک و مختار بن گئے ۔ ستر ہویں صدی عیسوی کا آخری دور جہاں سیاسی حیثیت سے ایک پر آشوب دور تھا ، وہاں مذہبی حیثیت سے بھی فتنہ خیز تھا ۔ نہ معلوم کتنے گمراہ اور گمراہ گر اصلاحِ دین کے نام پر نئی نئی تحریکیں لے کر ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل گئے ۔ انگریز نے ہندوستان میں اپنی حکومت مستحکم کرنے کے لئے اپنے پرانے حربے " پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو " سے کام لیا سیاسی حیثیت سے اس نے ہندوستان میں ایسے ابن الوقت چنے جو مدتوں سے اپنی خود مختار حکومت قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے اس نے صوبائی حکومتوں کو آپس میں لڑا کر سیاسی طور پر اپنی پوزیشن مضبوط کی دوسری طرف اس نے مسلمانانِ ہند کو مذہب سے برگشتہ کرنے کی اسکیم مرتب کی اس طرح وہ مسلمانوں کو لامذہب بنا کر عیسائیت کے زمرے

میں شامل کرنا چاہتا تھا ۔ چنانچہ اس کی اسکیم کے مطابق نہ معلوم اس کے کتنے ایجنٹ علماء اور مجاہدین کے روپ میں پورے ہندوستان میں پھیل گئے اور مذہب کے نام پر کتنی ایجنسیاں اور کتنے گروہ کو ترتیب دیا گیا اور پورے ہندوستان کو فتنوں کا ایک مرکز بنا دیا گیا اور یہ فتنے تمام مذہب کے نام پر پیدا کئے گئے انہیں فتنوں میں ایک فتنۂ عظیم وہابیت بھی ہے جس کا بانی اسمٰعیل دہلوی ہے یہ سب ہی کو معلوم ہے کہ اسمٰعیل کا نسلی و نسبی تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے کہ جس کے تمام افراد صحیح العقیدہ سنی تھے ۔ شاہ عبدالرحیم صاحب سے لے کر شاہ عبدالعزیز صاحب تک سب کے سب سنی تھے اور آج وہابیہ نے جن عقائد کو اپنار کھا ہے اُن کے عقائد میں ان کی ادنیٰ سی جھلک بھی نہ تھی ۔ لیکن اسمٰعیل نے اپنے باپ دادا کے علی الرغم ہندوستان میں ایک نیا مذہب پھیلایا جس مذہب کی بنیاد انبیاء و رسل اور اولیاء کرام کی توہین و تنقیص اور دشمنی پر مبنی تھی ۔ اسمٰعیل کا مقصد محض شہرت و حکومت حاصل کرنا تھا اور اس کے لیے اس نے عملی کوششیں بھی کیں سکھوں سے جہاد کا نام لے کر لشکر بھی فراہم کیا اور پنجاب و سندھ کی طرف یہ لشکر روانہ بھی ہو گیا ۔ لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ سکھوں سے جہاد ایک ٹٹی کی آڑ تھی ، اور مسلم حکومتوں کا خاتمہ کرنا تھا ۔ چنانچہ سب سے پہلا حملہ یاغستان پر کیا گیا ۔ مزید چالاکی یہ کی کہ اصلاحِ دین کا نام لے کر ایک فرضی امیر المومنین بھی تیار کر لیا گیا اور اس طرح نہ معلوم کتنے سادہ لوح بندگانِ خدا کو اپنے حرص و آز کی قربان گاہ پر قتل کرا دیا ۔ غرض انجام یہ ہوا کہ حکومت تو حاصل نہ ہو سکی لیکن شہرت ضرور نصیب ہو گئی خواہ یہ شہرت دینی و دنیوی رسوائی و ذلت ہی کا موجب کیوں نہ بنی ہو ۔ حق پرستوں نے خود اسی زمانے میں اسمٰعیل کی موجودگی میں اس کے عقائد باطلہ کا رد کیا اور جب یہ فتنہ بڑھتے بڑھتے ہندوستان گیر ہونے لگا تو ہر مقام اور ہر جگہ پر حق پسند و حق پرست علماء نے اس کا استیصال کیا یہاں تک کہ وہابیت کا نام ایک ایسی ذلت و عار کا سبب بن گیا کہ خود کٹر وہابی بھی اپنے آپ کو عوام میں وہابی کہلاتے ہوئے شرمانے لگے اور وہابیت ایک صید زبوں بن کر رہ گئی ۔ لیکن روحِ وہابیت ہنوز زندہ رہی ، اور وہابیت کے مورثِ اعلیٰ ابن عبدالوہاب کا روحانی باپ شیخ نجد اس قالب مردہ کو زندہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگا ۔ یہاں تک کہ وہابیت کا اس مردار لاشے میں اس سکتی ہوئی

بے جان روح پھر تازگی کے آثار نظر آنے لگے اور اب یہ تحریک وہابیت جماعت اسلامی کے روپ میں ابھری اور اسکی قیادت عظمیٰ کا نام مودودی صاحب کے سر پر رکھا گیا۔ مودودی بقول مفتی کفایت اللہ

"کسی معتبر اور معتمد علیہ کے شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں ... دینی رجحان ضعیف ہے اجتہادی شان نمایاں ہے اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علماء اسلام بلکہ صحابہ کرام پر بھی اعتراضات ہیں۔"

مودودی صاحب نے پرانی شرابِ وہابیت نئے نئے جاموں میں بھر کر مسلمانوں کے سامنے پیش کی اور اپنی اس عمارت کی بنیاد اول انہیں خستہ وخراب اینٹوں پر رکھی جو ابن تیمیہ اور ابنِ عبدالوہاب نجدی کی بھٹیوں میں بنائی گئی تھی، انہوں نے ان دونوں کو شیخ الاسلام بنا کر از سرِ نو پھر عمارتِ کہنہ کی تجدید شروع کر دی مگر ے

خشت اول چوں نہد معمار کج ... تا ثریا می رود دیوار کج

وہابیت کا مسخ چہرہ مودودی کی خوشنما نقابوں میں نہ چھپ سکا۔ اگرچہ انہوں نے اپنا پورا زور اس پر صرف کر دیا۔ خوبصورت الفاظ اور اندازِ تحریر ان کے مقصدِ دل کو نہ چھپا سکا اور حقیقت شناس نگاہیں تاڑ گئیں کہ یہ اندازِ تحریر وخطابت اگرچہ ایک جدت لیے ہوئے ہیں مگر ے

اک نیا ڈھانچہ بنایا ہے ہمارے یار نے
پر لگی ہیں ہر طرف وہ ہی پرانی تیلیاں

اسی طرح مودودیت کی بدولت ایک بار پھر سرزمین ہندو پاک اس فتنۂ عظیمہ میں مبتلا ہو گئی۔ بدقسمت مسلمان ظاہری خوشنما اندازِ خطابت اور دلکش طرزِ تحریر سے فریب کھا گئے اور الفاظ وتحریر کے پردے میں جو ایمان واسلام کو ہلاک کر دینے والی چیز چھپی ہوئی تھی اس سے واقف نہ ہو سکے۔ مودودی عقائد کیا ہیں تحریکِ مودودیت کے پس منظر میں کون سی روح کام کر رہی ہے۔ مودودی، ناواقف مسلمان عوام کو کس راستے پر لیجانا چاہتے ہیں اور دینی اصلاح کا نام لے کر مسلمانوں کے عقائد وایمان کی کس کس طرح رہبری کر رہے ہیں اس کا ہلکا سا اندازہ ان کی حسب ذیل تحریروں سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ مسلمان اندازہ کریں اور سوچیں سمجھیں اور

غور کریں کہ مودودی نے کس کس طرح ایمان واسلام کو تباہ کرنا چاہا ہے اور وہ کتنی بار توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے مسلمہ عقائدِ اسلامیہ کے خلاف کتنی زہر فشانیاں کی ہیں۔ ملاحظہ ہوں :-

(۱) جاہلیتِ خالصہ کے بعد یہ دوسری قسم کی جاہلیت ہے جس میں انسان قدیم زمانے سے آج تک مبتلا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ گھٹیا درجے کی دماغی حالت ہی میں یہ کیفیت رونما ہوئی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحدِ قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب وابدال، علماء اور مشائخ، ظل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی ہی رہی، جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا۔
(تجدید احیائے دین ص۲۱)

(۲) ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارات، نذر ونیاز، عرس، صندل چڑھاوے، نشان، علم، تعزیے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی۔ (تجدید ص۱۵)

(۳) دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت، وفات، ظہور وغیاب، کرامات وخوارق، اختیارات وتصرفات اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے تقربات کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہو گئی جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔

(۴) آپ دیکھیں گے کہ یہ صحرائے عرب کا ان پڑھ بادیہ نشین جو چودہ سو برس سے پہلے اس تاریک دور میں پیدا ہوا تھا دراصل دورِ جدید کا بانی اور تمام دنیا کا لیڈر ہے۔
(تفہیمات ص۲۱۴)

(۵) عرب جیسے تاریک ملک کے ایک گوشہ میں ایک گلہ بانی اور سوداگری کرنیوالے ان پڑھ بادیہ نشین کے اندر یکایک اتنا علم اتنی روشنی اتنی طاقت اتنے کمالات اتنی زبردست تربیت یافتہ قوتیں پیدا ہو جانے کا کونسا ذریعہ تھا۔ (تفہیمات ص۲۱۳)

(۶) حضرت اسرائیلی چرواہے کو بھی دیکھیے جس سے وادیٔ مقدس طوے میں بلاکر باتیں کی گئیں وہ بھی عام چرواہوں کی طرح نہ تھا۔ (تفہیمات اول ص۲۲۹)

(۷) جو لوگ جہالت اور نابینائی کے باعث رسولِ عربی کی صداقت کے قائل نہیں ہیں مگر انبیاءِ سابقین پر ایمان رکھتے ہیں اور صلاح و تقویٰ کی زندگی بسر کرتے ہیں ان کو اللہ کی رحمت کا اتنا حصہ ملے گا کہ ان کی سزا میں تخفیف ہو جائیگی۔
(تفہیمات اول ص۶۹)

(۸) اسلامی اصطلاح میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں وہ تقریباً وہی چیز ہے جس کو یونان و ہندوستان وغیرہ ممالک کے مشرکین نے دیوی یا دیوتا قرار دیا ہے۔
(تجدید احیاءِ دین ص۱۰ مطبوعہ اسٹیٹ پریس لمیٹڈ)

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دُنیا کے ایک بڑے حصے نے محسوس کر لئے اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا جس کے اندر کیریکٹر کی طاقت موجود تھی۔ اگر خدانخواستہ آپکو بودے کم ہمت ضعیف الارادہ اور ناقابلِ اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے۔ (تحریکِ اسلامی کی اخلاقی بنیادیں ص۱۰)

(۱۰) حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق، کبھی کبھی اقتضائے بشریت کی بنا پر جب آپ سے کوئی اجتہادی لغزش ہوتی۔ (تفہیمات ص۲۲۵)

(۱۱) میرے نزدیک مسئلہ قضاء و قدر جزوِ ایمان نہیں ہے اور اس کی حیثیت ایک مسئلے کی ہے۔ (مسئلہ جبر و قدر ص۱۳)

(۱۲) انسان خواہ خدا کا قائل ہو یا منکرِ خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر خدا کی جب وہ قانونِ قدرت پر چل رہا ہے اور اس قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا عمد و اختیار طوعاً و کرہاً خدا ہی کی عبادت کر رہا ہے اسی کے سامنے سربسجود ہے اور اسی کی تسبیح میں لگا ہوا ہے اس کا جینا

مرنا سونا جاگنا کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا سب اسی کی عبادت ہے چاہے وُہ اپنے اختیار سے کسی اور کی پوجا کر رہا ہو اور اپنی زبان سے کسی اور کی بندگی و اطاعت کر رہا ہو مگر اس کا رونگٹا رونگٹا اسی خُدا کی عبادت میں مشغول ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اس کا خون اسی کی عبادت میں چکر لگا رہا ہے۔ اس کا قلب اسی کی عبادت میں متحرک ہے اس کے اعضاء اسی کی عبادت میں کام کر رہے ہیں اور اسکی وہ زبان بھی جس سے وہ خدا کو جھٹلاتا اور غیروں کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ دراصل اسی کی عبادت میں چل رہے ہیں۔ (تفہیمات اول ص۲۵)

(۱۳) توسل اور امداد روحانی اور اکتسابِ فیض وغیرہ ناموں کے خوشنما پردوں میں وہ سب معاملات جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں ان بزرگوں سے متعلق ہوگئے اور عملاً وہی حالت قائم ہوگئی، جو اللہ کے ماننے والے ان مشرکین کے یہاں ہے جن کے نزدیک پادشاہِ عالم انسان کی رسائی سے بہت دُور ہے اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام امور نیچے کے اہلکاروں ہی سے وابستہ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان (مشرکین) کے ہاں اہلکار علانیہ الٰہ، دیوتا، اوتار یا ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ (یعنی سنی مسلمان) انہیں غوث و قطب ابدال اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ کے الفاظ پردوں میں چھپاتے ہیں" (تجدید ص۱۵)

(۱۴) ایک صریح بُت پرستی تو نہ ہو سکی باقی کوئی قسم شرک کی ایسی نہ رہی جس نے مسلمانوں میں رواج نہ پایا ہو، پرانی جاہل قوموں کے جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے وہ اپنے ساتھ بہت سے مشرکانہ تصورات لیے چلے آئے اور یہاں صرف ان کو اتنی سے تکلیف کرنی پڑی کہ پُرانے معبودوں کی جگہ بزرگانِ اسلام میں سے معبود تلاش کریں پُرانے معبودوں کی جگہ مقابرِ اولیاء سے کام لیں اور پُرانی رسموں کی عبادات کو بدل کر نئی رسمیں ایجاد کر لیں اس کام پر دُنیا پرست علماء نے ان کی بڑی مدد کی اور وُہ بہت سی مشکلات ان کے راستے سے دور کر دیں جو شرک کو اسلام کے اندر نصب کرنے میں پیش آسکتی تھیں انہوں نے بڑی دیدہ ریزی سے آیات و

احادیث کو توڑ مروڑ کر اسلام میں اولیاء پرستی اور قبر پرستی کی جگہ نکالی۔ مشرکانہ اعمال کے لیے رسموں کی ایسی صورتیں تجویز کیں کہ شرک جلی کی تعریف میں نہ آسکیں اسی فنی امداد کے بغیر اسلام کے دائرے میں شرک بیچارہ کہاں بار پا سکتا تھا۔"

(تجدید احیائے دین صہ ۱۵)

(۱۵) تم غیر اللہ کے لیے قربانیاں کرتے ہو اور مدار صاحب اور سالار صاحب کی قبروں کا حج کرتے ہو یہ تمہارے بدترین فعل ہیں۔" (تجدید صہ ۹۷)

(۱۶) جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا سالار مسعود صاحب کی قبر یا کسی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کم تر ہے آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں کیا فرق ہے۔ (تجدید صہ ۹۷)

(۱۷) اسلام میں کسی ایسے شخص کے مسلمان کہے جانے کی گنجائش نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ (حقیقت صوم وصلوٰۃ صہ ۱۸)

(۱۸) سب سے بڑی غلطی یہی ہے کہ آپ نے نماز روزے کے ارکان اور ان کی ظاہری صورتوں ہی کو عبادت سمجھ رکھا ہے۔ (حقیقت صوم وصلوٰۃ صہ ۴۵)

(۱۹) یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

(ترجمان ستمبر و اکتوبر ۱۹۴۵ء)

(۲۰) ان امور (یعنی کانا دجال وغیرہ) کے متعلق جو مختلف باتیں حضور سے احادیث میں منقول ہیں وہ دراصل آپ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) خود شک میں تھے۔ لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ بات ثابت نہیں کی کہ حضورؐ کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا۔"

(ترجمان فروری ۱۹۴۶ء)

(۲۱) ہم نے کبھی اس خیال کی تردید نہیں کی کہ ہر شخص کو ائمہ حدیث کی اندھی تقلید کرنی چاہیئے یا ان کو غلطی سے مبرا سمجھنا چاہیئے نہ کبھی ہم نے یہ دعوے کیا کہ

کتاب میں جو روایت قال رسول اللہ سے شروع ہو اس کو آنکھیں بند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مان لیا جائے۔"

(تفہیمات حصہ اول صہ ۲۸۵)

(۲۲) اگر میں پیاس کی حالت میں یا بیماری میں خادم یا ڈاکٹر کو پکارنے کے بجائے کسی ولی یا دیوتا کو پکارتا ہوں تو یہ ضرور اس کو الٰہ بنانا ہے۔ اور اس سے دعا مانگنا ہے۔ (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں صہ ۱۹)

(۲۳) کسی کو خدا کے ہاں سفارشی قرار دے کر اس سے مدد کی التجا کرنا اور اس کے آگے مراسم تعظیم و تکریم بجا لانا اور نذر و نیاز پیش کرنا اس کو الٰہ بنانا ہے۔ (صہ ۲۲)

(۲۴) کسی کو شفیع یا سفارشی سمجھنا اسے الٰہ بنانا اور خدائی میں اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے۔ (صہ ۲۳)

(۲۵) کسی میں یہ طاقت نہیں کہ تمہاری فریادرسی کر سکے دعائیں قبول کر سکے پناہ دے سکے حامی و ناصر و ولی و کارساز بن سکے نفع یا نقصان پہنچا سکے۔ لہٰذا الٰہ کا جو مفہوم بھی تمہارے ذہن میں ہے اس کے لحاظ سے کوئی دوسرا الٰہ نہیں ہے حتیٰ کہ کوئی اس معنی میں بھی الٰہ نہیں کہ فرمانروائے کائنات کے ہاں مقرب بارگاہ ہونے کی حیثیت ہی سے اس کا زور چلتا ہو اور اس کی سفارش مانی جاتی ہو۔ (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں صہ ۳۸)

(۲۶) معبودوں سے مراد اولیاء اور صلحاء ہیں اور ان کی عبادت سے مراد ان کی بندگی کی صفات سے بالاتر اور خدائی صفات سے متصف سمجھنا ان کو غیبی امداد مشکل کشائی و فریادرسی پر قادر خیال کرنا اور ان کے لیے تعظیم کے وہ مراسم ادا کرنا جو پرستش کی حد تک پہنچے ہوں۔ (صہ ۱۲۳)

(۲۷) ہم اپنے مسلک و نظام کو کسی خاص شخص کی طرف منسوب کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ مودودی تو درکنار ہم اس مسلک کو محمدی کہنے کے لیے بھی تیار نہیں۔"

(ترجمان القرآن)

(۲۸) آپ کہہ سکتے ہیں کہ جس (حدیث) کو وہ (محدثین) صحیح قرار دیتے ہوں۔ وہ (حدیث) حقیقت میں بھی صحیح ہے صحت کا کامل یقین تو خود ان (محدثین) کو بھی نہ تھا۔ (تفہیمات صہ ۲۹۲)

(۲۹) اور آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں۔
(تفہیمات صہ ۲۰۳)

(۳۰) محدثین جن بنیادوں پر احادیث کے صحیح یا غلط ہونے یا ضعیف وغیرہ ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں ان کے اندر کمزوری کے مختلف پہلو میں بیان کر چکا ہوں۔ (صہ ۲۰۳)

(۳۱) اس ان پڑھ صحرانشین انسان نے (دینیات صہ ۶۸)

(۳۲) اس صحرانشین امی نے (، صہ ۶۹)

(۳۳) اس ان پڑھ صحرانشین نے حکمت اور دانائی کی وہ باتیں کہنا شروع کر دیں جو نہ اس سے پہلے کسی نے کہی تھیں نہ اس کے بعد کوئی کہہ سکا۔
(تفہیمات حصہ اول صہ ۲۰۶)

(۳۴) ان کی چالوں کے مقابلہ میں خدا بھی ایک چال چلا مگر خدا کی چال ایسی تھی کہ وہ اس کو سمجھ ہی نہ سکتے تھے۔ (تنقیحات صہ ۴۳)

(۳۵) اور کیا وہ اللہ کی چال سے بےخوف ہو گئے ہیں سو اللہ کی چال سے تو وہی لوگ بےخوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہو۔ (تفہیمات صہ ۱۴۴)

(۳۶) حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم (خلافت) کا بار رکھا گیا ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے پیش روؤں میں تھیں۔ اور اس طرح حکومت کی اساس اسلام کے بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہو گئی (تجدید احیائے دین صہ ۳۶)

(۳۷) خدا کی سلطنت میں سب بےاختیار رعیت ہیں خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء و اولیاء۔ (دستور جماعت اسلامی صہ ۵)

(۳۸) اسلام میں ایک نشاۃ جدیدہ کی ضرورت ہے پرانے اسلامی مفکرین و

محققین کا سرمایہ اب کام نہیں دے سکتا۔ (تنقیحات صہ ۱۵)

(۳۹) قرآن و سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔ (تنقیحات صہ ۱۲۶)

(۴۰) یہ وہ لوگ ہیں کو عمر بھر کبھی خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے۔ دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں کچھ یورپ آتے جاتے حجاز کے ساحل سے گزر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گزرتا تو وہ قطعاً مسلمان نہیں جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔
(خطبات حصہ پنجم حقیقت حج صہ ۲۰)

(۴۱) زکوٰۃ کے بغیر نماز روزہ اور ایمان کی شہادت سب بیکار ہیں۔ کسی کا بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ (خطبات صہ ۱۲۷)

(۴۲) اسلام میں کسی ایسے شخص کے مسلمان سمجھے جانے کی گنجائش نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو، قرآن کی رو سے کلمۂ طیبہ کا اقرار ہی بےمعنی ہے۔ اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو۔ (خطبات صہ ۱۲۳) ان دو ارکان (نماز روزہ) سے جو لوگ روگردانی کریں ان کا دعوئے ایمان جھوٹا ہے۔
(خطبات صہ ۱۳۰) اگر وہ خدائی پریڈ کا بگل سن کر جنبش نہیں کرتے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی عملی زندگی کے لیے تیار نہیں ان کے بغیر ان کا خدا کو ماننا محض بےمعنی ہے۔ (خطبات صہ ۸۵ ، ۸۶)

(۴۳) تمام مسلمان ان چار فقہوں کو برحق جانتے ہیں البتہ یہ ظاہر ہے کہ ایک معاملہ میں ایک ہی طریقہ کی پیروی کی جاسکتی ہے چاروں مختلف طریقوں کی پیروی نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے اکثر علماء کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان چاروں میں سے کسی ایک کی پیروی کرنی چاہیئے ان کے علاوہ علماء کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ کسی خاص فقہ کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں علم رکھنے

والے آدمی کو براہِ راست قرآن و حدیث سے احکام معلوم کرنے چاہئیں اور جو لوگ علم نہ رکھتے ہوں انہیں چاہیئے کہ جس عالم پر بھی ان کا اطمینان ہو اسکی پیروی کریں یہ لوگ اہلحدیث کہلاتے ہیں اور اوپر کے چاروں گروہوں کی طرح یہ بھی حق پر ہیں۔ (دینیات صہ ۱۴۷)

(۴۴) صرف اس لیئے کہ خدا خوش ہوگا، بس دُنیا کو چھوڑ کر کونوں اور گوشوں میں جا بیٹھنا اور تسبیح ہلانا عبادت نہیں۔ (حقیقت صوم و صلوٰۃ صہ ۱۹)

(۴۵) داڑھی کے متعلق شارع نے کوئی حد مقرر نہیں کی، علماء نے جو حد مقرر کرنے کی کوشش کی ہے وہ بہر حال ایک استنباطی چیز ہے۔ (رسائل و مسائل صہ ۱۸۶)

(۴۶) جہاں مدرسوں میں دفتروں میں کلبوں اور تفریح گاہوں میں خلوت و جلوت میں ہر جگہ جوان مردوں اور بنی ٹھنی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہے جہاں ہر طرف بے شمار صنفی محرکات پھیلے ہوئے ہوں اور ازدواجی رشتے کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لیے ہر قسم کی سہولتیں بھی موجود ہوں جہاں معیارِ اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ بہت معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ایسی جگہ زنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہوگا۔

(تفہیمات حصّہ دوم صہ ۲۸۱)

(۴۷) اسی طرح حد سرقہ کو بھی قیاس کر لیجئے کہ وہ صرف اسی سوسائٹی کے لیئے مقرر کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی تصورات اور اصول اور قوانین پوری طرح نافذ ہوں، قطع ید اور اسلامی نظم معیشت میں ایسا ربط ہے جس کو منقطع نہیں کیا جا سکتا جہاں یہ نظم معیشت قائم ہو وہاں قطع ید ہی عین انصاف اور مقتضائے فطرت ہے اور جہاں نظم معیشت نہ ہو وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا دوہرا ظلم ہے۔ (تفہیمات حصّہ دوم صہ ۲۸۱، ۲۸۲)

(۴۸) ایسی جگہ تو چور کے لیئے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بلکہ قید کی سزا بھی بعض حالات میں ظلم ہوگی۔ (تفہیمات دوم صہ ۲۸۲)

مودودی صاحب کی چند مصنفہ کتابوں کا یہ اقتباس تھا۔ اس کا سرسری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ مودودی اور ان کے حواریین مسلمانوں کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں اسلام کے نام پر اپنی جماعت کا جماعت اسلامی نام رکھ کر وہ مسلمانوں کو کس طرح فریب دے کر بزعم خویش موحد کامل بن کر جس توحید کی تعلیم دے رہے ہیں وہ وہی توحید کی تعلیم ہے جس کے پرچارک ابن تیمیہ ابن عبدالوہاب اور اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متقدین و پیرو تھے۔ یہ وہی تو توحید کی تعلیم ہے کہ اس مذہب کے بانی اوّل نے روزِ اوّل ہی سے حضرت آدم کو سجدہ تعظیمی کرنے سے انکار کر کے توہینِ انبیاء و رسل کا پہلا دروازہ کھولا تھا۔ مذکورہ بالا اقوال کیا کسی ادنیٰ سی صورت میں بھی عقائدِ اسلامیہ کا جزو بن سکتے ہیں۔ اس کا فیصلہ ہر شخص کا قلب کر سکتا ہے بشرطیکہ دلوں میں کھوٹ اور میل نہ ہو اور بالطبع اس کا رجحان وہابیت و مودودیت کی طرف نہ ہو۔

خود مودودی اپنے ہم خیال و ہم عقیدہ افراد کی نظروں میں کیا وقعت رکھتے ہیں اس کا اندازہ قرآن کے ہم خیال و ہم مکتب حضرات کی تحریروں سے ہو سکتا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری کی رائے ملاحظہ ہو۔

> مولانا مودودی کا مسلک اعتزال نہیں بلکہ اعتدال ہے اعتزال سے ہماری مراد وہ مصدر نہیں ہے جس سے معتزلہ فرقہ مشتق کیا جاتا ہے بلکہ اصلی معنوں میں اعتزال مراد ہے اس لفظ کے معنی علیحدگی کے ہم دیکھتے ہیں موصوف اپنی تحریرات میں عموماً مرزا صاحب قادیانی کا تتبع کرتے ہیں (خطاب بہ مودودی) منقول از حقائق مودودیت مصنفہ داؤد غیر مقلد۔

مہدی حسن مفتی دیوبند کا فتوےٰ ہے کہ:۔

> مسلمانوں کو اس تحریک میں ہرگز ہرگز شریک نہیں ہونا چاہیئے ان کے لئے زہرِ قاتل ہے لوگوں کو اس میں شریک ہونے سے روکنا چاہیئے ورنہ گمراہ ہوں گے۔ بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔ شرعاً اس تحریک میں حصّہ لینا ہرگز جائز نہیں، اس جماعت کے مقصد کی نشر و اشاعت جو شخص کرتا ہے وہ بجائے فائدے کے

گناہ کا کام کرتا ہے۔ اور مُضر اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور گناہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اگر کوئی مسجد کا امام مودودی صاحب کا ہم خیال ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

مودودی صاحب کے متعلق مفتی کفایت اللہ رقم طراز ہیں:-

مسلمانوں کو اس تحریک سے علیٰحدہ رہنا چاہیئے اور ان سے میل جول ربط اتحاد رکھنا چاہیئے ان کے مضامین بظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں کئی وہ باتیں دل میں بیٹھ جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور بزرگانِ اسلام سے بدظن بنا دیتی ہیں۔

ان کے علاوہ حسین احمد اور دوسرے دیوبندی حضرات نے مودودیت پر جو کڑی تنقید کی ہے وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ خود اپنے ہم خیال و ہم عقیدہ افراد کی نظر میں بھی گنہگار گمراہ گر ہیں۔

ہم نے زیرِ نظر مضمون میں بالقصد علماء اہلسنت کی تحریروں سے گریز کیا ہے اور صرف اس لیے کہ یہ بدباطن علماء اہلسنت کی تحریریں دیکھ کر بالاتفاق کہہ دیتے ہیں کہ ان کا کام ہی مسلمانوں کو کافر بنانا ہے۔ اور ہم نے مودودی تحریروں کے رد میں خود کوئی لفظ اسی غرض سے لکھنا مناسب نہ سمجھا کہ اوّل تو ہر مسلمان پہلی ہی نظر میں یہ فیصلہ کرے گا کہ جس کے یہ عقائد یا جس کی یہ تحریریں ہوں وہ قرآن و حدیث کی رو سے بددین و گمراہ گر ہے۔ دوسرے ہمارا مقصد صرف مودودی عقائد ہی پیش کرنا تھے تاکہ مسلمان خود ان اقوال کو دیکھ کر مودودیت کے خوشنما دامِ فریب سے واقف ہو جائیں۔ ہاں جن حضرات کو شکوک ہوں یا جو مودودی عقائد کے خلاف قرآنی حکم یا علماء اہلسنت کی تحریریں دیکھنا چاہتے ہوں وہ "مودودی تحریک ابن عبدالوہاب کی کہانی، ماہنامہ نوری کرن بریلی شمارہ ۴۴ بابت ماہ مئی سنہ ۶۲ء" کا مطالعہ کریں۔ جو مودودی تحریک کا اور اس کے عقائدِ باطلہ کا مکمل و شافی رد ہے۔

حرفِ آخر: اب قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مودودی صاحب چاہتے کیا ہیں اور ان کا جماعت اسلامی بنانے سے مقصد کیا ہے۔ بات یہیں آکر ختم ہو جاتی ہے کہ شہرت

دولت، مقبولیت اور اسی لئے انہوں نے ملتِ اسلامیہ سے کٹ کر ابن تیمیہ ابن قیم اور ابن عبدالوہاب کا دامن پکڑا ہے۔ اگر وہ کوئی نئی جماعت بناتے تو مسلمان کا ہوشیار ہو جانا فطری امر تھا۔ اس لیے انہوں نے تمام فرقہائے باطلہ میں سے ایک فرقہ کا انتخاب کیا اور وہ ابن عبدالوہاب کا فرقہ تھا کہ اس طرح دولت و شہرت اور قبولیت عامہ حاصل ہو جائے گی (گو یہ قبولیت عام ذلت و رسوائی کا دوسرا مہذب نام ہی کیوں نہ ہو) اس کے علاوہ اس کا پس منظر سیاسی حیثیت کا بھی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ابن عبدالوہاب کے پردے میں مغرب کی ایک شاطر و کیاد قوم کارفرما تھی گویا ابن عبدالوہاب ایک کٹھ پتلی تھا اور اس کے تار تاجرانِ مغرب کے ہاتھ میں تھے جس کے ذریعہ انہوں نے مشرقِ وسطیٰ میں انتشار پھیلا کر رفتہ رفتہ مشرقِ وسطیٰ پر اپنا اقتدار قائم کر لیا، ہندوستان میں بھی یہی سب کچھ ہوا جہاد کے نام پر ایک تحریک کا آغاز کیا گیا اور اس تحریک کی اساس ابن عبدالوہاب کی تحریک ہی پر رکھی گئی۔ یہاں چند ابن الوقت مل گئے اور اسمٰعیل دہلوی نے سید احمد کو امیر المؤمنین بنا کر جہاد کے نام پر شور و غوغا برپا کر دیا اور انجام جو کچھ ہوا ظاہر ہے کہ انگریز بلاخوف و خطر پورے ہندوستان کی قسمت اور اس کے سیاہ و سفید کے مالک بن گئے۔

انگریزوں ہی کے زمانے میں کانگریس کا قیام عمل میں آیا اور متبعین و معتقدین اسمٰعیل حسبِ دستور کانگریس کو اپنے مقصد براری کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اس میں شریک ہو گئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس حکمتِ عملی داد دیجئے کہ انہیں کے متبعین کا ایک گروہ کانگریس میں شامل ہوا تو دوسرے گروہ نے مسلم لیگ میں شرکت کر لی۔ بظاہر سیاسی اختلاف تھا لیکن مقصد یہی تھا کہ دونوں جماعتوں پر اپنا اقتدار قائم رہے اور انگریزوں کے ہندوستان چھوڑنے کے بعد زمامِ کار سلطنت جن ہاتھوں میں آئے گی ان کو اپنی کام براری کا ذریعہ بنا کر حکومت کے مشینِ کار میں شامل ہو جائیں گے اور بظاہر ایسا ہی ہوا بھی۔ یہی لیگ اور کانگریس کی کشمکش کا دور تھا کہ جب مودودی تحریک بھی کھل کر منظرِ عام پر آئی، مودودیت کا منشاء بھی بلا شرکتِ غیر حکومت و اقتدار حاصل کرنا تھا۔ اس لیے جماعت کے نام کے ساتھ لفظِ اسلامی کا لیبل لگا کر یہ جماعت کہنہ میدانِ عمل میں آ گئی، ہاں فرق صرف اتنا تھا کہ تحریکِ وہابیت کی امداد انگریزوں کے سرمایہ سے ہوئی تھی اور یہاں مودودیت کی مدد کو (بقول ایک گھر کے بھیدی کے) امریکن سرمایہ پشت پناہ بن گیا۔ اور اب مودودی لٹریچر

سستی قیمت پر پورے ملک میں پھیلا دیا گیا۔ دولت و شہرت تو یوں حاصل ہو گئی لیکن ابھی مقبولیت کا آخری زینہ باقی ہے۔ اس کے لیے بانی تحریک (مودودی) نے پہلے مجدد کامل پھر امیر المؤمنین اور آخر میں مہدی موعود بننے کا سوانگ رچایا، گو بدقسمتی سے ان درجات تک وہ اب تک نہ پہنچ سکے ہیں۔ "اگر دعوے میرا محتاج محبت ہے تو سُن لیجئے۔" خود شاطرانہ انداز میں مودودی صاحب نے اپنے لیے یہ تینوں مقام پسند کر لیے تھے اور وہ درجہ بدرجہ ان تینوں سیڑھیوں پر چڑھ کر مہدی موعود بننا چاہتے تھے۔

"تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا ہے" (تجدید احیائے دین صہ ۴۹)

پھر اسی صفحہ پر رقمطراز ہیں:۔

مجدد کامل کا مقام اب تک خالی ہے مگر عقل چاہتی ہے فطرت مطالبہ کرتی ہے اور دُنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے کہ ایسا لیڈر پیدا ہو خواہ اس دَور میں پیدا ہو یا زمانے کی ہزار گردشوں کے بعد پیدا ہو اسی کا نام المہدی ہوگا۔"

میرا اندازہ یہ ہے کہ آنیوالا اپنے زمانے میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوگا۔ پھر مجھے یہ بھی اُمید نہیں کہ اپنی جسمانی ساخت میں عام انسانوں سے بہت کچھ مختلف ہوگا کہ اس کی علامتوں سے اسکو تاڑ لیا جائے نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا بلکہ شاید خود بھی اسے اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اسکی موت کے وقت اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج علی النبوۃ پر قائم کرنے والا۔ (تجدید احیائے دین صہ ۵۵)

دیکھا آپ نے کس چالاکی اور شاطرانہ انداز میں خود اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر دی ہے اور اسی لیے تفاسیر و احادیث کے پُرانے ذخیروں کو چھوڑنے کا مشورہ دیا ہے۔ علم الرجال پر بزعم خویش ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے محدثین کرام کو غیر مستند مشکوک اور ناقابلِ اسناد ٹھہرایا ہے۔ اور اسی غرض سے احادیث میں حضرت امام مہدی کے ظہور کی جو خبریں دی گئیں ہیں ان

کو غلط و باطل اور افواہ قرار دیا ہے۔ یہانتک کہ ذاتِ رسالت کے متعلق بھی یہ ہذیان سرائی کی گئی کہ "یہ دراصل حضور کے قیاسات تھے جن کے متعلق آپ خود شک میں تھے اور اقتضائے بشریت کی بنا پر آپ سے اجتہادی لغزش ہوتی تھی، اور کیا بعد کے زمانے میں حضور کے شک کی تصدیق نہیں ہوگئی؟" اگر ظہور امام مہدی کی احادیث کو غلط و باطل اور محدثین کو ناقابلِ استناد ٹھہراتے تو پھر یہ کس طرح کہہ سکتے تھے کہ

"میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانے میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا بلکہ شاید اسے خود بھی اپنے مہدی موعود ہونے کا خبر نہ ہوگی مہدویت دعوے کرنے کی چیز نہیں کر کے دکھانے کی چیز ہے۔ مجھے اس کام میں کرامات و خوارق کشوف والہامات اور چلوں مجاہدوں کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہب فکر پیدا کرے گا۔ (تجدید صہ ۴۲)

اس طرح حضرت امام مہدی کے ظہور کے متعلق عام ذہنوں میں شکوک پیدا کر کے اپنے مہدی موعود ہونے کی راہ ہموار کی گئی اور اسی پر بس نہیں کی گئی، ذہن میں خطرہ بدستور کھلبلا رہا تھا کہ تفاسیر و احادیث کے پُرانے ذخیرے ان کے باطل دعوؤں کے لیے صاعقۂ آسمانی ہیں۔ اس لیے ان کا سدِباب کرنے کے لیئے یہ چال چلی کہ سرے سے تفاسیر و احادیث کی تعلیم ہی کو ختم کر دیا جائے کہ "نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری"۔ جب تفاسیر و احادیث کے ذخیرے اور ان کی عبارات و مفاہیم ہی ذہن سے نکل جائیں گے تو مودودی کے مہدی ہونے پر ایمان لے ہی آنا پڑے گا۔ اسی لیے کیا دی فریب کاری کو پروان چڑھانے کے لیے یہ تعلیم دی گئی کہ:۔

"قرآن اور سنّت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و احادیث کے پُرانے ذخیروں سے نہیں"۔ (تنقیحات صہ ۱۹۵)

اُصولِ فقہ و احکام فقہ اسلامی معاشیات اسلام کے اصولِ عمران اور حکمت قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے کارآمد نہیں۔ (تنقیحات صہ ۱۹۵)

یہ بالکل وہی نظریہ ہے جس کی تعلیم اُمّتِ وہابیہ کے سالارِ اوّل دہلوی نے اپنی مشہور کتاب

تقویۃ الایمان میں پیش کی ۔

یہ ہے تحریکِ مودودیت اور ان کی جماعتِ اسلامی کا اصل مقصد محض دینیات اور بزعمِ خویش اصلاحِ دین بتاتا ہے لیکن قیامِ پاکستان اور پھر لیاقت علی خاں کے واقعۂ قتل کے بعد جب غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کے عہد میں پاکستان سیاسی ابتری اور انتشار میں مبتلا ہوا اور اس انتشار وابتری کی تکمیل سکندر مرزا کے زمانے میں ہوئی تو مودودی صاحب نے پر وبال نکالے وہ جس قومی اسمبلی اور جس آئینِ پاکستان کے مخالف تھے اور جن چیزوں کو وہ باطل اور شرک و کفر کی تقلید بتاتے تھے بالآخر اسی باطل نظریہ اور شرک وکفر کی چیزوں کو اپنا لیا ۔ مارچ ۵۸ء کے کراچی کارپوریشن کے انتخابات میں بحیثیت مودودی جماعت کے افراد نے عملی حصہ لیا خود بھی انتخابات میں شریک ہوئے اور جماعت کا سرمایہ بھی اپنے کامیاب ہونے کے لئے صرف کیا اور یہ سب کچھ امیر جماعت مودودی کی مرضی سے ہوا ۔ پھر جب مرکزی اسمبلی کے انتخابات کا اعلان ہوا تو بھی اس جماعت نے بلند آہنگ وعدوں کے ساتھ مرکزی اسمبلی میں اپنے نمائندے بھیجنے کا اعلان کیا لیکن بدقسمتی ان کی کہ اکتوبر ۵۸ء کے فوجی انقلاب نے ان کی آرزوؤں پر پانی پھیر دیا ان تمام کوششوں اور مساعی کا پس منظر اور مقصد یہی تھا کہ اسمبلی میں اپنی جماعت کے کافی نمائندے بھیج کر حکومت کے تمام نظم ونسق پر قبضہ کر لیا جائے اور اس طرح نہ صرف حکومت ہی ہاتھ آئیگی بلکہ مودودی نظریات کو بھی بالجبر طاقت کے ذریعہ تسلیم کرا لیا جائے گا اور پھر مودودی امیر المؤمنین اور مہدی موعود بن سکیں گے ۔

ہندوستان میں بھی اس جماعت نے شاطرانہ انداز میں اپنے قدم جمائے حکومت کو باور کرایا گیا کہ موجودہ جماعت کا مودودی سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں اور جب حکومت کی گرفت سخت ہوئی تو مسلم ممبرانِ اسمبلی کے دامن میں پناہیں ڈھونڈنا شروع کر دیں کہ ہمارا مقصد محض تبلیغِ دین ہے ، سیاست سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں ۔ حالاں کہ جماعت مودودی کہیں بھی ہو پاکستان میں ہو یا ہندوستان میں اصل دونوں کی ایک ہے وہی نظریات وخیالات ہیں اور وہی عقائد جس کی تبلیغ مودودی کا دھرم ہے ۔ اور بفرضِ محال اگر ہندوستانی جماعت کا پاکستانی مودودیوں سے کوئی تعلق نہیں تو حکومتِ سعودیہ سے امداد کس لئے مل رہی ہے

اور سعودیہ کی پشت پناہی کیوں حاصل ہے ۔ بات یہیں پر آکر ختم ہو جاتی ہے کہ ابن عبدالوہاب کی تحریکِ وہابیت کی عام تبلیغ کی جائے اور ہند وپاک کے مسلمانوں کو اس فتنۂ عظیم کا شاہکار بنا لیا جائے قالب دو ضرور ہیں لیکن روح ایک ہی ہے ۔ غرض مذہبی اور سیاسی حیثیت سے یہ ایک پرانی اور کرم خوردہ تحریک ہے ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہابیت کھل کر وہابیت ہی کے روپ میں سامنے آئی تھی اور یہاں اس وہابیت نے خوشنما نقاب جماعت اسلامی کے نام سے اوڑھ رکھا ہے اور جب اس کا نقاب الٹ کر دیکھا جاتا ہے تو وہی مبروص مکروہ اور قابلِ نفرت چہرہ سامنے آتا ہے جسے مسلمانوں کا ہر گروہ وہابیت کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے ۔ گلاس اور جام ضرور نئے ہیں مگر شراب وہی پرانی شراب ہے ۔ نام خواہ کچھ ہی کیوں نہ رکھ لیا جائے لیکن حقیقت نہیں بدلتی ، کسی شخص کا نام جمیل وشکیل رکھ دینے سے وہ نہیں ہو جاتا وہ دیکھنے والے کو بتا دیتا ہے کہ یہ شکیل وجمیل نہیں بلکہ انتہائی ناقابلِ نفرت چہرہ ہے ۔ یہی حال مودودیت کا ہے ۔ متفقہ عقائد اسلامیہ سے انحراف توہینِ رسالت اور مثیل امام مہدی بننے کا تشنۂ تعبیر خواب ۔

رسم نقاب کشائی

کا

آخری مرحلہ

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے! یہ مانا کہ مودودی صاحب حق وصداقت سے دُور ہیں پھر ان کی اتنی وسیع پیمانے پر کاوشیں کس مقصد کے تحت ہیں؟ ہر ایک کوئی نہ کوئی مقصد لیکر اٹھتا ہے۔

یہ سوال واقعی اہم اور اس رسالہ کی مکمل جان ہے یوں تو دو جملوں میں اس کا جواب دیا جاسکتا ہے کہ صرف حکومت واقتدار کی دُھن میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے، اگر ضرورت ہے ثبوت کی، چند ماہ پیشتر تو ہمیں اس سوال کے جواب میں ان کے بکھرے ہوئے لٹریچر کا عطر نکال کر بتانا پڑتا ہے کہ اتنا پھیلاؤ کن اسکیموں کے تحت ہے مگر آج مودودی صاحب ہمارے ایک کھلی کتاب کی طرح موجود ہیں ان کی ڈھکی چھپی ذہنیت کے تمام پہلو ظاہر ہو چکے۔ آج پاکستانی اخبارات بڑی بڑی سرخیاں دے کر اعلان کر رہے ہیں۔ کہ

"جماعت اسلامی پاکستان اور امیر جماعت مودودی صاحب نے کرسی صدارت کے لیے مس فاطمہ جناح کی حمایت کا اعلان کر دیا"

اس اعلان کو دیکھ کر ادر تو اور جماعت اسلامی کے افراد حیران رہ گئے اور ہر طرف سے لے دے مچ گئی۔ چند اخبارات کے عنوان ملاحظہ ہوں:۔

(۱) مودودی جماعت کا افسوسناک کردار (ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۲۲/۱۰/۶۴)

(۲) "جماعت اسلامی" کا حرام کو جائز کرنے کی جسارت (اخبار سوادِ اعظم ۲۲/۱۰/۶۴)۔

(۳) لیجئے جماعت اسلامی ٹیڈی ہو گئی۔ (رضائے مصطفےٰ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

(۴) ہمارے ملک کی جنگجو فرنٹ کی جماعت اسلامی کو بھی تسلیم ہے کہ شرعاً عورت

ملک کی صدر نہیں بن سکتی لیکن ان کے ہاں جس طرح، جھوٹ کا استعمال بعض اوقات شرعاً واجب ہو جاتا ہے۔ (مودودی ترجمان القرآن مئی ۵۸ء)

نیز جمہوری اسمبلیاں اور پارلیمنٹیں جن کی رکنیت بھی حرام اور ان کے لیے ووٹ دینا بھی حرام (مودودی رسائل ومسائل طبع اوّل ص ۵۷ ۴ ستمبر ۱۹۵۱ء) اگر بغرضِ مصلحت جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ سے جائز ہو جاتی ہیں۔

(رفتارِ زمانہ لاہور اکتوبر ۶۴ء)

اب دیکھنا یہ ہے کہ جب پاکستان میں زیادہ تر افراد بذاتِ خود مس فاطمہ جناح کی حمایت کر رہے ہیں وہ مودودی صاحب کے اعلانِ حمایت کو سن کر یہ شورش کیوں مچا رہے ہیں کہ مودودی صاحب، اس سے پہلے تو عورت کی سیاسی زندگی اور ملکی اقتدار و ذمہ داریوں میں شمولیت اور مسلمان مردوں کے اس کی سربراہی میں زندگی گزارنے کے خلاف بہت کچھ لکھ چکے ہیں تو پھر جو لوگ مودودی کو مجدد کامل اور مزاج نبوی شناس اور پیکرِ شریعت سمجھتے ہوں ان کے دل و دماغ پر اس اعلان معکوس کو سن کر کیا بجلی گری ہوگی۔

سنئے کہ مس فاطمہ جناح کی حمایت کا اعلان فرمانے سے پہلے آپ کس طرح احکام شرع کی حمایت اور عورت کی سیاسی زندگی سے مخالفت فرماتے رہے ہیں۔

"ہم سے پوچھا گیا ہے کہ آخر وہ کون سے اسلامی اصول یا احکام ہیں جو عورتوں کی رکنیت مجالسِ قانون ساز میں مانع ہیں"

جس کے جواب میں آیاتِ قرآنی پیش کر کے فرماتے ہیں:۔

اس کے بعد حدیث کی طرف آئیے۔ یہاں ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ واضح ارشادات ملتے ہیں۔ حدیث: جب تمہارے امراء تمہارے بدترین لوگ ہوں، اور جب تمہارے دولتمند بخیل ہوں اور جب تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے (ترمذی)۔

حدیث ۲: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے، تو آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے

Mohammed Ismail

اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کئے ہوں (بخاری و ترمذی) یہ دونوں حدیثیں اللہ تعالیٰ کے ارشادات "الرجال قوامون علی النساء کی ٹھیک ٹھیک تفسیر بیان کرتی ہیں. اور ان سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیاست وملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے. (مودودی ترجمان القرآن لاہور ستمبر ۵۲ء)

جمہوری اسمبلیاں اور پارلیمنٹیں جن کی رکنیت بھی حرام اور ان کے لیے ووٹ دینا بھی حرام. (رسائل و مسائل صہ ۵۷۴)

صرف اسی بنا پر نہیں آپ کی کثیر کتابیں مثلاً پردہ، اسلامی ریاست، اسلامی حکومت کے بنیادی اُصول، اسلامی دستور کی بنیادیں، دستوری تجاویز وغیرہ سب ہی میں بتایا ہے کہ عورت کی رکنیت مجلسِ قانون ساز، صدارت وزارت و مختلف محکموں کی ادارت، ملازمت نہ صرف ناجائز بلکہ حرام ہے۔

آپ خود ہی غور کریں کہ اب مودودی صاحب یکایک اپنی تمامتر کاوشوں اور عمر بھر کی محنت پر پانی پھیرنے اپنے قول وفعل کے خلاف عمل کرنے پر کیوں تیار ہوگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ، مودودی صاحب تمام عمر حکومت واقتدار کے خواب دیکھتے رہے مگر اتنی سعی و کاوش کے باوجود نہ اہل حق کی تعداد گھٹی نہ اپنی جماعت کی اتنی تعداد بڑھی کہ اقتدار کی کرسی ہاتھ آسکے، ان حالات کے پیشِ نظر تا کیا نہ کرتا، یہ سوچ کر کہ شاید کسی کے آنچل کی آڑ سے مستقبل کی کوئی کرن چمک جائے اس امید پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار ہوگئے، اور صاف اعلان فرمادیا :۔

جماعت، بطور جماعت جب کوئی فیصلہ کرے تو اسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا مجلسِ مشاورت نے میری عدم موجودگی میں محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کا فیصلہ کیا ہے، میں اس فیصلہ سے کسی صورت بھی مجالِ انکار نہیں کر سکتا؟

(اخبار کوہستان لاہور ۱۰-۶۴)

لیجیے ہم نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی حقیقت واضح کر دی مگر سچ تو یہ ہے کہ اس رسم نقاب کشائی کا سہرا بھی مودودی صاحب کے سر رہا۔ اب اہل بصیرت منصف مزاج

خصوصاً تنظیمی اسپرٹ رکھنے والے حضرات کو فیصلہ کرنا ہے کہ وہ ہر ایک تنظیم کو دیکھ کر اسلامی تنظیم سمجھ کر اپنے ہاتھوں شجر اسلام کی جڑوں کو کب تک کھوکھلا کرتے رہیں گے، جب پاسبانِ ملت خود نادان دوستی کا ثبوت دے تو نتیجہ کیا ہوگا. بہتر ہے کہ اب خود اٹھیئے دوسروں کا سہارا نہ پکڑیئے اور اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر غفلت شعاروں کو بیدار کیجئے اور ملت کی پاسبانی کا حق ادا کیجیے ہم اپنی پوری طاقت وجمعیت کے ساتھ آپ کا تعاون کرنے کو تیار ہیں۔

وباللہ التوفیق وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابداً

تمت بالخیر



نام عمران

MOHAMMAD ISMAIL